قطف الثمر
في بيان عقيدة أهل الأثر

کا ترجمہ بنام

اہلِ حدیث کا عقیدہ

تالیف

علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ

ترجمہ

ڈاکٹر اجمل منظور مدنی

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

قطف الثمر
فی بیان عقیدة أهل الأثر

کا ترجمہ بنام

اہلِ حدیث کا عقیدہ

تالیف

علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ

ترجمہ

ڈاکٹر اجمل منظور مدنی

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

نام کتاب	:	اہل حدیث کا عقیدہ
تالیف	:	علامہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ	:	ڈاکٹر اجمل منظور مدنی حفظہ اللہ
ایڈیشن	:	اول
تعداد	:	دو ہزار
صفحات	:	۲۵۲
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی
طباعت	:	A1 گرافکس اسٹوڈیو | +91-9819189965
قیمت	:	

ملنے کے پتے:

✧ دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی، 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون:9892255244

✧ جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی، فون: 226526 / 225071

✧ مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون:02356-264455

فہرست مضامین

عرض ناشر

اہل حدیث، اہل اثر، طائفۂ منصورہ، فرقۂ ناجیہ دنیا کی واحد جماعت ہے جو ایمان وعقیدہ، عبادات، عمل وسلوک غرض تمام ابواب میں اسلام سے نسبت رکھنے والے فرقوں کے مقابل سب سے زیادہ مستند، معتبر، سچی اور کتاب وسنت کے دلائل اور سلف امت کے حوالوں پر قائم برحق جماعت ہے۔

اہل الحدیث والأثر کے عقائد میں زمان ومکان کے فاصلوں کے باوجود مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور یہ اس مبارک طائفہ کی حقانیت وصداقت کی ناقابل تسخیر دلیل ہے، اس لئے کہ اس میں عقل مجرد، رائے زنی، ہوس پرستی، نفسانی خواہشات، حزبیت وفرقہ واریت، شخصیت پرستی، اندھی تقلید، تصوف ورہبنت، کشف ومنامات، قلبی روایات، تاویل وتحریف، تشبیہ وتکییف، تجہم واعتزال، رفض وتشیع، خروج اور اس قسم کے دیگر باطل راستوں کا کوئی گزر نہیں ہے۔

علامہ اسماعیل اصبہانی قوام السنۃ (۵۳۵ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَمِمَّا يدل عَلَى أَن أهل الحَدِيث هم عَلَى الْحق، أَنَّك لَو طالعت جَمِيع كتبهمْ المصنفة من أَوَّلهمْ إِلَى آخِرهم، قديمهم وحديثهم مَعَ اخْتِلَاف بلدانهم وزمانهم، وتباعد مَا بَينهم فِي الديار، وَسُكُون كل وَاحِد مِنْهُم قطرا من الأقطار، وَجَدتهمْ فِي بَيَان الِاعْتِقَاد عَلَى وتيرة وَاحِدَة، ونمط وَاحِد يجرونَ فِيهِ عَلَى طَرِيقَة لَا يحيدون عَنْهَا، وَلَا يميلون فِيهَا، قَوْلهم فِي ذَلِكَ وَاحِد ونقلهم وَاحِد، لَا ترى بَينهم اخْتِلَافا، وَلَا تفرقا فِي شَيْء مَا وَإِن قل، بل لَو جمعت جَمِيع مَا جرى عَلَى ألسنتهم، ونقلوه عَن سلفهم، وجدته كَأَنَّهُ جَاءَ من قلب وَاحِد، وَجرى عَلَى لِسَان وَاحِد، وَهل عَلَى الْحق دَلِيل أبين من هَذَا؟“ (الحجۃ فی بیان المحجۃ: ۲/۲۳۹)۔

اہل الحدیث کے برحق ہونے کے ایک دلیل یہ ہے کہ اگر آپ اُن کی اول تا آخر قدیم وجدید تمام تصنیف شدہ کتابوں کا مطالعہ کریں گے، تو ان کے ممالک اور زمانوں کے اختلاف اور ان کی

بستیوں میں دو دراز فاصلوں نیز ان میں سے ہر ایک کے الگ الگ بستیوں میں رہنے بسنے کے باوجود آپ انہیں عقیدہ کے بیان ووضاحت میں ایک ہی وطیرہ اور طرز وانداز پر پائیں گے، وہ اس میں ایک ہی راستہ پر گامزن ہوتے ہیں اس سے ذرا بھی میلان وانحراف کا شکار نہیں ہوتے، ان کی بات ایک اور ان کا حوالہ ایک ہوتا ہے، آپ کو ان کے درمیان کسی چیز میں کوئی اختلاف یا ذرا بھی فرق نظر نہیں آئے گا۔ یہی نہیں بلکہ اگر آپ ان تمام باتوں کو اکٹھا کریں گے جو ان کی زبانوں سے نکلی ہیں اور جسے انہوں نے اپنے اسلاف سے نقل کیا ہے تو آپ اُسے ایسا پائیں گے گویا وہ ایک ہی دل سے نکلی اور ایک ہی زبان سے جاری ہوئی ہیں، بھلا کیا ان کے حق ہونے کی اس سے بھی واضح کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟

زیر نظر کتاب **"اہل حدیث کا عقیدہ"** جماعت اہل حدیث کے سرخیل علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) کے عقیدۂ اہل حدیث پر مشتمل عظیم الشان جامع تحقیقی رسالہ **"قطف الثمر فی عقیدۃ أھل الأثر"** کا اردو ترجمہ ہے جسے برادرم ڈاکٹر اجمل منظور سنابلی مدنی سلمہ اللہ نے کیا ہے جو عقیدہ ومنہج اور رد باطل میں اہل علم کے درمیان اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں، فجزاہ اللہ خیراً۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت سے اس کتاب کی طباعت واشاعت اللہ کی توفیق ونصرت کے بعد مسلک سنت اور منہج اہل حدیث کے تئیں امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کی غیرت کا نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ذوالکرم امیر محترم کی جملہ منہجی واصلاحی کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کو اجر جزیل سے نوازے، نیز اس کتاب کو اس کے مولف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے اور تمام خواص وعوام کے لئے اسے یکساں مفید بنائے، آمین۔

۱/ ذی القعدہ ۱۴۴۵ھ - ۱۰/ مئی ۲۰۲۴ء

ممبئی: أخوکم فی اللہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
(شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)
(inayatullahmadni@gmail.com)

عرضِ مترجم

یہ کتاب اہلِ اثر کے عقیدے پر مشتمل ہے جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے۔اہلِ اثر سے مراد اہلِ سنت والجماعت ہیں، اور یہی فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہیں، جس پر سلف صالحین قائم تھے اور جو اسی منہج پر چلنے والے ہیں۔اور یہ کتاب عقیدہ کے متون میں ایک جامع کتاب ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں عقیدہ واسطیہ از ابن تیمیہ سے کوئی قابلِ ذکر بات نہیں چھوڑی ہے۔اسی طرح آپ نے عبد الغنی مقدسی کی کتاب ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''أصول السنة'' سے بھی کئی فصول نقل کی ہیں۔ان کے علاوہ آپ نے عقیدے کے کچھ ایسے ابواب بھی ذکر کیے ہیں جنھیں آپ نہ تو ''لمعة الاعتقاد'' میں دیکھیں گے اور نہ ہی طحاویہ اور واسطیہ میں دیکھیں گے۔

آپ نے اس کتاب میں نذر ونیاز، خواب اور وسیلے سے متعلق بھی کچھ ابواب ذکر کیے ہیں جنھیں آپ عقیدے کی دوسری کتابوں میں نہیں پائیں گے، اور بعض موضوعات ایسے ہیں جنھیں بعض نے ذکر کیا تو بعض نے چھوڑ دیا ہے جیسے کہ علاماتِ قیامت وغیرہ۔

کتاب کے آخر میں ترک اہلِ بدعت پر ایک فصل اور اتباعِ کتاب وسنت پر ایک فصل لکھی ہے۔سنی ہوئی چیز دیکھی ہوئی چیز کے مانند نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو استفادے کے لیے قرآن پڑھے گا وہ اپنا مقصود اس سے ضرور حاصل کرے گا، ویسے نقص اور غلطی سے تو کوئی کتاب پاک نہیں ہے سوائے کتاب اللہ کے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ تَنزِيلٞ مِّنۡ حَكِيمٍ حَمِيدٖ﴾

[فصلت:۴۲]

”اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے اچھا بدلہ عنایت فرمائے، نیز آپ کی اور ہم سب کی غلطیوں کو معاف کرے، بلاشبہہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اجمل منظور مدنی

سوانح مولف

نام ونسب:

علامہ ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسینی القنوجی البخاری۔

آپ کا نسب حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

ولادت اور نشوونما:

آپ کی ولادت ۱۲۴۸ھ میں ہوئی۔آپ کی نشوونما اور ابتدائی پرورش شہر قنوج اور آس پاس کے علاقے میں ہوئی، بلکہ علمی وتعلیمی اور درسی و اجتہادی ساری کوششیں آپ نے اسی شہر میں صرف کی ہیں، یہاں تک کہ وفات بھی یہیں پر ہوئی۔

آپ کے کچھ معروف اساتذہ:

1- آپ کے بڑے بھائی احمد بن حسن۔

2- شیخ محمد صدر الدین خان دہلوی۔

3- شیخ قاضی حسن بن محسن سبعی انصاری۔

4- شیخ عبد الحق بن فضل اللہ، ایک معمر بزرگ۔

5- شیخ تقی الدین محمد یعقوب دہلوی۔

6- شیخ یحییٰ بن محمد بن احمد حازمی جو عدن کے قاضی تھے۔

آپ کا عقیدہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ ابتدا میں قدرے اہلِ کلام کی کتابوں سے متاثر تھے، اسی لیے آپ نے ان کے بہت سا ایسا کلام نقل کر دیا ہے جو عقیدہ سلف کے خلاف ہے۔آپ نے ”فتح البيان في

مقاصد القرآن'' نامی دس جلدوں میں تفسیر اسی دوران تالیف کی تھی، جس پر شیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ مطلع ہوئے اور اسے جب عقیدۂ سلف کے خلاف پایا تو مراسلہ کے ذریعہ حق کی وضاحت کی اور اس تعلق سے معتمد کتابوں کی طرف راہنمائی کی، جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگرد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ہیں۔

شیخ قنوجی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۸۵ھ میں حج کیا تھا، اور حرم میں تقریباً چار ماہ ٹھہرے تھے جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب ''**رحلة الصديق إلى البيت العتيق**'' میں ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے علمائے حرم اور وہاں پر موجود علمائے اہلِ سنت سے ملاقات کے دوران بھی آپ پر حق واضح ہوا ہو۔ واللہ اعلم

جو طالبِ حق ہوتا ہے وہ نفس پرستوں کی طرح ہٹ دھرم نہیں ہوتا، اسی لیے آپ نے علمائے اہلِ سنت کی گراں قدر نصیحتوں کو سنا اور اسے قبول کیا، کیونکہ اہلِ فضل کے فضل اور ان کی اہمیت کو اہلِ فضل ہی سمجھتے ہیں۔

کتاب کے آخر میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ کتاب کی تالیف حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے سے مقدم ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ شیخ صدیق نے حمد بن عتیق کے رسالے کے بعد کتاب میں کوئی کمی بیشی اور ردّ و بدل کیا ہو، ان تاویلات میں جن میں آپ باخبر ہو چکے تھے حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کے آنے سے قبل۔ واللہ اعلم

اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ممکن ہے تاویلات کی غلطیاں آپ کی کتابوں میں کثرت نقول کی وجہ سے ہوئی ہوں، جیسا کہ شیخ مقبل بن ھادی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے مقدمے کی اپنی شرح میں کہا ہے۔ واللہ اعلم

پھر شاید اسی کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ متنبہ ہو گئے اور کتبِ سلف کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا، اور پھر

اسی منہج کو سختی کے ساتھ اپنالیا، اور مخالفین پر ردّ بھی کیا۔ اس طرح آپ عقیدہ اور منہج ہر اعتبار سے خالص سلفی ہو گئے۔ آپ حق اور اہلِ حق کا دفاع کرتے رہے اور باطل اور اہلِ باطل پر ردّ کرتے رہے۔ چنانچہ جو بھی آپ کی اس کتاب ”**قطف الثمر في بيان عقيدة أهل الأثر**“ کا مطالعہ کرے گا وہ واضح طور پر اسے محسوس کرے گا، اس پر مجھے کتاب سے مثال دینے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ پوری کتاب آپ کے سامنے ہے، اس کا مطالعہ کریں اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی سلفیت کا اندازہ خود ہی لگائیں، اور غلطی تو انسانی فطرت میں شامل ہے، اس سے وہی محفوظ و معصوم ہوتا ہے جسے اللہ محفوظ کر لے۔

❁❁❁

شیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد بن عتیق کی جانب سے امام معظم شریف مقدم محمد صدیق کی خدمت میں، اللہ آپ کو مزید تحقیق کی توفیق دے اور عذابِ حریق سے محفوظ رکھے۔ آمین

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد!

مکتوب نامے کا مقصد سلام و اکرام پیش کرنا ہے، اللہ آپ کے ذریعے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرے اور اس کے سنن و احکام کو عام کرے۔

ہمیں پہلے سے اس طرف سے اچھی خبریں ملتی رہی ہیں کہ صدیق نامی ایک اچھے بھلے دوست ساتھی کا بڑا چرچا ہے جو علم و معرفت اور صحیح منہج میں معروف ہیں، جسے سن کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بدعات و خرافات اور اجنبیت کے ایسے دور میں ایسے لوگوں کو کم ہی پیدا کرتا ہے۔

پھر انہیں ایام میں ہمیں کتاب ”**الحطة**“ اور ”**تحرير الأحاديث**“ بھی موصول ہوئیں جس سے ہماری خوشی دوبالا ہوگئی اور ہم نے رب کا شکرادا کیا، کیونکہ یہ سب اسی کے فضل سے ہوا۔

میرے پاس ایک لڑکا ہے جو حصولِ علم میں بڑی محنت کرتا ہے، وہ آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے، تاکہ آپ کے ہاتھوں دینی علوم میں فراغت حاصل کرے۔ اس لیے کہ ہمارے ہاں علم کا فقدان ہے، جہالت اور نفس پرستی ہر سو چھائی ہوئی ہے۔

اسی دوران میں ہمارے پاس آپ کی تفسیر پہنچی، جس کے اندر میں نے تعجب خیز چیزوں کا

مشاہدہ کیا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ جیسے ذی علم حضرات کے قلموں سے تفسیر کے باب میں اس طرح کی لغزشوں کا صدور رہو گا، ایسے وقت میں جب کہ منہجِ سلف سے انحراف اور خروج عام ہے۔ اللہ کے کلام کو اس کی مراد پر محمول نہ کر کے اس کی باطل تاویلیں کی جارہی ہیں اور باطل مذاہب کو عام کیا جارہا ہے، اسی طرح کا معاملہ سنت کے ساتھ برتا جارہا ہے۔ لیکن تفسیر سے واضح ہے کہ مصنف کا مقصد نیک اور عقیدہ سالم ہے، مذہبِ سلف کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب کی طرفداری جان بوجھ کر نہیں کی گئی ہے، جس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ یہ سب اللہ کے اس قول کے قبیل سے ہے:

﴿وَعَلَّمۡنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلۡمٗا﴾ [الكهف:٦٥]

”اور اسے اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا۔“

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں جس طرح وہ پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے، اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، وہ بڑے فضل والا ہے۔ اس کے بعد اس کا اشتیاق مزید بڑھ گیا اور اس کی رغبت دوبالا ہوگئی، مگر رکاوٹیں بہت ہیں، پھر بھی اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، خواہ سارے مل کر اسے چاہ لیں۔

رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ مسافت کی دوری ہے۔ ہم یمامہ (شہر ریاض) کے قلب میں رہتے ہیں اور آپ دیارِ ہند میں، انہیں میں سے ایک بڑی رکاوٹ راستوں کا پُرخطر ہونا ہے، بایں طور کہ راستوں پر چوروں اور ڈاکوؤں کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے جان و مال کچھ بھی محفوظ نہیں ہے۔

انہیں رکاوٹوں میں ایک بڑی رکاوٹ راستوں میں اہلِ بدعت اور اہلِ ضلالت، نیز اہلِ شرک کا ہونا ہے، جن میں رافضی جہمی معتزلی اور صوفی سب ملیں گے اور یہ سب ہمارے دشمن ہیں، اللہ

انھیں برباد کرے۔

دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحۡمَةً وَهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ أَمۡرِنَا رَشَدًا ﴾[الکہف:١٠]

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا کر اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں کوئی راہنمائی مہیا فرما۔''

پھر بھی ہمیں امید ہے کہ اللہ ضرور اس دین کی مدد کے لیے کسی بندے کو بھیجے گا۔ اللہ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے اور راستوں کو پُر امن کرے گا، اور ان ساری رکاوٹوں کو ختم کرے گا۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ نے آپ کو وسعتِ علم اور تحقیق مزید سے نوازا ہے، اور آپ کے پاس جدید وسائل بھی میسر ہیں، ہمارے پاس علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **''الكافية الشافية في الانتصار للفرقة الناجية''** موجود ہے جو ''نونیۃ ابن القیم'' سے معروف ہے مگر اس کتاب کو مکمل طور پر ہم سمجھنے سے قاصر ہیں، کیونکہ بہت ساری جگہوں پر شرح وتوضیح کی ضرورت ہے، اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ علمی کارِ خیر آپ کے سوا کوئی اور کرسکتا ہے۔ اس لیے اگر ممکن ہو تو ضرور اس کام کے لیے آگے بڑھیں، اس پر آپ ماجور ہوں گے۔ ساتھ ہی یہ آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بھی بنے گا۔ ان شاء اللہ

یہ کتاب بہت اہم ہے، اس میں تمام باطل اور بدعتی فرقوں پر ردّ ہے اس لیے ضرور اس کی شرح کریں۔

سو یہ دو اہم مقاصد اور تھے جن کی وجہ سے یہ خط لکھ رہا ہوں: ایک اس کتاب کی شرح کرنا اور دوسرے اس کی مدد سے اہلِ بدعت پر ردّ کرنا، کیونکہ آپ کو اس طرح کی کتابوں کی ضرورت ہے، اس لیے کہ آپ اجنبی وقت اور اجنبی ملک میں رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر آپ اس میدان

میں مزید حریص ہیں تو اس کے ساتھ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی "**العقل والنقل**" اور "**التسعينية**" پڑھیں، ساتھ ہی علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی "**الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة**" اور "**الجيوش الإسلامية**" کا مطالعہ کریں، اور ان کے علاوہ بھی ان دو بزرگوں کی دیگر کتابوں کا مطالعہ کریں، کیونکہ ان کی کتابوں میں ہدایت اور شفاء موجود ہے۔

ایک چوتھا اہم مقصد بھی ہے: یہ آپ کی عظیم تفسیر میرے پاس شعبان ۱۲۹۷ھ میں پہنچی ہے، چنانچہ اس ماہ سے لے کر جاری ماہِ شوال تک میں نے اس کا مطالعہ کیا، مگر سب لوگ حج کی تیاری کر رہے ہیں، اس لیے اب تھوڑا ہی مطالعہ کر پاتا ہوں، پھر بھی میں نے کچھ جگہوں پر محسوس کیا کہ ان میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

شاید اس کی دو وجہیں ہیں:

⊙ ایک یہ کہ ممکن ہے کہ کتاب کی تکمیل کے بعد نظرِ ثانی کا موقع نہ ملا ہو، کیونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ آدمی کتاب لکھنے کے بعد اس پر نظرِ ثانی کرتا ہے اور پھر گھٹاتا بڑھاتا ہے، تصحیح کرتا ہے، عبارتوں میں تبدیلی کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اسے صحت کا غالب یقین ہو جاتا ہے تو پھر شائع ہونے کے لیے بھیجتا ہے، مگر یہاں ممکن ہے آپ کے ساتھیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں جلدی کر دی ہو۔

⊙ دوسرے یہ کہ آپ کے عمل سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ بعض اہلِ کلام کے متعلق آپ کو خوش گمانی ہے، اسی وجہ سے ان کی عبارتوں کو من وعن نقل کر دیا ہے اور بعض عبارتوں کو معناً ادا کیا ہے، جس کی وجہ سے ان کا کچھ اثر آپ کی تحریروں میں آ گیا ہے۔ ممکن ہے اس میں آپ نے دقتِ نظری سے کام نہ لیا ہو، کیونکہ متکلمین کی عبارتیں لبھانے والی دلکش ہوتی ہیں، جب کہ وہ زہرِ ہلاہل ہوتی

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا مقصد نیک ہی ہو گا، سچائی اور عدل کے دامن کو آپ نے نہیں چھوڑا ہوگا، پھر بھی یہ چیزیں آپ کی تفسیر میں نہایت کم ہیں بہ نسبت دوسری تفاسیر کے جن میں ایسی چیزوں کی بھرمار ہے۔

اس وقت اگر کوئی انصاف پسند سنی تفسیر اور شرح حدیث کے میدان میں جاتا ہے تو تاویل سے پاک کتابیں بہت کم پاتا ہے۔ آپ کی کتاب بہت بہتر ہے، مگر کچھ جگہوں پر آپ نے بھی تاویل کی صورت اپنائی ہے جسے دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، کیونکہ اس سے قبل میں نے تاویل کی مذمت میں آپ ہی کا ایک رسالہ پڑھا ہے جو اپنے باب میں کافی ہے، اور جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ تفسیر میں جو بھی تاویل واقع ہوئی ہے وہ بغیر قصد وارادہ کے ہوئی ہو گی اور اس طرح کی تاویل بہت کم ہے۔

اور اس لیے بھی کہ اس میں اہلِ تاویل کی مخالفت بھی پائی جاتی ہے۔

آپ جیسے ذی علم حضرات کی خدمت میں میری طرف سے یہ ایک جرأت کا مظاہرہ ہے جو بالکل مناسب نہیں ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایک تنبیہ اور یاد دہانی کے طور پر معاف فرمائیں گے، اور میں جانتا ہوں کہ ائمۂ دین کے اخلاق میں یہ شامل ہے کہ وہ کبر وغرور سے پاک ہوتے ہیں، ہر ایک کی نصیحت قبول کرتے ہیں، خواہ وہ نصیحت کرنے والے اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ اہلِ علم کی بڑی عزت کرتے ہیں اور علم کے بڑے حریص ہیں، ہر کسی سے سیکھنے کا جذبہ رکھتے ہیں، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس لیے مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کو مزید تحقیق کی توفیق دے گا اور ہر خیر سے نوازے گا۔

اطلاعاً عرض ہے کہ ہمارے پاس جب بھی کوئی کتاب فنِ تفسیر یا حدیث میں پہنچتی ہے تو ہم علو، صفات اور افعالِ باری تعالیٰ کے عقیدے میں اس کے مصنف کو آزماتے ہیں، مگر ہم نے

متاخرین میں اکثر بلکہ بیشتر کو اس اہم باب میں اشاعرہ کے مذہب پر پایا، جن کے یہاں علوِ باری تعالیٰ کا انکار اور تاویلِ صفات پائے جاتے ہیں، وہی تاویل جو ان لوگوں کو بشر مریسی اور اس طرح کے دیگر گمراہ اہلِ بدعت سے وراثت میں ملی ہوئی ہے۔

چنانچہ جو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں کی شروح خود دیکھے گا تو وہ اسے ضرور پائے گا، مگر جو کتابیں اصول وعقائد میں ہیں تو وہاں معاملہ اہلِ علم کے لیے واضح ہے۔ چنانچہ اللہ نے جسے علم وبصیرت سے نوازا ہے وہ ان کے اقوال پر غور کرے گا اور انھیں کتاب وسنت اور اجماعِ سلف پر پیش کرے گا۔ اس کے بعد واضح ہو جائے گا کہ کہاں اختلاف ہے اور کہاں اتفاق، اور پھر لیل ونہار کی طرح فرق کو سمجھ لے گا۔

بعض مصنفین ایسے ہوتے ہیں جو سلف صالحین اور متکلمین دونوں کے کلام کو ذکر کرتے ہیں، پھر اس میں اختیار کر کے اسے ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم نے اس تفسیر کو دیکھا تو اسے بھی اسی طرح پایا کہ اس میں بھی دونوں مذاہب کا ذکر ہے، مگر کہیں کہیں سلف کی باتوں سے اختلاف کیا گیا ہے۔

کاش! آپ نے صرف سلف ہی کے کلام پر اکتفا کیا ہوتا اور اہلِ بدعت کے کلام سے کتاب کو ضخیم نہ کیا ہوتا، کیونکہ کثرت میں کوئی بھلائی نہیں ہے، اور یہ کہ جو بھی صحیح بات ہے اس میں ضرور سلف کا کلام موجود ہے، جو تسلی بخش ہے۔

ممکن ہے آپ نے بھی اسی طرح کیا ہو جیسا کہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آخر آپ زیدیہ کے کلام کو اس شرح میں نقل کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے کہا کہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگ اسے قبول کریں اور حاصل کریں۔

خلاصہ یہ کہ آپ کی اس تفسیر میں کچھ جگہیں مزید تحقیق کی محتاج ہیں، ذیل میں کچھ جگہوں کی طرف

اشارہ کر رہا ہوں:

⦿ استواء کی آیت پر آپ نے بعض جگہوں پر لمبا کلام کیا جس میں منکرین صفات اہلِ بدعت کے کلام کو بھی ذکر کیا ہے۔

⦿ اس موضوع پر آپ کے کلام میں تعارض پایا جاتا ہے، جیسے کہ سورت یونس کی آیت میں کہا کہ آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی پیدایش کے بعد عرش پر مستوی ہوا، اس لیے کہ حرفِ ''ثُمَّ'' ترتیب کے لیے آتا ہے، پھر سورت رعد کی آیت میں کہا کہ یہاں پر حرفِ ''ثُمَّ'' مجرد عطف کے لیے ہے نہ کہ ترتیب کے لیے، کیونکہ عرش پر مستوی ہونا رفعِ سماوات پر مرتب نہیں ہے۔ اسی طرح سورت سجدہ میں کہا کہ ''ثُمَّ'' ترتیب کے لیے نہیں ہے، بلکہ واو کے معنی میں ہے۔

اس سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ بظاہر تعارض ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ان آیتوں میں حرفِ ''ثُمَّ'' ترتیب کے لیے نہیں، بلکہ مجرد عطف کے لیے ہے یہ ان لوگوں کے اعتقاد کے اعتبار سے جو ﴿ٱسۡتَوَىٰ﴾ کو ''غلبہ'' سے تفسیر کرتے ہیں اور یہ چیز ان کے اقوال میں ظاہر ہے۔

جہاں تک سلف، ائمۂ سنت اور اہلِ تحقیق کا تعلق ہے تو انھوں نے ان تمام جگہوں پر آیتوں کے سیاق کو ثبوتِ ترتیب پر دلیل بنایا ہے، اور اسی بنیاد پر منکرینِ استواء پر ردّ کیا ہے اور ان کی تاویل کو باطل ٹھہرایا ہے، جیسا کہ محققین کے نزدیک یہ بحث معروف ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے کلام میں جس کے تئیں اصول مقرر ہیں، اس لیے اس پر ضرور غور فرمائیں کہ یہ عبارتیں کہاں سے آئی ہیں۔

میں نے اس تفسیر میں رازی کی ایک عبارت بھی دیکھی ہے جسے آپ سمجھتے ہوں گے، شاید اسی کو آپ نے بنیاد بنایا ہو، تو معلوم رہے کہ رازی کو اگرچہ "فخر الدین" کہا جاتا ہے، مگر عقائد میں اس بندے سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، اور آخری عمر میں حیران و پریشان ہو کر شکوک وشبہات میں زندگی گزاری ہے۔ امید کرتا ہوں کہ توبہ کر کے سنت پر موت ہوئی ہوگی، اس لیے ایسے لوگوں پر ہمیں فخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "**المحصل**" میں کہا:

"علمِ کلام کی ساری کتابیں، مثلاً: رازی وغیرہ کی کتابیں، اسی طرح معتزلہ، شیعہ اور فلاسفہ وغیرہ کی کتابیں، ان میں دین کا کوئی اصول نہیں پاؤ گے، بلکہ ان کتابوں میں حق کو باطل کے لباس میں پیش کیا جاتا ہے۔ (منہاج السنہ)

پھر آخر ایک ذی عقل انسان کیسے ایسی کتابوں پر اعتماد کر سکتا ہے؟!

اسی طرح آپ نے سورت یونس کی آیت کے تعلق سے کہا کہ وہ عرش پر مستوی ہوا، اسی طرح جیسا کہ اس کے جاہ و جلال کے لائق ہے، اور یہ مفوضینِ سلف کا طریقہ ہے۔ اللہ مکان و حدود سے پاک ہے۔ انتہیٰ

اگر یہاں "تفویض" سے مراد منکرینِ صفات کی تفویض ہے جسے وہ سلف کی طرف منسوب کرتے ہیں، بایں طور کہ وہ الفاظ کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور معانی پر ایمان نہیں لاتے، یا یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کا علم نہیں تو یہ سب منکرینِ صفات کی طرف سے سلف پر جھوٹ اور بہتان ہے۔

چنانچہ جب سلف کہتے ہیں کہ صفات پر ہم ایمان لاتے ہیں اسی طرح جیسا کہ وہ وارد ہوئی ہیں بغیر کیفیت کے، تو ایسی صورت میں وہ صرف کیفیت کا انکار کرتے ہیں حقیقتِ صفت کا نہیں۔ لہٰذا سلف اگر مجرد لفظ پر ایمان لاتے بغیر معنیٰ سمجھے تو یہ کبھی نہ کہتے ہیں کہ استواء غیر مجہول ہے، اور کیفیت

غیر معقول ہے اور پھر ان کا اقرار کرتے بغیر کیفیت بیان کیے، ایسی صورت میں استواء معلوم نہیں بلکہ مجہول ہوتا، اسی طرح جن سے حروفِ جر ہوتے ہیں۔

اسی طرح عدمِ کیفیت کے شرط لگانے کی بھی کوئی ضرورت نہ ہوتی اگر لفظ کا مدنی مفہوم نہ ہوتا، اس کی ضرورت ہی اسی وقت پڑتی ہے جب صفات ثابت ہوں۔

یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ ہے، اور بلاشبہ یہی آپ کا بھی اعتقاد ہو گا، مگر یہاں پر میرا مقصود یہ ہے کہ آپ کی تفسیر میں اہلِ بدعت متکلمین کے ایسے کلام داخل ہو گئے ہیں جن کی مراد آپ کے تصور میں نہیں رہی ہوگی، اس لیے ایسے کلام پر متنبہ رہنا ضروری ہے۔

اور یہ کہنا کہ ذاتِ باری تعالیٰ مکان سے پاک ہے، تو ایسی بات سلف نے کبھی نہیں کہی ہے نہ تو اثبات میں اور نہ ہی انکار میں، یہ متکلمین کی عبارت ہے، جس سے مقصد ان کا علوِ باری تعالیٰ کا انکار ہے، کیونکہ لفظ مکان کے اندر اجمال ہے، جو حق اور باطل دونوں کو محتمل ہے جس طرح کہ جہت اور علو کا لفظ۔

اس پر تفصیلی کلام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں موجود ہے، ان کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، انھیں نقل کر کے ہم خط کو طول نہیں دینا چاہتے۔ اس باب میں اختصار کے ساتھ ہم کتاب وسنت کی روشنی میں وہی کہیں گے جس طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ اللہ کو انہیں صفات سے متصف کیا جائے گا جن سے اس نے خود کو متصف کیا ہے، یا جن سے اسے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متصف کیا ہے، اس بارے میں قرآن وحدیث سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

⊙ اسی طرح آپ نے جو کچھ قرآن کی اس آیت کے تعلق سے ذکر کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ ٱسْتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ﴾[فصلت:١١]

”پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔“

کہا گیا کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے۔

اہلِ علم کی ایک جماعت نے اسے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہتر جمع و تطبیق ہے اور اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔

اور سورت حم السجدہ کے اندر یہ جواب دیا گیا کہ خلق سے صرف ایجاد وتکوین ہی مراد نہیں ہے، بلکہ یہ تقدیر سے عبارت ہے، اور {قَضَى} کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کی پیدایش کے بعد زمین کو دو دِنوں میں پیدا کیا۔

اور مشہور جواب یہ ہے کہ اس نے پہلے زمین کو پیدا کیا پھر آسمان کو، پھر اس کے بعد صرف زمین کو ہموار کیا، جب کہ پہلا جواب زیادہ بہتر ہے، اس طرح اس میں ایک طرح کا تعارض نظر آ رہا ہے۔

⦿ اسی طرح آپ نے بسملہ اور رحمت پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ رحمت سے مراد خیر کا ارادہ کرنا اور اہلِ خیر کے ساتھ احسان کرنا ہے۔

اور کہا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو مستحق سزا اسے سزا نہ دینا ہے، اور خیر واحسان کرنا ایسے شخص کے ساتھ جو اس کا مستحق نہ ہو، اس طرح پہلے قول کی بنیاد پر صفت ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر صفتِ فعل ہے۔ انتھی

اور یہی بعض اہلِ بدعت کی معروف تاویل ہے، جو صفات کو ارادہ کے معنی میں لیتے ہیں اس کے حقیقی معنی ومفہوم سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے، بایں طور کہ کہتے ہیں کہ رحمت اور رقت قلب کو اللہ کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس کے جواب میں اہلِ سنت نے کہا کہ یہ تو مخلوق کی رحمت ہے، جب کہ رب تعالیٰ کی رحمت اس کی ذات کے لائق ہے جس کی کیفیت صرف اللہ ہی جانتا ہے، اور ارادے سے بھی وہی چیز لازم آتی ہے جو رحمت کے اندر لازم آتی ہے؛ کیونکہ ارادہ بھی میلانِ قلب کو کہتے ہیں، اِلّا یہ کہ آپ ایسا ارادہ ثابت کریں جو اللہ کی ذات کے لائق ہو، اور یہ تو تمام صفات کے بارے میں کہہ سکتے ہیں، یا آپ اس کی تاویل کریں جو باطل ہے۔

منکرین صفات کی بڑی مصیبت یہی ہے کہ انھوں نے صفاتِ باری تعالیٰ کو اسی مفہوم میں سمجھا جو مخلوق کے لائق ہے، اسی لیے انھوں نے انکار کی راہ اپنائی اور اس کے لیے تاویلات کا سہارا لیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انھوں نے پہلے تشبیہ بیان کی اور آخر میں انکار کر دیا۔

جبکہ اہلِ سنت والجماعت تمام صفات کو اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں اسی طریقے پر جیسا کہ اس کی ذات اور جاہ و جلال کے لائق ہے، اور مخلوق کی تشبیہ سے انکار کرتے ہیں، اس طرح یہ تشبیہ اور تعطیل دونوں سے محفوظ ہیں۔

⦿ اسی طرح آپ نے اپنی تفسیر میں بعض آیات کو مجاز اور اس کی قسموں پر محمول کیا ہے، جبکہ یہ معلوم ہے کہ کلام کی تقسیم حقیقت اور مجاز کی طرف قرونِ مفضلہ کے بعد کی پیداوار ہے، اس پر نہ تو اللہ کا کوئی کلام ہے اور نہ ہی اس کے رسول کا، اسی طرح اس پر صحابہ ہی کا کوئی قول ہے اور نہ ہی تابعین کا، ہاں بعض اہلِ لغہ نے آیات پر کلام کیا ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ اس میں ایک لغت یہ بھی ہے، یعنی یہ ضرورت بھی جائز ہے، انھوں نے اس نئی اصطلاح کو مراد نہیں لیا ہے، بطور خاص جبکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجاز کا انکار کر سکتے ہیں، پھر آیات کو اس طرح مجاز پر کیسے محمول کر سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "**الإيمان الكبير**" کے اندر اس پر کافی شافی کلام کیا ہے،

اور ان تمام آیتوں کو ذکر کیا ہے جن سے یہ استدلال کرتے ہیں، اور پھر ان کا جواب دیا ہے، اگر ایک انصاف پسند شخص اس کا مطالعہ کرے تو ضرور سچائی تک پہنچے گا۔

معانی پر سب سے زیادہ گہرائی سے کلام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، اور اس تعلق سے ان کی تفسیر میں عمدہ کلام ہے، لیکن چونکہ زمخشری اعتزال اور نفیِ صفات میں معروف ہیں، تاویلات میں تکلف تک سے کام لیتے ہیں، بلکہ ان کے پاس ایسے باطل عقائد ہیں جن کی سلف نے مذمت کی ہے اور ایسی غلطیاں ہیں جنھیں صرف خواص اہلِ سنت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے کلام پر اعتماد کرنا ایک محقق کے لیے مناسب نہیں ہے، بطور خاص جب معاملہ اللہ کی معرفت اور اس کی توحید سے متعلق ہو۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہم عصر علماء بلکہ آپ کے بہت بعد کے لوگ بھی اس طرح کے امور پر کلام نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح متاخرین محققین علماء نے بھی اس طرح کا کلام اپنی کتابوں کا حصہ نہیں بنایا ہے جیسا کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ ان لوگوں نے انہیں کلام کو جگہ دی ہے جو سلف صالحین سے ماثور ہے اور انہیں سے فوائد اور احکام کا استنباط کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موحدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور اہلِ سنت والجماعت کے زمرے میں ہمارا حشر کرے۔

میری طرف سے یہ جرأت محض اللہ اور کے رسول کے ساتھ خیر خواہی پر مبنی ہے، اس امید پر کہ شاید آپ کو اس سے کچھ فائدہ ہو، ایک ایسے وقت میں جبکہ علمِ نافع کا فقدان ہے۔ مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

پھر جب میں نے آپ کی سوانح پڑھی تو اس میں آپ کی بعض تصنیفات کا ذکر دیکھا، اور میں چونکہ ایسے ملک میں رہتا ہوں جہاں کتابوں کی قلت ہے، بنابریں گزارش ہے کہ درج ذیل کتابیں

ضرور مرحمت فرمائیں گے:

- ⦿ بلوغ السيل من أقضية الرسول ﷺ۔
- ⦿ الروضة الندیه شرح الدرر البهية۔
- ⦿ نيل المرام شرح آيات الاحكام۔

ہمیں ان کتابوں کی سخت ضرورت ہے، سو انھیں بھیج کر عند اللہ ماجور ہوں، اور آپ ان کتابوں کو برادرم احمد بن عیسی کے بدست بھیج سکتے ہیں جو مکہ میں سکونت پذیر ہیں، اور ساتھ ہی اپنے احوال وکوائف بھی قلم بند کیجیے گا۔

ممکن ہے اس علم کو کوئی حاصل کرے اور اسے یاد کرلے جو آپ کے لیے دنیا وآخرت ہر جگہ شرف وفضیلت اور اجر وثواب کا باعث بنے گا۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ میں ستر کی عمر کو پہنچ چکا ہوں، کبھی بھی موت کا حملہ ہو سکتا ہے، میرے پاس آٹھ بچے ہیں جن میں سے تین علم حاصل کر رہے ہیں، ان میں بڑا اسعد ہے، اس کے بعد عبدالعزیز، پھر عبداللطیف۔ مجھے امید ہے کہ یہ سب آپ کی کتابوں کے اہل ہیں، جو ان پر فخر کریں گے اور انھیں یاد کریں گے، باقی بچے ابھی چھوٹے ہیں، ان میں سے کچھ ابھی مکتب میں پڑھ رہے ہیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ [الفرقان: ۷۴]

''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔''

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا

وَتُبۡ عَلَيۡنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿[البقرۃ:۱۲۸]

”اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

اپنی نیک دعاوں میں یاد رکھنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وصلی االله وبارک علی نبینا محمد وعلی آله وأصحابه وسلم۔

مولف کے علمی مقام کے متعلق علماء کے اقوال

⊙ شیخ عبدالرزاق بیطار نے کہا: آپ علوم کے خزینہ تھے، منطوق ومفہوم میں ماہر تھے، علوم کی اشاعت میں معروف تھے، آپ خود کو ایک عام انسان کی طرح سمجھتے تھے، اور اللہ کی خاطر ہر ایک سے تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے، دنیا کی رنگینیوں سے دور رہتے، آپ کی صرف ایک ہی فکر تھی کہ کتاب وسنت کی روشنی میں سنتِ رسول کا احیاء کیا جائے۔

آپ ہندوستان میں اپنے زمانے کے سید العلماء تھے، زمانے کے تمام علوم وفنون میں ماہر تھے جس کا ہر کوئی قائل تھا۔ (حلیۃ البشر: ۲/ ۷۴۵)

⊙ شیخ محمد منیر دمشقی کہتے ہیں: آپ محی السنہ اور قامع بدعت تھے، فخرِ بھوپال اور نابغۂ روزگار تھے۔ (سید صدیق حسن القنوجی، اختر جمال لقمان، ص: ۹۸)

⊙ آپ کے معاصر سید عبدالحی حسنی نے آپ کے بارے میں کہا کہ آپ علامۂ وقت، قرآن وحدیث کے ترجمان، علومِ عربیہ کا احیاء کرنے والے اور بلادِ ہند کے بدرِ منیر تھے۔ (مصدر سابق، ص: ۹۹)

علمی آثار:

آپ نے تقریبا ۲۳۰ تصنیفات چھوڑی ہیں جن میں عربی اور غیر عربی سب شامل ہیں۔ ان میں سے چند عربی کتابوں کا ذکر درج ذیل ہے:

1- فتح البيان في مقاصد القرآن۔

2- نيل المرام في تفسير آيات الأحكام۔

3- الإذاعة لما كان وما يكون بين يدي الساعة۔

4- الحطة في ذكر الصحاح الستة۔

5- الروض البسام من ترجمة بلوغ المرام۔

6- فتح العلام شرح بلوغ المرام۔

7- الانتقاد الرجيح بشرح الاعتقاد الصحيح۔

8- عون الباري لحل أدلة البخاري۔

9- الدين الخالص۔

10- الغنة ببشارة الجنة لأهل السنة۔

11- قطف الثمر في عقيدة أهل الأثر۔

12- حصول المأمول من علم الأصول۔

13- الروضة الندية شرح الدرر البهية۔

14- البلغة في أصول اللغة۔

15- العلم الخفاق فی علم الاشتقاق۔

16- التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأوّل۔

17- رياض الجنة في تراجم أهل السنة۔

18- أبجد العلوم۔

دینی وعلمی کارنامے:

شیخ صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بہت سارے علمی اور دینی

کارنامے انجام دیے ہیں، جن میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

- تقریر وتحریر ہر پہلو سے دعوتِ دین میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔
- تعلیم وتدریس کا فریضہ بھی سر انجام دیا ہے اور طلبہ کو آپ یہی نصیحت کرتے تھے۔
- ملکہ بھوپال سے شادی کرنے کے بعد آپ نے کئی مدارس اور علمی مراکز کی بنیادیں رکھی تھیں۔
- کتابوں کی اشاعت کے لیے بھوپال میں چار چھاپہ خانے کھولے۔
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔
- عقیدۂ سلف کی نشر واشاعت ہی میں آپ کا سارا زور ہوتا تھا، یہاں تک کہ آپ کے دشمن آپ پر وہابی مذہب عام کرنے کا الزام لگاتے تھے!

ان کے علاوہ بھی آپ نے بہت سارے دینی اور نیکی کے کام کیے، امید ہے کہ اللہ ان سب کو آپ کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے گا۔

وفات:

بروز بدھ وار، عشاء کے بعد ۱۹/ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ میں آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دوسرے دن جمعرات کو فجر ہی کے بعد غسل دے کر جنازہ پڑھا گیا۔

آپ نے وصیت کی تھی کہ آپ کو سنت کے مطابق دفن کیا جائے، چنانچہ آپ کی وصیت کو نافذ کیا گیا۔ رحمه الله رحمة واسعة۔

مقدمة المؤلف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، وَفَوْقَ مَا يَصِفُهُ بِهِ خَلْقُهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ، عَبْدِهِ الَّذِيْ تَبَيَّنَ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ رُشْدُهُ وَصِدْقُهُ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَدْيِهِ، وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَهُ، كَمَا كَانَ حَقُّهُ، وَبَعْدُ!	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جو اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے اپنے بارے میں خود بیان کیا ہے، اور ان تمام صفات سے بھی بالاتر ہے جو کچھ اس کی مخلوق نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ اور درود وسلام نازل ہو اس کے رسول محمد ﷺ اور اس کے بندے پر جن کی ہدایت اور سچائی ہر چیز میں واضح ہے، اور آپ ﷺ کے آل پر اور آپ کے اصحاب پر جو آپ کی سنت پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے، اور آپ کے طریقے اور منہج کی پیروی کی جیسا کہ اس کا حق ہے، حمد وصلاۃ کے بعد:
فَاعْلَمْ أَنَّ جُمْلَةَ مَا عَلَيْهِ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَالسُّنَّةِ، هُوَ الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ۔	سو جان لیں کہ منجملہ اصحاب الحدیث والسنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں پر ایمان لایا جائے۔
وَمِنَ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ: اَلْإِيْمَانُ بِمَا	اور ایمان باللہ میں سے یہ بھی ہے کہ ان صفات

وَصَفَ اللّٰهُ بِهِ نَفْسَهُ الْمُقَدَّسَةَ فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ، وَبِمَا وَصَفَهُ بِهِ رَسُوْلُهُ مُحَمَّدٌ ﷺ، مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْفٍ وَّلَا تَعْطِيْلٍ وَّلَا تَكْيِيْفٍ وَّلَا تَمْثِيْلٍ وَّلَا تَأْوِيْلٍ۔

پر ایمان لایا جائے جن سے اللہ نے اپنی کتابِ عزیز میں اپنی ذاتِ مقدسہ کو متصف کیا ہے اور جن سے اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے متصف کیا ہے، بغیر کسی تحریف و تعطیل اور تکییف کے، اور اسی طرح بغیر کسی تمثیل اور تاویل کے۔

فَيُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالیٰ وَبِأَسْمَائِهِ الْحُسْنَى وَصِفَاتِهِ الْعُلْيَا، وَلَا يَنْفُوْنَ عَنْهُ مَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ، وَلَا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ، وَلَا يُلْحِدُوْنَ فِيْ أَسْمَائِهِ وَآيَاتِهِ، وَلَا يُكَيِّفُوْنَ، وَلَا يُمَثِّلُوْنَ صِفَاتَهُ بِصِفَاتِ خَلْقِهِ، وَلَا يُعَطِّلُوْنَهَا، لِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا سَمِيَّ لَهُ، وَلَا كُفْوَ لَهُ، وَلَا نِدَّ لَهُ، وَلَا يُقَاسُ بِخَلْقِهِ، لِأَنَّهُ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾ [الشورى: ١١]، وَهُوَ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ بِنَفْسِهِ وَبِغَيْرِهِ

چنانچہ اہلِ سنت والجماعت اللہ کی ذات اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان لاتے ہیں، اور اللہ نے جن صفات سے اپنی ذات کو متصف کیا ہے ان میں سے وہ کسی کا انکار نہیں کرتے ہیں، اور نہ ہی کلمات کو ان کی جگہوں سے پھیرتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے اسماء وآیات میں الحاد کرتے ہیں، نہ ہی اس کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور نہ ہی وہ اس کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں، اور نہ ہی ان صفات کو معطل کرتے ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نہ کوئی ہم نام ہے، نہ کوئی اس کا برابر ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔ اور اس کی مخلوق پر اسے قیاس نہیں کیا جائے گا اس لیے

وَأَصْدَقُ قِيلًا، وَأَحْسَنُ حَدِيْثًا مِنْ خَلْقِهِ۔

کہ ”اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ہر چیز کو سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔“ اور وہ جس کی ذات پاک ہے، اپنے بارے میں اور دوسروں کے بارے میں زیادہ جانتا ہے، اور مخلوق کے مقابلے بات میں زیادہ سچا اور گفتگو میں زیادہ اچھا ہے۔

وَرُسُلُهُ صَادِقُوْنَ مُصَدَّقُوْنَ، بِخِلَافِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ عَلَيْهِ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ، وَلِذَلِكَ قَالَ: ﴿سُبْحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٨٢﴾﴾ [الصافات: ١٨٠-١٨٢]

اور اس کے رسول صادق و مصدوق ہیں، برخلاف ان لوگوں کے جو اللہ پر بہتان باندھ کر ایسی بات کہتے ہیں جو وہ جانتے نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے پاک ہے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں۔ پیغمبروں پر سلام ہے۔ اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔“

فَسَبَّحَ نَفْسَهُ عَمَّا وَصَفَ بِهِ الْمُخَالِفُوْنَ لِلرُّسُلِ، وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، لِسَلَامَةِ مَا قَالُوْهُ مِنَ النَّقْصِ وَالْعَيْبِ وَالْخَلَلِ وَالزَّلَلِ.

سو اللہ نے اپنی ذات کو پاک کر دیا ان تمام عیوب و نقائص سے جن سے رسولوں کے مخالفین انھیں متصف کرتے تھے، اور تمام رسولوں پر سلامتی بھیجی ہے کیونکہ ان کی باتیں ہر

قسم کے نقص وعیب اور کمی غلطی سے پاک ہے۔

وَقَدْ جَمَعَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ فِيْمَا وَصَفَ وَ سَمَّى بِهِ نَفْسَهُ بَيْنَ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ، فَلَا عُدُوْلَ لِأَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَمَّا جَائَتْ بِهِ الْمُرْسَلُوْنَ، فَإِنَّهُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ أُنْعِمَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات سے متعلق ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا ہے جو نفی واثبات کرتے ہوئے اس نے بذاتِ خود اپنے لیے بیان کیا ہے۔ اور جو کچھ رسول لے کر آئے ہیں اہلِ سنت والجماعت اس سے ذرا بھی انحراف نہیں کرتے ہیں، کیونکہ یہی صراطِ مستقیم ہے ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیکو کاروں کا راستہ جن پر انعام کیا گیا ہے۔

اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

نَفْسَهُ فِيْ سُوْرَةِ الْإِخْلَاصِ، الَّتِيْ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: ﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝٣ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ۝٤﴾ [الاخلاص:۱-۴]

انہیں صفات میں سے جن سے اللہ نے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، وہ صفات بھی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص میں ذکر کیا ہے، وہ سورہ جو نبی اکرم ﷺ کی زبانی قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

وَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِيْ أَعْظَمِ آيَةٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَيْثُ قَالَ: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا

اسی طرح وہ صفات بھی جنھیں اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے، نہ اسے کچھ اونگھ پکڑتی ہے اور نہ کوئی نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے وہ جو

يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ۝ [البقرة:۲۵۵]

اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے، جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سمائے ہوئے ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہی سب سے بلند، سب سے بڑا ہے۔"

وَلِهَذَا كَانَ "مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ فِيْ لَيْلَةٍ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُهُ شَيْطَانٌ حَتَّى يُصْبِحَ" ۔

اسی لیے جو اس آیت کو رات میں پڑھ لے تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگران فرشتہ برابر حفاظت کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس کی صبح ہو جائے۔

وَمِنْهُ قَوْلُهُ:

کچھ اور دوسری آیات جن میں نفی اور اثبات دونوں طرح کی صفات پائی جاتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

﴿هُوَ ٱلۡأَوَّلُ وَٱلۡأٓخِرُ وَٱلظَّٰهِرُ وَٱلۡبَاطِنُۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ ۝﴾ [الحدید:۳]

"وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ﴾ [التحریم:۲]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہی ہر چیز کا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ﴾ [سبا:۱]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”اور وہ حکمت والا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي ٱلْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا﴾ [الحدید:۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ﴾ [الأنعام:۵۹]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِۦ﴾ [فاطر:۱۱]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”اور کوئی مادہ نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا﴾ [الطلاق:۱۲]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ اللہ نے یقیناً ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَىِّ ٱلَّذِى لَا يَمُوتُ﴾ [الفرقان:۵۸]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ﴾ [الذاریات:۵۸]

اور اسی طرح اللہ کا یہ قول ہے: ''اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زور آور ہے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾ [الشوریٰ:۱۱]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعًۢا بَصِيرًا﴾ [النساء:۵۸]

اور اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ﴾ [الکہف:۳۹]

اور فرمانِ باری تعالیٰ: ''تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾ [المائدۃ:۱]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک اللہ فیصلہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام

أَن يُضِلَّهُۥ يَجۡعَلۡ صَدۡرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي ٱلسَّمَآءِۚ﴾ [الانعام:۱۲۵]

کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ﴾ [آل عمران:۱۳۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور اللہ احسان و نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُقۡسِطِينَ﴾ [الحجرات:۹]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "یقینا اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرۃ:۲۲۲]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان سے محبت کرتا ہے جو بہت پاک رہنے والے ہیں۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ﴾ [آل عمران:۳۱]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَسَوۡفَ يَأۡتِي ٱللَّهُ بِقَوۡمٖ يُحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّونَهُۥٓ﴾ [المائدۃ:۵۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اللہ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلَّذِينَ يُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِهِۦ صَفّٗا﴾ [الصف:۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "بلاشبہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف

باندھ کر لڑتے ہیں۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلْوَدُودُ﴾ [البروج:۱۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہی ہے جو بے حد بخشنے والا، نہایت محبت کرنے والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ [النمل:۳۰]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا﴾ [غافر:۷]

اور اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ [الاحزاب:۴۳]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہ ایمان والوں پر ہمیشہ سے نہایت مہربان ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [الاعراف:۱۵۶]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور ہماری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ ٱلرَّحْمَةَ﴾ [الانعام:۵۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [یونس:۱۰۷]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَٰفِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ﴾ [یوسف:۶۴]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "سو اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ﴾ [المائدۃ:۱۱۹]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ﴾ [النساء:۹۳]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اور اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ ٱتَّبَعُوا۟ مَآ أَسْخَطَ ٱللَّهَ وَكَرِهُوا۟ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ [محمد:۲۸]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "یہ اس لیے کہ انھوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور اس کی خوشنودی کو برا جانا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَلَمَّآ ءَاسَفُونَا ٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ [الزخرف:۵۵]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "پھر جب انھوں نے ہمیں سخت غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَلَٰكِن كَرِهَ ٱللَّهُ ٱنۢبِعَاثَهُمْ﴾ [التوبۃ:۴۶]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا ناپسند کیا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ ٱللَّهُ فِى ظُلَلٍ مِّنَ ٱلْغَمَامِ﴾ [البقرۃ:۲۱۰]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس اللہ بادل کے سائبانوں میں آجائے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿أَوْ يَأْتِىَ رَبُّكَ﴾ [الانعام:۱۵۸]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "یا آپ کا رب آئے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ﴾ [الفجر:۲۲]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور آپ کا رب

آئے گا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ﴾ [الرحمن: ٢٧]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص: ٨٨]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ [ص: ٧٥]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ [المائدة: ٦٤]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ [الطور: ٤٨]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "یقینا تم ہماری نگاہوں کے سامنے ہو۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ [القمر: ١٤]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي﴾ [طٰہٰ: ٣٩]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "تا کہ تیری پرورش میری آنکھوں کے سامنے کی جائے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ﴾ [طٰہٰ: ٤٦]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سن رہا ہوں اور

دیکھ رہا ہوں۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ ٱللَّهَ يَرَىٰ﴾ [العلق: ۱۴]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿ٱلَّذِى يَرَىٰكَ حِينَ تَقُومُ﴾ [الشعراء: ۲۱۸]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَسَيَرَى ٱللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُۥ وَٱلْمُؤْمِنُونَ﴾ [التوبۃ: ۱۰۵]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "پس عنقریب اللہ تمہارا عمل دیکھے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے بھی۔"

مکروکید:

وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ شَدِيدُ ٱلْمِحَالِ﴾ [الرعد: ۱۳]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور وہ بہت سخت حیلے والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَكَرُوا۟ مَكْرًا﴾ [النمل: ۵۰]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور انھوں نے ایک چال چلی۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾ [الطارق: ۱۶]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور میں بھی چال چلوں گا۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا﴾ [النساء: ۱۴۹]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے۔"

وَقَوْلُهُ: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ﴾ [المنافقون: ۸]
اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور عزت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔"

وَقَوْلُهُ عَنْ إِبْلِيْسَ: ﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ [ص:٨٢]	اور اسی طرح ابلیس کے بارے میں اللہ کا یہ قول بھی ہے: ''کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔''
وَقَوْلُهُ: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ [مريم:٦٥]	اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''کیا اس کا ہم نام جانتے ہو؟''
وَقَوْلُهُ: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا﴾ [البقرة:٢٢]	اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''سو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ۔''
وَقَوْلُهُ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا﴾ [البقرة:١٦٥]	اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔''
وَقَوْلُهُ: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا﴾ [الاسراء:١١١]	اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اور یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔''
وَقَوْلُهُ: ﴿لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [التغابن:١]	اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

وَقَوْلُهُ: ﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَٰلَمِينَ نَذِيرًا ۝١ ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا﴾ [الفرقان:۱-۲]

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔ اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔“

اللہ کی بادشاہت میں اس کی کمال بے نیازی:

وَقَوْلُهُ: ﴿مَا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝٩١ عَٰلِمِ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ فَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [المؤمنون:۹۱-۹۲]

اور اسی طرح اللہ کا یہ قول بھی ہے: ”اللہ نے نہ کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی اس کے ساتھ کوئی معبود تھا، اس وقت ضرور ہر معبود، جو کچھ اس نے پیدا کیا تھا، اسے لے کر چل دیتا اور یقینا ان میں سے بعض بعض پر چڑھائی کر دیتا۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ غائب اور حاضر کو جاننے والا ہے، پس وہ بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔“

وَقَوْلُهُ: ﴿فَلَا تَضْرِبُوا۟ لِلَّهِ ٱلْأَمْثَالَ

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”پس اللہ کے لیے

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ﴾ [النحل:۷۴]

مثالیں بیان نہ کرو، بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

رب تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا بیان:

وَقَوْلُهُ فِيْ سُوْرَةِ الْأَعْرَافِ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ [الاعراف:۵۴] وَفِيْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ (۳) : مِثْلُهُ۔

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”بے شک تمہارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھے دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔“، اسی طرح سورہ یونس [یونس:۳] میں بھی آیا ہے۔

وَفِيْ سُوْرَةِ الرَّعْدِ: ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى رَفَعَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ [الرعد:۲]

اور اسی طرح سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔“

وَفِيْ سُوْرَةِ طٰهٰ: ﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ﴾ [طٰہٰ:۵]

اسی طرح سورہ طٰہٰ میں فرمایا ہے: ”رحمان وہ ہے جو عرش پر مستوی ہوا۔“

وَفِيْ سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ: ﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱلرَّحۡمَٰنُ﴾ [الفرقان:۵۹]

اسی طرح سورہ فرقان میں فرمایا ہے: ”وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھے دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا۔“

وَفِيْ سُوْرَةِ السَّجْدَةِ: ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ [السجدة:۴]

اسی طرح سورہ سجدہ میں فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھے دن میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا۔''

وَفِيْ سُوْرَةِ الْحَدِيْدِ: ﴿هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِۚ يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِى ٱلۡأَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيهَاۖ وَهُوَ مَعَكُمۡ أَيۡنَ مَا كُنتُمۡۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ [الحدید:۴]

اسی طرح سورہ حدید میں فرمایا ہے: ''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھے دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو، خوب دیکھنے والا ہے۔''

فَهَذِهِ سَبْعَةُ مَوَاضِعَ، أَخْبَرَ فِيْهَا بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ، وَفِيْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ أَدِلَّةٌ مِنَ السُّنَّةِ وَالْآثَارِ الصَّحِيْحَةِ الْكَثِيْرَةِ، يَطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْكِتَابُ۔

یہ کل سات جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں خبر دیا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے، اور اس مسئلہ میں سنت رسول اور آثار صحیحہ سے بہت ساری دلیلیں موجود ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

علوِ باری تعالیٰ:

فَمَنْ أَنْكَرَ كَوْنَهُ سُبْحَانَهُ فِيْ جِهَةِ

سو اگر کوئی ان آیتوں اور حدیثوں کے بعد بھی

الْعُلُوّ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَاتِوَالْأَخْبَارِ فَقَدْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ

اللہ تعالیٰ کے لیے جہت علو کا انکار کرے تو وہ کتاب وسنت کا مخالف ہوگا۔

وَقَدْ ثَبَتَ بِالْأَدِلَّةِ الصَّحِيْحَةِ، أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ، وَسَبْعَ أَرْضِيْنَ، بَعْضُهَا أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَ ”بَيْنَ الْأَرْضِ الْعُلْيَا وَالسَّمَاءِ الدُّنْيَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ، وَالْمَاءُ فَوْقَ السَّمَاءِ الْعُلْيَا السَّابِعَةِ، وَعَرْشُ الرَّحْمَنِ عَزَّوَجَلَّ فَوْقَ الْمَاءِ، وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْعَرْشِ“، وَ ”الْكُرْسِيُّ مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ“.

صحیح دلیلوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اوپر پیدا کیا، اور سات زمینوں کو ایک دوسرے کے نیچے، اور ”بالائی زمین اور دنیاوی آسمان کے درمیان کی دوری پانچ سو سال کی مسافت ہے، اور ہر دو آسمان کے درمیان کی دوری پانچ سو سال کی مسافت ہے، اور پانی ساتویں بالائی آسمان کے اوپر ہے، اور رحمان کا عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔“ اور ”کرسی اس کے دونوں قدموں کی جگہ ہے۔“

وَهُوَ يَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ، وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمَا تَحْتَ الثَّرَى، وَمَا فِيْ قَعْرِ الْبَحْرِ، وَمَنْبَتَ كُلِّ شَعْرَةٍ وَشَجَرَةٍ، وَكُلِّ زَرْعٍ وَنَبَاتٍ، وَمَسْقَطَ كُلِّ وَرَقَةٍ، وَعَدَدَ كُلِّ كَلِمَةٍ، وَعَدَدَ الرَّمْلِ

اسے معلوم ہے جو کچھ آسمانوں میں اور ساتوں زمینوں میں اور ان دونوں کے درمیان ہے، اور جو کچھ زمین کے نیچے اور جو کچھ سمندر کی تہہ میں ہے، اور ہر بال اور درخت کے اگنے کی جگہ، اور ہر کھیتی اور پودہ، اور ہر پتے کے گرنے کی جگہ، اور ہر کلمے، ریت، کنکری اور مٹی کی تعداد،

وَالْحَصَى وَالتُّرَابِ، وَمَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ، وَأَعْمَالَ الْعِبَادِ وَآثَارَهُمْ وَكَلَامَهُمْ وَأَنْفَاسَهُمْ، وَيَعْلَمُ كُلَّ شَيْئٍ، لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِکَ شَيْئٌ۔

اور پہاڑوں کا وزن، بندوں کے اعمال، ان کے آثار، ان کی باتیں اور سانسیں، بلکہ وہ ہر چیز جانتا ہے،کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔

وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، وَ دُوْنَهُ ”حَجَبٌ مِنْ نَارٍ وَنُوْرٍ وَظُلْمَةٍ“ ، وَمَا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ۔

اور وہ عرش پر ہے ساتویں آسمان کے اوپر، اس کے سامنے آگ، نور اور تاریکی کے پردے ہیں، اور وہ ساری چیزیں جن کے بارے میں وہی بہتر جانتا ہے۔

معیتِ باری تعالیٰ کا معنی ومفہوم:

فَإِنِ احْتَجَّ مُبْتَدِعٌ وَمُخَالِفٌ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ﴾[ق:١٦] وَبِقَوْلِهِ:﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۟﴾ [المجادلة:٧]

اگر کوئی بدعتی مخالف اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حجت پکڑے: ”اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔“، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس قول سے: ”تین آدمیوں کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ کوئی پانچ آدمیوں کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں بھی ہوں۔“

وَنَحْوِ هَذَا مِنْ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ

اور اسی طرح قرآن کی دوسری متشابہ آیات سے

فَقُلْ: إِنَّمَا يَعْنِيْ بِذَلِکَ الْعِلْمَ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ الْعُلْيَا يَعْلَمُ ذَلِکَ كُلَّهُ وَهُوَ بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ، لَا يَخْلُوْ عَنْ عِلْمِهِ مَكَانٌ۔

اگر حجت پکڑے تو اس سے کہیں کہ ان جگہوں پر علم مراد ہے، کیوں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ہر چیز کا علم رکھتا ہے، اپنی مخلوق سے جدا ہو کر، اس کے علم سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

وَلَيْسَ مَعْنَى ذَلِکَ أَنَّ اللّٰهَ فِيْ جَوْفِ السَّمَاءِ، وَأَنَّ السَّمَاءَ تُحْصِرُهُ وَتَحْوِيْهِ فَإِنَّ هَذَا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا بَلْ هُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلَى أَنَّ اللّٰهَ فَوْقَ سَمَاوَاتِهِ عَلَى عَرْشِهِ، بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ، لَيْسَ فِيْ مَخْلُوْقَاتِهِ شَيْئٌ مِنْ ذَاتِهِ، وَلَا فِيْ ذَاتِهِ شَيْئٌ مِنْ مَخْلُوْقَاتِهِ۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے اندر ہے، اور یہ کہ آسمان اسے گھیرے ہوئے ہے، کیونکہ ایسی بات ائمہ سلف میں سے کسی نے نہیں کہی ہے، بلکہ سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ اس کی ذات میں سے کچھ بھی کسی مخلوق میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کی ذات میں اس کی مخلوق میں سے کوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے:

وَقَدْ قَالَ مَالِکُ بْنُ أَنَسٍ: "إِنَّ اللّٰهَ فِيْ السَّمَاءِ وَعِلْمُهُ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ"، وَقِيْلَ لِابْنِ الْمُبَارَکِ:

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ہم اپنے رب کو

بِمَاذَا نَعْرِفُ رَبَّنَا؟ قَالَ: "بِأَنَّهُ فَوْقَ سَمَاوَاتِهِ عَلَى عَرْشِهِ بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ" وَبِهِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ۔

کیسے پہچانیں گے؟ تو کہا کہ وہ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ یہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: "خِلَافَةُ أَبِيْ بَكْرٍ حَقٌّ قَضَاهَا اللّٰهُ فِيْ سَمَائِهِ وَجَمَعَ عَلَيْهَا قُلُوْبَ أَوْلِيَائِهِ" ۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو اللہ نے اپنے آسمان ہی میں مقدر کر دیا تھا اور اسی پر اپنے نیک بندوں کے دلوں کو متحد اور جمع کر دیا۔

فَمَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ اللّٰهَ فِيْ جَوْفِ السَّمَاوَاتِ مَحْصُوْرٌ مَحَاطٌ بِهِ، أَوْ أَنَّهُ مُفْتَقِرٌ إِلَى الْعَرْشِ أَوْ غَيْرِ الْعَرْشِ، مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ أَوْ أَنَّ اسْتِوَاءَهُ عَلَى عَرْشِهِ كَاسْتِوَاءِ الْمَخْلُوْقِ عَلَى كُرْسِيِّهِ، فَهُوَ ضَالٌّ مُبْتَدِعٌ جَاهِلٌ۔

چنانچہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اندر محصور اور گھرا ہوا ہے، یا وہ عرش کا محتاج ہے، یا کسی دوسری مخلوق کا محتاج ہے، یا یہ کہ عرش پر اس کا مستوی ہونا مخلوق کے کرسی پر بیٹھنے جیسا ہے تو وہ گمراہ، بدعتی، جاہل ہے۔

وَمَنِ اعْتَقَدَ أَنَّهُ لَيْسَ فِيْ السَّمَاوَاتِ إِلٰهٌ يُعْبَدُ وَلَا عَلَى الْعَرْشِ إِلٰهٌ يُصَلَّى لَهُ وَيُسْجَدُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يُعْرَجْ بِهِ إِلَى رَبِّهِ،

اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ نہ تو آسمان میں کوئی ایسا معبود ہے جو لائق عبادت ہو اور نہ ہی عرش پر کوئی ایسا معبود ہے جو لائق سجود ہو اور اس کے لیے نماز پڑھی جائے، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

وَلَا نَزَلَ الْقُرْآنُ مِنْ عِنْدِهِ، فَهُوَ مُعَطِّلٌ فِرْعَوْنِيٌّ، فَإِنَّ فِرْعَوْنَ كَذَّبَ مُوْسَى فِيْ أَنَّ رَبَّهُ فَوْقَ السَّمَاوَاتِ فَقَالَ:﴿يَٰهَٰمَٰنُ ٱبۡنِ لِي صَرۡحٗا لَّعَلِّيٓ أَبۡلُغُ ٱلۡأَسۡبَٰبَ ﴿٣٦﴾ أَسۡبَٰبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰٓ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُۥ كَٰذِبٗا﴾ [غافر:٣٦]

رب کے پاس اوپر نہیں گئے تھے، اور یہ کہ قرآن اس کے پاس سے نہیں اترا ہے تو وہ صفاتِ الٰہی کو جھٹلانے والا فرعونی ہے۔ کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی اس بات کو جھٹلا دیا تھا کہ آپ کا رب آسمان کے اوپر ہے، جیسا کہ اللہ نے اس کے بارے میں نقل کیا ہے: ”اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ، تاکہ میں راستوں پر پہنچ جاؤں۔ آسمانوں کے راستوں پر، پس موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں اور بیشک میں اسے یقینا جھوٹا گمان کرتا ہوں۔“

وَمُحَمَّدٌ ﷺ صَدَّقَ مُوْسَى، فَأَقَرَّ أَنَّ رَبَّهُ فَوْقَ السَّمَاوَاتِ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْمِعْرَاجِ، عُرِجَ بِهِ إِلَى اللّٰهِ، وَفَرَضَ عَلَيْهِ رَبُّهُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، وَذَكَرَ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى مُوْسَى، وَأَنَّ مُوْسَى قَالَ لَهُ: "اِرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ" وَهَذَا الْحَدِيْثُ فِي الصِّحَاحِ۔

اور محمد ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی، سو آپ نے اقرار کیا کہ آپ کا رب آسمانوں کے اوپر ہے، چنانچہ معراج کی رات جس وقت آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے تھے اور جہاں آپ کے رب تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز فرض کی تھی، اور بیان کیا کہ واپسی میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو آپ نے کہا کہ اپنے رب کے پاس واپس جا کر اپنی امت کے لیے تخفیف کروالیں۔ اور یہ حدیث

کتب صحاح میں موجود ہے۔

[صحیح البخاری:۱/ ۴۵۹،صحیح مسلم:۱۶۲]

فَمَنْ وَافَقَ فِرْعَوْنَ وَخَالَفَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدًا فَهُوَ ضَالٌّ، وَمَنْ مَثَّلَ اللّٰهَ بِخَلْقِهِ فَهُوَ ضَالٌّ، وَمَنْ جَحَدَ مَا وَصَفَ اللّٰهُ بِهِ نَفْسَهُ فَهُوَ كَافِرٌ۔

چنانچہ جو موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی مخالفت کرے اور فرعون کی موافقت کرے وہ گمراہ ہے، اسی طرح جو اللہ کی اس کی مخلوق کے ساتھ تمثیل پیش کرے وہ بھی گمراہ ہے، اسی طرح جو اللہ کی کسی بھی صفت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

وَلَيْسَ مَا وَصَفَ اللّٰهُ بِهِ نَفْسَهُ، وَمَا وَصَفَهُ بِهِ رَسُوْلُهُ تَشْبِيْهًا،

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اور اس کے رسول نے اس کے لیے جو بھی صفت بیان کی ہے اس سے تشبیہ لازم نہیں آتی۔

وَقَدْ قَالَ تَعَالَى: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ ٱلْكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ وَٱلْعَمَلُ ٱلصَّٰلِحُ يَرْفَعُهُۥ﴾ [فاطر:۱۰]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں۔“

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ﴾ [آل عمران:۵۵]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔“

وَقَالَ: ﴿بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ﴾ [النساء:۱۵۸]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔“

وَقَالَ: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جن لوگوں کو ہم

يَعۡلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٞ مِّن رَّبِّكَ بِٱلۡحَقِّ ۞ [الانعام:۱۱۴]

نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے۔"

وَقَالَ: ﴿تَنزِيلُ ٱلۡكِتَٰبِ مِنَ ٱللَّهِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَكِيمِ﴾ [الزمر:۱]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اس کتاب کا اتارا جانا اللہ غالب (اور) حکمت والے کی طرف سے ہے۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَمَنۡ عِندَهُۥ لَا يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَلَا يَسۡتَحۡسِرُونَ﴾ [الانبیاء:۱۹]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور جو لوگ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اسی کے (مملوک اور اسی کے مال) ہیں۔ اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ کتراتے اور نہ اکتاتے ہیں۔"

علوِ باری تعالیٰ کا بیان:

فَدَلَّ ذٰلِکَ عَلَى أَنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَهُ قَرِيْبُوْنَ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتِ الْمَخْلُوْقَاتُ تَحْتَ قُدْرَتِهِ۔

اس سے پتا چلا کہ جو اس کے پاس ہیں وہ اس کے قریب ہیں اور ساری مخلوقات اس کی قدرت کے ماتحت ہیں۔

فَالْقَائِلُ الَّذِيْ قَالَ: مَنْ لَا يَعْتَقِدُ أَنَّ اللّٰهَ فِيْ السَّمَاءِ فَهُوَ ضَالٌّ۔ إِنْ أَرَادَ بِذٰلِکَ أَنَّ اللّٰهَ فِيْ جَوْفِ السَّمَاءِ بِحَيْثُ تُحْصِرُهُ

چنانچہ جو یہ کہے کہ جو یہ اعتقاد نہ رکھے کہ اللہ آسمان میں ہے تو وہ گمراہ ہے، اگر وہ اس سے مراد یہ لیتا ہے کہ وہ آسمان کے اندر ہے جو اسے چاروں اطراف سے گھیرے ہوئے ہے تو

وَتُحِيْطُ بِهِ، فَقَدْ أَخْطَأَ، وَإِنْ أَرَادَ بِذَلِكَ مَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ مَا جَاءَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا أَنَّ اللّٰهَ فَوْقَ سَمَاوَاتِهِ عَلَى عَرْشِهِ، بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ، فَقَدْ أَصَابَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ ذَلِكَ يَكُوْنُ مُكَذِّبًا لِلرَّسُوْلِ، مُتَّبِعًا غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ، بَلْ يَكُوْنُ فِيْ الْحَقِيْقَةِ مُعَطِّلًا لِرَبِّهِ نَافِيًا لَهُ فَلَا يَكُوْنُ لَهُ فِيْ الْحَقِيْقَةِ إِلٰهٌ يَعْبُدُهُ، وَلَا رَبٌّ يَسْأَلُهُ وَيَقْصِدُهُ، وَهَذَا قَوْلُ الْجَهْمِيَّةِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ أَتْبَاعِ فِرْعَوْنَ الْمُعَطِّلِ۔

یہ غلط ہے، اور اگر یہ مراد لے کہ جو وہ اعتقاد نہ رکھے جو کچھ کتاب وسنت کے اندر وارد ہوا ہے اور جس پر سلف امت متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے، اپنی مخلوق سے جدا ہے تو پھر وہ درست ہے، کیونکہ جو یہ اعتقاد نہ رکھے وہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والا اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے والا ہوگا، بلکہ حقیقت میں وہ اپنے رب ہی کا منکر ہوگا۔ بایں طور کہ اس کا کوئی لائق عبادت معبود ہی نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی رب ہوگا جس سے کچھ مانگا جائے اور قصد کیا جائے۔ یہ جہمیہ اور دیگر فرعون کے پیروکاروں کا قول ہے۔

وَاللّٰهُ قَدْ فَطَرَ الْعِبَادَ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، عَلَى أَنَّهُمْ إِذَا دَعَوُا اللّٰهَ تَوَجَّهَتْ قُلُوْبُهُمْ إِلَى الْعُلُوِّ، وَلَا يَقْصِدُوْنَهُ تَحْتَ أَرْجُلِهِمْ۔

اللہ نے بندوں کی فطرت میں یہ بات ڈال دی ہے؛ خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی، جب وہ اللہ کو پکارتے ہیں تو ان کے دل فوراً بلندی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، وہ اپنے پاؤں کے نیچے کبھی متوجہ نہیں ہوتے۔

وَلِهَذَا قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ: "لَمْ يَقُلْ عَارِفٌ قَطُّ يَا اَللّٰهُ، إِلَّا وَجَدَ فِيْ قَلْبِهِ أَنْ يَتَحَرَّكَ لِسَانُهُ يَعْنِيْ يَطْلُبُ الْعُلُوَّ وَلَا يَلْتَفِتُ يَمْنَةً وَلَا يَسْرَةً" ۔

اسی لیے بعض اللہ والوں نے کہا ہے کہ کوئی بھی اللہ والا جب "یا اللہ" کہتا ہے تو وہ اپنے دل میں یہ پاتا ہے کہ اس کی زبان حرکت میں آئے اور وہ بلندی کی طرف متوجہ ہو اور دائیں بائیں بالکل توجہ نہ دے۔

وَالْقَائِلُ الَّذِيْ يَقُوْلُ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْحَصِرُ فِيْ مَكَانٍ" إِنْ أَرَادَ بِذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَنْحَصِرُ فِيْ جَوْفِ الْمَخْلُوْقَاتِ أَوْ أَنَّهُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَصَابَ، وَإِنْ أَرَادَ أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ فَوْقَ السَّمَاوَاتِ، وَلَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ، وَلَيْسَ هُنَاكَ إِلٰهٌ يُعْبَدُ، وَمُحَمَّدٌ لَمْ يُعْرَجْ بِهِ إِلَى اللّٰهِ، فَهَذَا جَهْمِيٌّ فِرْعَوْنِيٌّ مُعَطِّلٌ۔

اور جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جگہ منحصر نہیں ہے۔ تو اگر وہ اس سے یہ مراد لے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے اندر منحصر نہیں ہے یا یہ کہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے تو پھر وہ صحیح کہہ رہا ہے، لیکن اگر وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر نہیں ہے، اور نہ ہی عرش پر ہے، اور نہ ہی وہاں کوئی معبود ہے، اور یہ کہ محمد ﷺ معراج کی رات اللہ کے پاس نہیں گئے تھے، تو یہ جہمی فرعونی معطل ہے۔

وَمَنْشَأُ الضَّلَالِ أَنْ يَظُنَّ الظَّانُّ أَنَّ صِفَاتَ الرَّبِّ كَصِفَاتِ خَلْقِهِ، فَيَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ عَلَى عَرْشِهِ كَالْمَلِكِ الْمَخْلُوْقِ عَلَى

اور ان ساری گمراہیوں کی جڑ خالق کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دینا ہے، چنانچہ یہ گمان کرلیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ویسے ہی ہے جیسے ایک مخلوق بادشاہ اپنے تخت پر ہوتا ہے، یہی

سَرِيْرِهِ، فَهَذَا تَمْثِيْلٌ وَضَلَالٌ، وَذَلِکَ أَنَّ الْمَلِکَ مُفْتَقِرٌ إِلَى سَرِيْرِهِ، وَلَوْ زَالَ سَرِيْرُهُ لَسَقَطَ، وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعَرْشِ، وَعَنْ كُلِّ شَيْئٍ، وَكُلُّ مَا سِوَاهُ فَقِيْرٌ إِلَيْهِ۔

تمثیل اور گمراہی ہے، کیونکہ بادشاہ تخت کا محتاج ہے، اگر وہ تخت ہٹ جائے تو بادشاہ گر جائے گا، جبکہ اللہ تعالیٰ عرش کا محتاج نہیں ہے، بلکہ وہ عرش اور دیگر تمام اشیاء سے بے نیاز ہے، بلکہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہے۔

وَهُوَ حَامِلُ الْعَرْشِ وَحَمَلَتِهِ، وَعُلُوُّهُ عَلَيْهِ لَا يُوْجِبُ افْتِقَارَهُ إِلَيْهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ الْمَخْلُوْقَاتِ عَالِيًا وَّسَافِلًا، وَجَعَلَ الْعَالِيَ غَنِيًّا عَنِ السَّافِلِ۔

اور وہی عرش کو اور عرش اٹھانے والوں کو اٹھائے ہوئے ہے، اور اس کا علو اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ اس کا محتاج ہے، کیوں کہ اللہ نے مخلوقات میں کچھ کو اوپر بنایا ہے اور کچھ کو نیچے، اور بالائی چیزوں کو نچلی چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔

كَمَا جَعَلَ الْهَوَاءَ فَوْقَ الْأَرْضِ، وَلَيْسَ هُوَ مُفْتَقِرًا إِلَيْهَا، وَجَعَلَ السَّمَاءَ فَوْقَ الْهَوَاءِ، وَلَيْسَتْ مُحْتَاجَةً إِلَيْهِ، فَالْعَلِيُّ الْأَعْلَى رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا أَوْلَى أَنْ يَّكُوْنَ غَنِيًّا عَنِ الْعَرْشِ وَسَائِرِ الْمَخْلُوْقَاتِ، وَإِنْ كَانَ عَالِيًا عَلَيْهَا، سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

جس طرح کہ ہوا کو زمین کے اوپر بنایا ہے، اور وہ اس کی محتاج نہیں ہے، اور آسمان کو ہوا کے اوپر بنایا ہے اور وہ اس کا محتاج نہیں ہے، تو آسمان و زمین اور دیگر ساری مخلوقات کا رب ذوالجلال زیادہ لائق ہے اس بات کا کہ وہ عرش اور دیگر تمام مخلوقات سے بے نیاز ہو، اگر چہ وہ سب کے اوپر ہے، اللہ ظالموں کی تہمتوں سے بہت ہی بلند اور بالاتر ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کے لیے صرف شرعی الفاظ استعمال کریں:

وَالْأَصْلُ فِيْ هَذَا الْبَابِ أَنَّ كُلَّ مَا ثَبَتَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ وَجَبَ التَّصْدِيْقُ بِهِ، مِثْلَ عُلُوِّ الرَّبِّ، وَاسْتِوَائِهِ عَلَى عَرْشِهِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

اس باب میں اصل یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے جو بھی ثابت ہو جائے اس کی تصدیق کرنا واجب ہے، جیسے کہ علوِ باری، عرش پر اس کا مستوی ہونا اور اس طرح کی دوسری صفات۔

وَأَمَّا الْأَلْفَاظُ الْمُبْتَدَعَةُ فِيْ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ، مِثْلَ قَوْلِ الْقَائِلِ فِيْ جِهَةٍ، وَهُوَ مُتَحَيِّزٌ، أَوْ لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، وَنَحْوِهَا مِنَ الْأَلْفَاظِ الَّتِيْ تَنَازَعُ فِيْهَا النَّاسُ، فَلَيْسَ مَعَ أَحَدِهِمَا نَصٌّ لَا عَنِ الرَّسُوْلِ وَلَا عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَلَا أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اور جہاں تک نفی اور اثبات میں بدعتی الفاظ کا تعلق ہے جیسے کہ جہت کو لے کر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ متحیز ہے، یعنی وہ ایک جگہ میں ہے یا یہ کہ وہ متحیز نہیں ہے، یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ جن کے تعلق سے لوگوں میں اختلاف ہے، تو معلوم رہے کہ ان دونوں میں سے کسی کے لیے بھی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ ہی رسول اللہ ﷺ سے اور نہ ہی صحابہ وتابعین سے اور نہ ہی ائمۂ اسلام سے۔

فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ: إِنَّ اللّٰهَ فِيْ جِهَةٍ، وَلَا قَالَ: لَيْسَ هُوَ فِيْ جِهَةٍ، وَلَا قَالَ: هُوَ

کیونکہ ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کسی جہت میں ہے یا یہ کہ وہ کسی جہت میں نہیں ہے، اور یہ بھی نہیں کہا کہ وہ متحیز ہے، اور یہ بھی نہیں

مُتَحَيِّزٌ، بَلْ وَلَا قَالَ: هُوَ جِسْمٌ أَوْ جَوْهَرٌ، وَلَا قَالَ: لَيْسَ بِجِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ، فَهَذِهِ الْأَلْفَاظُ لَيْسَتْ مَنْصُوْصَةً فِيْ الْكِتَابِ وَلَا السُّنَّةِ وَلَا الْإِجْمَاعِ۔

کہا کہ وہ جسم یا جوہر ہے، اور نہ یہ کہا کہ وہ نہ جسم ہے نہ جوہر، یہ سارے الفاظ کتاب وسنت اور اجماعِ سلف سے منصوص نہیں ہیں، یعنی اسلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

وَالنَّاطِقُوْنَ بِهَا قَدْ يُرِيْدُوْنَ مَعْنًى صَحِيْحًا وَقَدْ يُرِيْدُوْنَ مَعْنًى فَاسِدًا، فَمَنْ أَرَادَ مَعْنًى صَحِيْحًا مُوَافِقَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَانَ ذٰلِكَ مَقْبُوْلًا مِنْهُ، وَإِنْ أَرَادَ مَعْنًى فَاسِدًا مُخَالِفَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، كَانَ ذٰلِكَ الْمَعْنَى مَرْدُوْدًا عَلَيْهِ۔

ایسے کہنے والے بسا اوقات ان کا صحیح معنی بھی مراد لیتے ہیں اور بسا اوقات غلط معنی بھی مراد لیتے ہیں، چنانچہ جو اس کا صحیح معنی مراد لے جو کتاب وسنت کے موافق ہو تو وہ مقبول ہوگا، اور اگر ان سے غلط معنی مراد لے جو کتاب وسنت کے مخالف ہو تو وہ معنی مردود ہوگا۔

فَإِذَا قَالَ الْقَائِلُ: إِنَّ اللّٰهَ فِيْ جِهَةٍ، قِيْلَ لَهُ: مَا تُرِيْدُ بِذٰلِكَ؟ أَتُرِيْدُ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ فِيْ جِهَةٍ مَوْجُوْدَةٍ تُحْصِرُهُ وَتُحِيْطُ بِهِ، مِثْلَ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ جَوْفِ السَّمَاوَاتِ، أَمْ تُرِيْدُ بِالْجِهَةِ أَمْرًا عَدَمِيًّا وَهُوَ مَا فَوْقَ الْعَالَمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ فَوْقَ الْعَالَمِ شَيْئٌ مِنَ

چنانچہ اگر کوئی کہے کہ اللہ ایک جہت میں ہے، تو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے تم کیا مراد لیتے ہو؟ کیا تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ اللہ ایک موجود جہت میں ہے جسے وہ جگہ گھیرے ہوئے اور احاطہ کیے ہوئے ہے، جیسے کہے کہ وہ آسمان کے اندر ہے۔ یا یہ کہ تم جہت سے کوئی معدوم چیز مراد لیتے ہو جو کائنات کے اوپر ہو، تو

الْمَخْلُوْقَاتِ، فَإِنْ أَرَدْتَ الْجِهَةَ الْوُجُوْدِيَّةَ، وَجَعَلْتَ اللّٰهَ مَحْصُوْرًا فِيْ الْمَخْلُوْقَاتِ فَهَذَا بَاطِلٌ، وَإِنْ أَرَدْتَ الْجِهَةَ الْعَدَمِيَّةَ، وَأَرَدْتَ أَنَّ اللّٰهَ وَحْدَهُ فَوْقَ الْمَخْلُوْقَاتِ بَائِنٌ عَنْهَا فَهَذَا حَقٌّ، وَلَيْسَ فِيْ ذَلِكَ أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ حَصرَهُ وَلَا أَحَاطَ بِهِ وَلَا عَلَا عَلَيْهِ، بَلْ هُوَ الْعَالِيْ الْمُحِيْطُ بِهَا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ کائنات کے اوپر مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔ سو اگر جہت وجودیہ مراد لیتے ہو اور اللہ کو مخلوقات میں محصور کرتے ہو تو یہ باطل ہے، اور اگر جہت معدوم مراد لیتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے اوپر ان سے جدا ہے، تو یہ برحق ہے۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی مخلوقات میں سے کوئی اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے، یا کوئی اس سے بلند ہے، بلکہ وہی ہر چیز سے بلند و بالاتر ہے اور ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

وَقَدْ قَالَ تَعَالَى:﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦ وَٱلۡأَرۡضُ جَمِيعٗا قَبۡضَتُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطۡوِيَّٰتُۢ بِيَمِينِهِۦ﴾[الزمر:٦٧]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق ہے، حالانکہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔“

وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ الصَّحِيْحِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ”أَنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ: أَنَا

اور صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر انھیں ہلا کر فرمائے گا: میں

الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ؟". بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟''

[صحیح مسلم:۲۷۸۷]

وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِيْ يَدِ الرَّحْمَنِ إِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِيْ يَدِ أَحَدِكُمْ"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اور دونوں کے درمیان کی ساری چیزیں رحمان کے ہاتھ میں ویسے ہی ہیں جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا کوئی دانہ ہو۔ [تفسیر الطبری: ۱۷/۲۴]

وَفِيْ حَدِيْثٍ آخَرَ: "أَنَّهُ يَرْمِيْهَا كَمَا تَرْمِيْ الصِّبْيَانُ الْكُرَةَ".

اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ اسے پھینکتا ہے جس طرح ایک بچہ فٹ بال کو پھینکتا ہے۔ [تفسیر الطبری: ۱۷/۲۴]

فَمَنْ يَكُوْنُ جَمِيْعُ الْمَخْلُوْقَاتِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى قَبْضَتِهِ تَعَالىٰ إِلَى هَذَا الصِّغْرِ وَالْحَقَارَةِ كَيْفَ تُحِيْطُ بِهِ وَتُحْصِرُهُ؟

تمام مخلوقات میں سے اللہ کے قبضے کی نسبت اس چھوٹے پن اور معمولی پن کے ساتھ کون اور کیسے اس کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے؟

علمِ کلام کی مذمت:

وَمَنْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ فِيْ جِهَةٍ، قِيْلَ لَهُ: مَا تُرِيْدُ بِذَلِكَ؟ فَإِنْ أَرَادَ أَنَّهُ لَيْسَ فَوْقَ

اور جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت میں نہیں ہے تو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ اگر وہ اس سے یہ مراد لے کہ

السَّمَاوَاتِ رَبٌّ يُّعْبَدُ، وَلَا عَلَى الْعَرْشِ إِلٰهٌ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ لَمْ يُعْرَجْ بِهِ إِلَى اللّٰهِ، وَالْأَيْدِيْ لَا تُرْفَعُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالىٰ فِيْ الدُّعَاءِ، وَلَا تَتَوَجَّهُ الْقُلُوْبُ إِلَيْهِ، فَهٰذَا فِرْعَوْنِيٌّ مُعَطِّلٌ، جَاحِدٌ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَإِنْ كَانَ يَعْتَقِدُ أَنَّهُ مُقِرٌّ بِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ مُتَنَاقِضٌ فِيْ كَلَامِهِ۔

آسمانوں کے اوپر کوئی رب معبود نہیں ہے، اور نہ ہی عرش پر کوئی معبود ہے، اور یہ کہ محمد ﷺ معراج میں اللہ کے پاس نہیں گئے تھے، اور یہ کہ دعاؤں کے وقت ہاتھ اللہ کی طرف نہیں اٹھائے جاتے، اور نہ ہی دل اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو ایسا شخص فرعونی معطل اور رب العالمین کا منکر ہے۔ اور اگر وہ یہ اعتقاد رکھے کہ وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ جاہل ہے اور اس کا کلام متناقض ہے۔

وَمِنْ هُنَا دَخَلَ أَهْلُ الْحُلُوْلِ وَالْاِتِّحَادِ وَقَالُوْا: إِنَّ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ، وَإِنَّ وُجُوْدَ الْمَخْلُوْقَاتِ هِيَ وُجُوْدُ الْخَالِقِ۔

یہیں سے اہلِ حلول اور وحدت الوجود والے داخل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اللہ ہر جگہ ہے، اور مخلوقات کا وجود ہی خالق کا وجود ہے۔

وَإِنْ قَالَ: إِنَّ مُرَادِيْ بِقَوْلِيْ: "إِنَّهُ لَيْسَ فِيْ جِهَةٍ" أَنَّهُ لَا تُحِيْطُ بِهِ الْمَخْلُوْقَاتُ بَلْ هُوَ وُجُوْدُ الْخَالِقِ فَقَدْ أَصَابَ فِيْ هٰذَا الْمَعْنَى۔

اور اگر کہے کہ میرے قول ''وہ کسی جہت میں نہیں ہے۔'' سے مراد یہ ہے کہ اسے مخلوق احاطہ نہیں کیے ہوئے ہے، بلکہ وہی خالق کا وجود ہے تو اس نے اس معنی میں صحیح کہا ہے۔

وَكَذٰلِكَ مَنْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ مُتَحَيِّزٌ

اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اللہ متحیز ہے یا یہ کہے کہ

أَوْ قَالَ: لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، إِنْ أَرَادَ بِقَوْلِهِ مُتَحَيِّزٌ أَنَّ الْمَخْلُوْقَاتِ تَحُوْزُهُ وَتُحِيْطُ بِهِ فَقَدْ أَخْطَأَ، وَإِنْ أَرَادَ أَنَّهُ مُنْحَازٌ عَنِ الْمَخْلُوْقَاتِ بَائِنٌ عَنْهَا عَالٍ عَلَيْهَا فَقَدْ أَصَابَ، وَمَنْ قَالَ: لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، إِنْ أَرَادَ أَنَّ الْمَخْلُوْقَاتِ لَا تَحُوْزُهُ فَقَدْ أَصَابَ، وَإِنْ أَرَادَ أَنَّهُ لَيْسَ مُبَايِنًا عَنْهَا بَلْ هُوَ لَا دَاخِلَ فِيْهَا وَلَا خَارِجَ عَنْهَا فَقَدْ أَخْطَأَ۔

وہ متحیز نہیں ہے، اور وہ متحیز سے مراد یہ لے کہ مخلوقات اسے گھیرے ہوئے ہیں، تو وہ غلط موقف پر ہے۔ اور اگر یہ مراد لے کہ وہ مخلوقات سے الگ اور جدا ہے اور مخلوقات کے اوپر ہے تو وہ صحیح موقف پر ہے۔ اور جس نے کہا کہ وہ متحیز نہیں ہے اور اس سے یہ مراد لے کہ وہ مخلوقات کے احاطے میں نہیں ہے تو وہ درست موقف پر ہے، اور اگر یہ مراد لے کہ وہ مخلوقات سے جدا نہیں، بلکہ ان میں داخل ہے نہ خارج ہے تو پھر وہ غلط موقف پر ہے۔

وَالنَّاسُ فِيْ هَذَا الْبَابِ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: أَهْلُ الْحُلُوْلِ وَالْاِتِّحَادِ، وَأَهْلُ النَّفْيِ وَالْجُحُوْدِ، وَأَهْلُ الْإِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ وَالسُّنَّةِ۔

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں: اہلِ حلول واتحاد، اہلِ نفی وجحود یعنی منکرین صفات اور اہلِ ایمان وتوحید وسنت۔

فَأَهْلُ الْحُلُوْلِ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّهُ بِذَاتِهِ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ، وَقَدْ يَقُوْلُوْنَ بِالْاِتِّحَادِ وَالْوَحْدَةِ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلْمَخْلُوْقَاتُ وُجُوْدُ الْخَالِقِ۔

چنانچہ اہلِ حلول یہ کہتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ ہے، اور یہ حلول اور وحدت الوجود کے قائل ہیں، چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ مخلوقات ہی خالق کا وجود ہیں۔

وَأَمَّا أَهْلُ النَّفْيِ وَالْجُحُوْدِ،

اور اہلِ نفی وجحود، یعنی منکرین صفات کہتے ہیں

فَيَقُوْلُوْنَ: لَا هُوَ دَاخِلُ الْعَالَمِ وَلَا خَارِجُهُ، وَلَا مُبَايِنٌ لَهُ، وَلَا حَالٌّ فِيْهِ، وَلَا فَوْقَ الْعَالَمِ، وَلَا فِيْهِ، وَلَا يَنْزِلُ مِنْهُ شَيْئٌ، وَلَا يَصْعَدُ إِلَيْهِ شَيْئٌ، وَلَا يَتَقَرَّبُ مِنْهُ شَيْئٌ، وَلَا يَدْنُوْ مِنْهُ شَيْئٌ، وَلَا يَتَجَلَّى لِشَيْئٍ، وَلَا يَرَاهُ أَحَدٌ، وَنَحْوِ ذَلِكَ۔

کہ وہ نہ تو کائنات کے اندر ہے اور نہ باہر، نہ اس سے جدا ہے اور نہ اس میں داخل ہے، نہ وہ کائنات کے اوپر ہے اور نہ اس کے اندر، اور نہ ہی اس سے کوئی چیز نازل ہوتی ہے، اور نہ ہی کوئی اس کی طرف چڑھ کر جاتا ہے، نہ کوئی اس سے تقرب حاصل کرتا ہے اور نہ کوئی اس کے قریب ہے، وہ کسی کے لیے تجلی نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی دیکھ سکتا ہے، اور اسی طرح کی دیگر باتیں کہتے ہیں۔

هَذَا قَوْلُ مُتَكَلِّمَةِ الْجَهْمِيَّةِ الْمُعَطِّلَةِ، كَمَا أَنَّ الْأَوَّلَ قَوْلُ عُبَّادِ الْجَهْمِيَّةِ۔ فَمُتَكَلِّمَةُ الْجَهْمِيَّةِ لَا يَعْبُدُوْنَ شَيْئًا، وَعُبَّادُ الْجَهْمِيَّةِ يَعْبُدُوْنَ كُلَّ شَيْئٍ، وَكَلَامُهُمْ يَرْجِعُ إِلَى التَّعْطِيْلِ وَالْجُحُوْدِ، اَلَّذِيْ هُوَ قَوْلُ فِرْعَوْنَ۔

یہ متکلمین جہمیہ معطلہ کا قول ہے، جبکہ پہلا قول جہمی عُبّاد کا ہے۔ چنانچہ متکلمین جہمیہ کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے ہیں، جبکہ عابدین جہمیہ ہر چیز کی عبادت کرتے ہیں، اور ان سب کے کلام کا خلاصہ تعطیل وجحود ہے جو فرعون کا قول ہے۔

وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ اللّٰهَ كَانَ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، ثُمَّ خَلَقَهُمَا، فَإِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ دَاخِلًا

اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کی پیدائش سے بھی پہلے تھا، پھر آسمان وزمین کو اسی نے پیدا کیا، اب یا تو یہ کہا جائے کہ وہ ان

فِيْهِمَا، وَهَذَا حَلُوْلٌ بَاطِلٌ، وَإِمَّا أَنْ لَّا يَكُوْنَ دَاخِلًا يَكُوْنَا دَاخِلَيْنِ فِيْهِ، فَهُوَ بَاطِلٌ وَأَبْطَلُ، وَإِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ بَائِنًا عَنْهُمْ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَيْءٍ وَلَمْ يَدْخُلْ فِيْهِ شَيْءٌ، وَهَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْحَقِّ وَالتَّوْحِيْدِ وَالسُّنَّةِ۔

دونوں کے اندر ہے تو یہ حلول کا عقیدہ ہوگا اور یہ باطل ہے، یا یہ کہا جائے کہ وہ دونوں اس کے اندر ہیں تو یہ اس سے بھی زیادہ باطل ہے، اور یا یہ کہا جائے کہ اللہ ساری مخلوق سے جدا ہے اس کے اندر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی چیز میں ہے، اور یہ اہلِ حق اہلِ سنت والجماعت کا قول ہے۔

وِلِأَهْلِ الْجُحُوْدِ وَالتَّعْطِيْلِ فِيْ هَذَا الْبَابِ شُبُهَاتٌ يُعَارِضُوْنَ بِهَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ، وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا، وَمَا فَطَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ عِبَادَهُ، وَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الدَّلَائِلُ الْعَقْلِيَّةُ. فَإِنَّ هَذِهِ الْأَدِلَّةَ كُلَّهَا مُتَّفِقَةٌ عَلَى أَنَّ اللّٰهَ فَوْقَ مَخْلُوْقَاتِهِ، عَالٍ عَلَيْهَا۔

اہلِ جحود اور منکرینِ صفات کے اس باب میں کچھ شبہات ہیں جن کے ذریعے یہ کتاب وسنت، اجماعِ سلفِ امت، فطرت اور عقلی دلائل کا معارضہ کرتے ہیں، جبکہ یہ سارے دلائل اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے اوپر بلند ہے۔

قَدْ فَطَرَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَى ذَلِكَ الْعَجَائِزَ وَالْأَعْرَابَ وَالصِّبْيَانَ فِيْ الْكُتَّابِ كَمَا فَطَرَهُمْ عَلَى الْإِقْرَارِ بِالْخَالِقِ تَعَالیٰ، وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ نے یہی فطرت بوڑھوں، دیہاتیوں اور طفلانِ مکتب میں ودیعت کی ہے، جیسا کہ انھیں باری تعالیٰ کے اقرار پر پیدا کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا: ”ہر بچہ

اللّٰهُ ﷺ فِيْ الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ: ”كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ -أَيْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ- فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتِجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ“۔

فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بناتے ہیں، جس طرح کہ جانور صحیح سالم بچہ جنم دیتے ہیں، کیا ان میں کسی کو کان کٹا ہوا پاتے ہو؟“ [صحیح البخاری: ۲/۱۲۵]

ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ : اِقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَاۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ﴾ [الروم: ۳۰]

پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: ”یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔“

وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: "عَلَيْكَ بِدِيْنِ الْأَعْرَابِ وَالصِّبْيَانِ فِيْ الْكُتَّابِ" يَعْنِيْ: عَلَيْكَ بِمَا فَطَرَهُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ فَطَرَهُمْ عَلَى الْحَقِّ۔

اور یہی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ دیہاتیوں اور طفلانِ مکتب کے دین کو لازم پکڑو، یعنی ان کے فطری دین کو لازم پکڑو، کیوں کہ اللہ نے انھیں دین حق پر پیدا کیا ہے۔

وَالرُّسُلُ بُعِثُوْا بِتَكْمِيْلِ الْفِطْرَةِ وَتَقْرِيْرِهَا، لَا بِتَحْوِيْلِ الْفِطْرَةِ وَتَغْيِيْرِهَا۔ وَأَمَّا أَعْدَاءُ الرُّسُلِ كَالْجَهْمِيَّةِ الْفِرْعَوْنِيَّةِ وَنَحْوِهِمْ،

اور رسولوں کو فطرت کی تکمیل اور اس کے اثبات کے لیے بھیجا گیا ہے نہ کہ فطرت کو بدلنے کے لیے، اور جہاں تک رسولوں کے دشمنوں کا تعلق ہے جیسے کہ جہمیہ فرعونیہ وغیرہ، تو یہ اللہ

فَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّغَيِّرُوْا فِطْرَةَ اللّٰهِ وَدِيْنَ اللّٰهِ، وَيُوْرِدُوْنَ عَلَى النَّاسِ شُبُهَاتٍ بِكَلِمَاتٍ مُتَشَابِهَةٍ، لَا يَفْهَمُ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ مَقْصُوْدَهُمْ بِهَا، وَلَا يَحْسُنُ أَنْ يَّجِيْئَهُمْ.

تعالیٰ کی فطرت اور اس کے دین کو بدلنا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے یہ لوگوں پر ایسے متشابہ کلمات کے ذریعے شبہات ڈالتے ہیں، جنھیں اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ آخر ان سے ان کا کیا مقصد ہے، اور نہ ہی ان کے پاس ان کا بہتر توڑ اور جواب ہوتا ہے۔

وَأَصْلُ ضَلَالَتِهِمْ تَكَلُّمُهُمْ بِكَلِمَاتٍ مُجْمَلَةٍ لَا أَصْلَ لَهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سُنَّةِ رَسُوْلِهِ، وَلَا قَالَهَا أَحَدٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، كَلَفْظِ التَّحَيُّزِ وَالْجِسْمِ وَالْجِهَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ. فَمَنْ كَانَ عَارِفًا بِحَالِ شُبُهَاتِهِمْ بَيَّنَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَارِفًا بِذٰلِكَ فَلْيُعْرِضْ عَنْ كَلَامِهِمْ، وَلَا يَقْبَلْ إِلَّا مَا جَاءَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ٱلَّذِينَ يَخُوضُونَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُواْ فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِۦ﴾ [الانعام:٦٨]

اور ان کی اصل گمراہی یہ ہے کہ یہ ایسی مجمل باتیں کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی ہے، نہ ہی کتاب وسنت میں اور نہ ہی ائمۂ اسلام کے اقوال میں، جیسے کہ تحیز، جسم اور جہت جیسے الفاظ، چنانچہ جو ان کے شبہات و اعتراضات سے اچھی طرح واقف ہو وہی انھیں بیان کرے اور جو اس سے واقف نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ ان کی باتوں سے دور رہے، اور صرف انہیں چیزوں کی طرف توجہ دے جو اسے کتاب وسنت سے ملیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات کے بارے میں (فضول) بحث کرتے ہیں تو ان سے کنارہ کر، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ

بات میں مشغول ہو جائیں۔‘‘

وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ بِمَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، فَهُوَ مِنَ الْخَائِضِيْنَ فِيْ آيَاتِ اللّٰهِ بِالْبَاطِلِ، وَكَثِيْرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ يَنْسِبُ إِلَى أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا لَمْ يَقُوْلُوْهُ، فَيَنْسِبُوْنَ إِلَى الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَمَالِكٍ وَأَبِيْ حَنِيْفَةَ الْاِعْتِقَادَاتِ الْبَاطِلَةَ مِمَّا لَمْ يَقُوْلُوْهُ۔

جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے اسماء وصفات کے بارے میں ایسی گفتگو کرے جو کتاب وسنت کے خلاف ہو وہ اللہ کی آیات میں باطل کلام اور بکواس کرنے والوں میں شمار ہوگا، اور بہت سارے لوگ ائمۂ اسلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انھوں نے نہیں کہی ہیں، چنانچہ یہ لوگ امام شافعی، مالک، احمد اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف باطل اعتقادات منسوب کرتے ہیں جن کا ان ائمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ لِمَنِ اتَّبَعَهُمْ: هَذَا الَّذِيْ يَقُوْلُهُ اعْتِقَادُ الْإِمَامِ الْفُلَانِيِّ، فَإِذَا طُوْلِبُوْا بِالنَّقْلِ الصَّحِيْحِ عَنِ الْأَئِمَّةِ، تَبَيَّنَ كَذِبُهُمْ فِيْ ذَلِكَ، وَكَذَلِكَ فِيْمَا يَنْقُلُوْنَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَيُضِيْفُوْنَهُ إِلَى سُنَّتِهِ مِنَ الْبِدَعِ وَالْأَقْوَالِ الْبَاطِلَةِ، وَمِنْهُمْ مَن إِذَا طُوْلِبَ بِتَحْقِيْقِ

چنانچہ یہ ان ائمہ کے پیروکاروں سے یہی کہتے ہیں کہ فلاں امام کا یہی عقیدہ ہے، لیکن جب ان ائمہ کی طرف منسوب صحیح روایت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس عقیدے میں ان کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے ان باطل اقوال اور بدعات کا بھی پتا چل جاتا ہے جنھیں یہ سنتِ نبوی کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور بعض تو ایسے ہیں کہ جب ان سے اس منقول کلام کی

نَقْلِهِ يَقُوْلُ: هَذَا الْقَوْلُ قَالَهُ الْعُلَمَاءُ، وَالْإِمَامُ الْفُلَانِيُّ لَا يُخَالِفُ الْعُقَلَاءَ، وَيَكُوْنُ الْعُقَلَاءُ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِيْنَ ذَمَّهُمُ الْأَئِمَّةُ فَقَدْ قَالَ الشَّافِعِيُّ: "حُكْمِيْ فِيْ أَهْلِ الْكَلَامِ أَنْ يُضْرَبُوْا بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَيُطَافُ بِهِمْ فِيْ الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ، وَيُقَالُ: هَذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَأَقْبَلَ عَلَى الْكَلَامِ" ۔

فَإِذَا كَانَ هَذَا حُكْمُهُ فِيْمَنْ أَعْرَضَ عَنْهُمَا فَكَيْفَ حُكْمُهُ فِيْمَنْ عَارَضَهُمَا بِغَيْرِهِمَا؟ وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُوْ يُوْسُفُ الْقَاضِيْ: "مَنْ طَلَبَ الدِّيْنَ بِالْكَلَامِ تَزَنْدَقَ" وَكَذَلِكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: "مَا ارْتَدَى أَحَدٌ بِالْكَلَامِ فَأَفْلَحَ"، وَقَالَ:

تحقیق کی بات کی جاتی ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ علماء اسی طرح کہتے ہیں اور فلاں امام اہلِ دانش کی مخالفت نہیں کریں گے، جبکہ ان دانش منداور عقلاء سے مراد اہلِ کلام کا گروہ ہے جن کی ائمۂ اسلام نے مذمت کی ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”اہلِ کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انھیں کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارا جائے، قبیلوں اور محلوں میں گدھوں پر بیٹھا کر الٹا گھمایا جائے، اور کہا جائے کہ جو کتاب وسنت کو ترک کر کے علمِ کلام کو سیکھے اس کی یہی سزا ہے۔“

جب یہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کتاب وسنت سے اعراض کرتے ہیں، پھر آخر ان لوگوں کا کیا حکم ہو گا جو دوسرے کلام سے کتاب وسنت کا معارضہ کرتے ہیں؟ اسی طرح قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو علمِ کلام کے ذریعہ دین طلب کرے وہ زندیق ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے بھی علمِ کلام کا سہارا لیا وہ کامیاب نہیں ہوا،

"عُلَمَاءُ الْكَلَامِ زَنَادِقَةٌ"۔

اور مزید کہا کہ علمائے کلام زنادقہ ہیں۔

اہلِ بدعت کی کتابیں پڑھنے کی خطرناکی:

وَكَثِيْرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ قَرَؤُوْا كُتُبًا مِنْ كُتُبِ الْكَلَامِ فِيْهَا شُبُهَاتٌ أَضَلَّتْهُمْ وَلَمْ يَهْتَدُوْا لِجَوَابِهَا، فَإِنَّهُمْ يَجِدُوْنَ فِيْ تِلْكَ الْكُتُبِ أَنَّ اللّٰهَ لَوْ كَانَ فَوْقَ الْخَلْقِ لَلَزِمَ التَّجْسِيْمُ وَالتَّحَيُّزُ وَالْجِهَةُ، وَهُمْ لَا يَعْرِفُوْنَ حَقَائِقَ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ، وَلَا مَا أَرَادَ بِهَا أَصْحَابُهَا.

ان میں سے بہت سے لوگوں نے علمِ کلام کی کتابوں کو پڑھا جو ایسے شبہات پر مبنی ہوتی ہیں جو انھیں گمراہ کر دیتی ہیں، پھر وہ اس کا کوئی جواب نہیں پاتے، کیونکہ یہ ان کتابوں میں یہ پاتے ہیں کہ اگر اللہ مخلوق کے اوپر ہوتا تو اس سے تجسیم، تحیز اور جہت (یعنی اللہ کا جسم ہونا، کسی ایک جگہ میں ہونا اور کسی جہت میں ہونا) کا ہونا لازم آتا، جبکہ یہ ان الفاظ کے حقائق سے ناواقف ہوتے ہیں، اور انھیں یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ ان الفاظ کے گھڑنے والوں نے ان سے کیا مراد لیا ہے۔

فَإِنَّ ذِكْرَ لَفْظِ الْجِسْمِ فِيْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ بِدْعَةٌ، لَمْ يَنْطِقْ بِهَا كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ، وَلَا قَالَهَا أَحَدٌ مِنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنَّ

اس لیے کہ اللہ کے اسماء وصفات میں لفظ جسم کا ذکر کرنا بدعت ہے، کیوں کہ اس لفظ کا ذکر نہ قرآن میں آیا ہے اور نہ ہی حدیث میں اور نہ ہی سلفِ امت اور ائمۂ دین میں سے کسی نے اس لفظ کا استعمال کیا ہے، اور نہ ہی سلف میں سے کسی

اللّٰهَ جِسْمٌ وَلَا أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجِسْمٍ، وَلَا أَنَّ اللّٰهَ جَوْهَرٌ، وَلَا أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ۔

نے یہ کہا ہے کہ اللہ جسم ہے یا یہ کہ اللہ جسم نہیں ہے، اور نہ ہی یہ کہا ہے کہ اللہ جوہر ہے یا یہ کہ اللہ جوہر نہیں ہے۔

وَلَفْظُ الْجِسْمِ لَفْظٌ مُجْمَلٌ، وَمَعْنَاهُ فِيْ اللُّغَةِ الْبَدَنُ، وَمَنْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ مِثْلُ بَدَنِ الْإِنْسَانِ، فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَى اللّٰهِ، بَلْ مَنْ قَالَ: أَنَّ اللّٰهَ يُمَاثِلُ شَيْئًا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ، فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَى اللّٰهِ۔

اور لفظِ جسم ایک مجمل لفظ ہے جو لغوی طور پر بدن کے معنی میں ہے۔ سو اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ انسان کے بدن کے مانند ہے تو وہ اللہ پر بہتان تراشی کرنے والا ہو گا، بلکہ آگے کوئی یہ کہے کہ اللہ مخلوقات میں سے کسی چیز سے مماثلت رکھتا ہے تو وہ اللہ پر بہتان تراشی کرنے والا ہوگا۔

وَمَنْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجِسْمٍ، وَأَرَادَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَا يُمَاثِلُ شَيْئًا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ، فَالْمَعْنَى صَحِيْحٌ وَإِنْ كَانَ اللَّفْظُ بِدْعَةً۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ جسم نہیں ہے اور اس سے مراد یہ لے کہ وہ مخلوقات میں سے کسی چیز سے مماثلت نہیں رکھتا ہے تو وہ معنی صحیح ہو گا اگر چہ اس لفظ کا استعمال کرنا بدعت ہو گا۔

وَأَمَّا مَنْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجِسْمٍ، وَأَرَادَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَا يُرَى فِيْ الْآخِرَةِ وَأَنَّهُ لَمْ يَتَكَلَّمْ بِالْقُرْآنِ الْعَرَبِيِّ، بَلِ الْقُرْآنُ الْعَرَبِيُّ مَخْلُوْقٌ، أَوْ هُوَ تَصْنِيْفُ جِبْرِيْلَ

اور اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ جسم نہیں ہے اور اس سے مراد یہ لے کہ اسے آخرت میں نہیں دیکھا جا سکتا اور یہ کہ قرآن عربی کے ذریعے اس نے کلام نہیں کیا ہے، بلکہ قرآن مخلوق ہے، یا یہ کہ وہ جبریل علیہ السلام کی تصنیف ہے، یا اس طرح کی کوئی

وَنحوِ ذَلِکَ، فَهَذَا مُفْتَرٍ عَلَى اللّٰهِ فِيمَا نَفَاهُ عَنْهُ، وَهَذَا أَصْلُ ضَلَالِ الْجَهْمِيَّةِ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ، وَمَنْ وَافَقَهُمْ عَلَى مَذْهَبِهِمْ۔

دوسری بات کہے تو اس نے جس چیز کی بھی اللہ سے نفی کی ہے وہ اس میں اللہ کے خلاف بہتان باز ہے، اور یہی جہمیہ کی گمراہی کی اصل بنیاد ہے، خواہ وہ معتزلہ میں سے ہوں یا وہ جو ان کے مذہب کی موافقت کرے (جیسے کہ معطلہ، خواہ وہ تعطیل کلی ہو یا جزئی)۔

فَإِنَّهُمْ يُظْهِرُوْنَ لِلنَّاسِ التَّنَزُّهَ، وَحَقِيْقَةُ كَلَامِهِمُ التَّعْطِيْلُ، فَيَقُوْلُوْنَ: نَحْنُ لَا نُجَسِّمُ، بَلْ نَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجِسْمٍ، وَمُرَادُهُمْ بِذَلِكَ نَفْيُ حَقِيْقَةِ أَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَيْسَ لِلّٰهِ عِلْمٌ وَلَا قُدْرَةٌ، وَلَا حَيَاةٌ وَلَا كَلَامٌ، وَلَا سَمْعٌ وَلَا بَصَرٌ، وَلَا يُرَى فِيْ الْآخِرَةِ، وَلَا عَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ، وَلَا يَنْزِلُ مِنْهُ شَيْئٌ، وَلَا يَصْعَدُ إِلَيْهِ شَيْئٌ، وَلَا يَتَجَلَّى لِشَيْئٍ وَلَا يَقْرُبُ إِلَى شَيْئٍ، وَلَا يَقْرُبُ مِنْهُ شَيْئٌ، إِلَى

کیوں کہ یہ لوگوں کے سامنے تنزیہ باری کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ حقیقت میں ان کا کلام تعطیل پر مبنی ہوتا ہے، چنانچہ یہ کہتے ہیں: ہم اسے مجسم نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اللہ جسم نہیں ہے، حالانکہ اس سے ان کی مراد اللہ کے اسماء و صفات کی حقیقت کی نفی ہوتی ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: اللہ کا نہ کوئی علم ہے نہ قدرت، نہ حیات ہے نہ کلام، اور نہ ہی سمع و بصر ہے، اور نہ ہی اسے آخرت میں دیکھا جاسکتا ہے، اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کا اللہ کے پاس معراج ہوا، اور نہ ہی اس کی طرف سے کچھ نازل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی چیز چڑھتی ہے، اور نہ ہی وہ کسی چیز کے لیے تجلی فرماتا ہے اور نہ

غَيْرِ ذٰلِكَ۔

وَهُوَ سُبْحَانَهُ لَا مِثْلَ لَهُ فِيْ شَيْئٍ مِنْ صِفَاتِ كَمَالِهِ، بَلْ هُوَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ فَالْمُعَطِّلُ يَعْبُدُ عَدَمًا، وَالْمُمَثِّلُ يَعْبُدُ صَنَمًا، وَالْمُعَطِّلُ أَعْمَى، وَالْمُمَثِّلُ أَعْشَى۔

وَدِيْنُ اللّٰهِ بَيْنَ الْغَالِيْ فِيْهِ، وَالْجَافِيْ عَنْهُ، وَكَمَا أَنَّ ذَاتَهُ لَيْسَتْ كَالذَّوَاتِ الْمَخْلُوْقَةِ، فَصِفَاتُهُ لَيْسَتْ كَالصِّفَاتِ الْمَخْلُوْقَةِ، بَلْ هُوَ سُبْحَانَهُ مَوْصُوْفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ، مُنَزَّهٌ عَنْ كُلِّ نَقْصٍ وَّعَيْبٍ، وَهُوَ سُبْحَانَهُ فِيْ صِفَاتِ الْكَمَالِ لَا يُمَاثِلُهُ شَيْئٌ۔

فَمَذْهَبُنَا مَذْهَبُ السَّلَفِ: إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيْهٍ، وَتَنْزِيْهٌ بِلَا تَعْطِيْلٍ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ،

ہی کوئی چیز اس کے قریب ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفاتِ کمال میں کسی بھی چیز کی مثل نہیں ہے، بلکہ وہ اکیلا بے نیاز ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ چنانچہ معطل ایک معدوم چیز کی پرستش کرتا ہے، جبکہ ممثل ایک بت کی پرستش کرتا ہے، سو معطل ایک اندھا ہے تو ممثل ایک شب کور ہے۔

اللہ کا دین اس میں غلو کرنے والے اور اس سے اعراض کرنے والے کے درمیان ہے، جس طرح اللہ کی ذات مخلوقات کی ذات کی طرح نہیں ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں، بلکہ وہ صفاتِ کمال سے متصف ہے، ہر نقص وکمی اور عیب سے پاک ہے، صفاتِ کمال میں اس کا کوئی مثیل نہیں ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں سلف کا مذہب یہی ہے کہ یہ اسے ثابت مانتے ہیں بلا کسی تشبیہ کے، اس کی ذات کی تنزیہ کرتے ہیں

كَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَالثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ۔	بلا کسی تعطیل کے، یہی ائمہ اسلام کا مذہب ہے جیسے کہ امام مالک، شافعی، ثوری، اوزاعی، ابن مبارک، احمد، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ۔
وَهُوَ اعْتِقَادُ الْمَشَايِخِ الْمُقْتَدَى بِهِمْ، كَالْفُضَيْلِ بْنِ عَيَاضٍ وَأَبِيْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ وَسَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّسْتَرِيِّ وَغَيْرِهِمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ هَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةِ نِزَاعٌ فِيْ أُصُوْلِ الدِّيْنِ، وَكَذٰلِكَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّ الْاِعْتِقَادَ الثَّابِتَ عَنْهُ مُوَافِقٌ لِاعْتِقَادِ هَؤُلَاءِ، وَهُوَ الَّذِيْ نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ۔	اور یہی لائق اقتدا مشائخِ دین کا بھی اعتقاد ہے جیسے فضیل بن عیاض، ابوسلیمان دارانی اور سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، کیونکہ اصولِ دین میں ان ائمہ کے درمیان کوئی نزاع نہیں ہے، اسی طرح سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اعتقاد ہے، کیونکہ آپ سے جو عقیدہ ثابت ہے وہ انہیں بزرگوں کے اعتقاد کے موافق ہے، اور یہی عقیدہ کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے۔
قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: "لَا يُوْصَفُ اللّٰهُ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ أَوْ وَصَفَهُ بِهِ رَسُوْلُهُ ﷺ وَلَا نَتَجَاوَزُ الْقُرْآنَ وَالْحَدِيْثَ"۔	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ کو انہیں صفات سے متصف کیا جائے گا جن صفات سے اس نے خود اپنے آپ کو متصف کیا ہے اور جن صفات سے اسے اس کے رسول نے متصف کیا ہے، سو ہم قرآن وحدیث سے تجاوز نہیں کریں گے۔
وَهَكَذَا مَذْهَبُ سَائِرِهِمْ، فَنَتَّبِعُ فِيْ	اور یہی مذہب تمام ائمۂ دین کا ہے، چنانچہ ہم

ذَلِکَ سَبِيْلَ السَّلَفِ الْمَاضِيْنَ، الَّذِيْنَ هُمْ أَعْلَمُ الْأَئِمَّةِ بِهَذَا الشَّأْنِ، نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، وَهُمْ أَشَدُّ تَعْظِيْمًا لِلّٰهِ وَتَنْزِيْهًا لَهُ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِحَالِهِ، فَإِنَّ الْمَعَانِيْ الْمَفْهُوْمَةَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لَا تُرَدُّ بِالشُّبُهَاتِ، فَيَكُوْنُ رَدُّهَا مِنْ بَابِ تَحْرِيْفِ الْكَلِمِ عَنْ مَوَاضِعِهِ، وَلَا يُقَالُ: هِيَ أَلْفَاظٌ لَا تُعْقَلُ مَعَانِيْهَا، وَلَا يُعْرَفُ الْمُرَادُ مِنْهَا، فَيَكُوْنُ ذَلِکَ مُشَابِهَةً لِلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ بَلْ هِيَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ، دَالَّةٌ عَلَى أَشْرَفِ الْمَعَانِيْ وَأَجَلِّهَا، قَائِمَةٌ حَقَائِقُهَا فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْعِلْمَ۔

اس مسئلے میں سلفِ امت ہی کی اتباع کریں گے جو اس مسئلے میں زیادہ جانکار تھے نفی اور اثبات ہر اعتبار سے، اور وہ اللہ کی تعظیم بھی زیادہ کرنے والے تھے، اور اللہ کی ذات کو پاک بھی کرنے والے تھے ان تمام عیوب سے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں، کیونکہ کتاب وسنت کے مفہوم معانی کو شبہات کی وجہ سے ردّ نہیں کیا جائے گا، اس لیے ان کا ردّ کرنا تحریف الکلم عن مواضعہ کے باب سے ہو جائے گا، اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کے معانی معلوم نہیں ہیں، اور نہ ہی ان کی مراد معروف ہے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ ان لوگوں کی طرح ہو جائے گا جو کتاب میں صرف آرزوؤں کو جانتے ہیں، حالانکہ قرآن کی آیتیں واضح اور صریح ہیں جو عمدہ اور شریف معانی پر دلالت کرتی ہیں، اور اس کے حقائق اہلِ علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

وَالْإِيْمَانُ إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيْهٍ، وَتَنْزِيْهٌ بِلَا تَعْطِيْلٍ، كَمَا قَامَتْ حَقَائِقُ

اور ایمان اثبات کو کہتے ہیں جس میں تشبیہ نہ ہو اور ایسی تنزیہ کو جس میں تعطیل نہ ہو، جس طرح کہ

سَائِرِ صِفَاتِ الْكَمَالِ فِيْ قُلُوْبِهِمْ، كَذٰلِکَ فَكَانَ الْبَابُ عِنْدَهُمْ بَابًا وَاحِدًا، قَدِ اطْمَأَنَّتْ بِهِ قُلُوْبُهُمْ، كَذٰلِکَ وَسَكَنَتْ إِلَيْهِ نُفُوْسُهُمْ فَأَنَسُوْا مِنْ صِفَاتِ كَمَالِهِ وَنُعُوْتِ جَلَالِهِ مِمَّا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُوْنَ الْمُعَطِّلُوْنَ۔

تمام صفاتِ کمال کے حقائق ان کے دلوں میں قائم ہیں، اسی طرح یہ باب بھی ان کے نزدیک ایک ہی باب ہے، جس پر ان کے دل مطمئن ہیں، اسی طرح ان کے نفوس بھی اسی پر مطمئن ہیں، چنانچہ اللہ کی صفاتِ کمال سے جہاں وہ مانوس ہیں وہیں دوسری طرف جاہل معطلہ اس سے غیر مانوس ہیں۔

علم الاعجاز والکلام:

وَسَكَنَتْ قُلُوْبُهُمْ إِلَى مَا نَفَرَ مِنْهُ الْجَاحِدُوْنَ الْمُتَكَلِّمُوْنَ، وَعَلِمُوْا أَنَّ الصِّفَاتَ حُكْمُهَا حُكْمُ الذَّاتِ، فَكَمَا أَنَّ ذَاتَهُ سُبْحَانَهُ لَا تُشْبِهُ الذَّوَاتِ، فَكَذَا صِفَاتُهُ لَا تُشْبِهُ الصِّفَاتِ، فَمَا جَاءَ هُمْ مِنَ الصِّفَاتِ عَنِ الْمَعْصُوْمِ ﷺ تَلَقَّوْهُ بِالْقُبُوْلِ، وَقَابَلُوْهُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْإِيْمَانِ وَالْإِقْرَارِ، لِعِلْمِهِمْ بِأَنَّهُ صِفَةُ مَنْ لَّا تَشْبِيْهَ لِذَاتِهِ وَلَا

اور ان کے دل مطمئن ہیں ان چیزوں سے جن سے منکرِ صفات متکلمین متنفر ہیں۔ اور انھوں نے یہ جان لیا کہ صفات کا حکم وہی ہے جو ذات کا حکم ہے، چنانچہ جس طرح اس کی ذات دوسری ذاتوں کے مشابہ نہیں ہے اسی طرح اس کی صفات بھی دوسری صفات کے مشابہ نہیں ہیں، اسی لیے جو بھی صفات رسولِ معصوم ﷺ سے وارد ہوئیں سب کو جان کر اس پر ایمان لائے اور انھیں تسلیم کرے، کیونکہ انھوں نے یہ جان لیا کہ یہ ایسی ذات کی صفت

لِصِفَاتِهِ، وَأَنَّ مَا جَاءَ مِمَّا أَطْلَقَهُ الشَّرْعُ عَلَى الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوْقِ لَا تَشَابُهَ بَيْنَهُمْ فِي الْمَعْنَى الْحَقِيْقِيِّ إِذْ صِفَاتُ الْقَدِيْمِ بِخِلَافِ صِفَاتِ الْحَادِثِ، وَلَيْسَ بَيْنَ صِفَاتِهِ وَصِفَاتِ خَلْقِهِ إِلَّا مُوَافَقَةُ اللَّفْظِ لِلَّفْظِ۔

ہے جس کی ذات اور صفات کے کوئی مشابہ نہیں ہے، اور شریعت میں خالق اور مخلوق کے لیے جن صفات کو مطلق طور استعمال کیا گیا ہے ان میں حقیقی معنوں کے اعتبار سے کوئی تشابہ نہیں ہے، کیونکہ ذاتِ قدیم کی صفات ذاتِ حادث کی صفات سے مختلف ہیں، اور خالق کی صفات اور اس کی مخلوق کی صفات میں صرف لفظی موافقت ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ فِيْ الْجَنَّةِ لَحْمًا وَّلَبَنًا وَّعَسَلًا وَّمَاءً وَّحَرِيْرًا وَّذَهَبًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "لَيْسَ فِيْ الدُّنْيَا مِمَّا فِيْ الْآخِرَةِ إِلَّا الْأَسْمَاءَ" ۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہاں گوشت، دودھ، شہد، پانی، ریشم اور سونا ہوں گے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اخروی اور دنیاوی نعمتوں کے درمیان صرف ناموں کی مشابہت ہے۔

[الترغيب للمنذری: ۳۳۲/۶]

خالق اور مخلوق کی صفات میں عدمِ مماثلت:

فَإِذَا كَانَتْ هَذِهِ الْمَخْلُوْقَاتُ الْفَانِيَّةُ لَيْسَتْ مِثْلَ هَذِهِ الْمَوْجُوْدَةِ، مَعَ اتِّفَاقِهِمَا فِيْ الْأَسْمَاءِ فَالْخَالِقُ جَلَّ

جب یہ فانی مخلوق ان موجودہ مخلوقات کی طرح نہیں ہے، جب کہ نام کے اعتبار سے دونوں میں اتفاق ہے، تو پھر خالق کائنات، جو علو کے

وَعَلَا أَعْظَمُ عُلُوًّا، وَأَعْلَى مَبَايَنَةً لِخَلْقِهِ، مِنْ مَبَايَنَةِ الْمَخْلُوْقِ لِلْمَخْلُوْقِ وَإِنِ اتَّفَقَتِ الْأَسْمَاءُ۔

اعتبار سے سب سے عظیم اور مخلوق کے مخلوق سے جدائی کے اعتبار سے بھی وہ اپنی مخلوق سے کہیں زیادہ بلند ہے، اگرچہ ناموں میں اتفاق ہو۔

وَأَيْضًا فَقَدْ سَمَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ نَفْسَهُ حَيًّا عَلِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا مَلِكًا رَؤُوْفًا رَحِيْمًا، وَسَمَّى بَعْضَ مَخْلُوْقَاتِهِ حَيًّا وَبَعْضَهَا عَلِيْمًا وَبَعْضَهَا سَمِيْعًا بَصِيْرًا، وَبَعْضَهَا رَؤُوْفًا رَحِيْمًا، وَلَيْسَ الْحَيُّ كَالْحَيِّ، وَلَا الْعَلِيْمُ كَالْعَلِيْمِ، وَلَا السَّمِيْعُ كَالسَّمِيْعِ، وَلَا الْبَصِيْرُ كَالْبَصِيْرِ، وَلَا الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ كَالرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ۔

اسی طرح اللہ نے اپنا نام حی، علیم، سمیع وبصیر، ملک، رؤوف، رحیم رکھا ہے، اسی طرح اپنی بعض مخلوق کا نام بھی حی (زندہ رہنے والا) رکھا ہے، اور بعض مخلوق کا نام علیم، اور بعض کا نام سمیع وبصیر اور بعض کا نام رؤوف رحیم رکھا ہے، جبکہ دونوں حی برابر نہیں ہیں، اور نہ ہی دونوں علیم برابر ہیں، اور نہ ہی دونوں سمیع ایک جیسے ہیں، اور نہ ہی دونوں بصیر اور نہ ہی دونوں رؤوف رحیم ایک جیسے ہیں۔

قَالَ تَعَالَى:﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُ﴾[البقرة:٢٥٥]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى:﴿وَتُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ﴾ [آل عمران:٢٧]

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَلِيمُ

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''یقینا وہی سب کچھ

ٱلۡحَكِيمُ ﴾ [يوسف:٨٣]

جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ﴾ [الذاريات:٢٨]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور انھوں نے اسے ایک بہت علم والے لڑکے کی خوشخبری دی۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴾ [النساء:٥٨]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّا خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ مِن نُّطۡفَةٍ أَمۡشَاجٍ نَّبۡتَلِيهِ فَجَعَلۡنَٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴾ [الانسان:٢]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بلاشبہہ ہم نے انسان کو ایک ملے جلے قطرے سے پیدا کیا، ہم اسے آزماتے ہیں، سو ہم نے اسے خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا بنا دیا۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ [الحج:٦٥]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ یقینا لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

وَقَالَ: ﴿ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ [التوبة:١٢٨]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔"

وَلَيْسَ بَيْنَ صِفَةِ الْخَالِقِ

خالق اور مخلوق کی صفات میں کوئی مشابہت

وَالْمَخْلُوْقِ مُشَابَهَةٌ، إِلَّا فِيْ اتِّفَاقِ الْاِسْمِ، وَهَذَا كِتَابُ اللّٰهِ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، وَهَذِهِ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهَذَا كَلَامُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ الْأَئِمَّةِ، قَدْ دَلَّ ذٰلِكَ بِمَا هُوَ نَصٌّ أَوْ ظَاهِرٌ، فِيْ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ، فَوْقَ السَّمَاوَاتِ، اسْتَوَى عَلَى عَرْشِهِ، بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ، سَمِيْعٌ لَا يَشُكُّ، بَصِيْرٌ لَا يَرْتَابُ، عَلِيْمٌ لَا يَجْهَلُ، جَوَّادٌ لَا يَبْخَلُ، حَفِيْظٌ لَا يَنْسَى، وَلَا يَسْهُوْ، قَرِيْبٌ لَا يَغْفَلُ، وَلَا يَلْهُوْ، يَتَكَلَّمُ، وَيَرْضَى وَيَبْسُطُ، وَيَنْظُرُ، وَيَضْحَكُ، وَيَفْرَحُ، وَيُحِبُّ، وَيَكْرَهُ، وَيُبْغِضُ، وَيَسْخَطُ، وَيَرْحَمُ، وَيَعْفُوْ، وَيَغْفِرُ، وَيُعْطِيْ، وَيَمْنَعُ، وَيَنْزِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا،

نہیں ہے سوائے نام کے اتفاق کے۔ یہ کتاب اللہ ہے شروع سے آخر تک اور یہ سنتِ رسول ہے، اور یہ صحابہ وتابعین اور دیگر ائمہ کا کلام ہے، جو نص کی شکل میں یا ظاہری طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر ہے، یعنی آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، اور اپنی مخلوق سے جدا ہے، بلاشبہہ سب کچھ سن رہا ہے، سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہ شک میں مبتلا نہیں ہوتا ہے، سب کچھ جانتا ہے کسی چیز سے لاعلم نہیں ہے، سخی ہے کسی چیز میں بخیلی نہیں کرتا ہے، سب کی نگرانی کرتا ہے کچھ بھی چیز بھولتا نہیں ہے، اور نہ ہی سہو میں مبتلا ہوتا ہے۔ ہر چیز کے قریب ہے کسی سے غافل اور مشغول نہیں ہے، وہ کلام کرتا ہے، وہ کشادگی کرتا ہے، سب پر اس کی نظر ہے، وہ ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے، وہ محبت کرتا ہے، اور وہ نفرت بھی کرتا ہے، بغض بھی رکھتا ہے اور ناراض بھی ہوتا ہے، وہ رحم بھی کرتا ہے، اور معاف بھی کرتا ہے، درگزر بھی کرتا ہے، نوازتا

كَيْفَ شَاءَ۔

بھی ہے اور محروم بھی رکھتا ہے، وہ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسا چاہتا ہے۔

معیتِ باری تعالیٰ:

وَهُوَ مَعَهُمْ أَيْنَمَا كَانُوْا۔ قَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ لَمَّا سُئِلَ عَنْ مَعْنَى هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ [الحدید:۴]: مَعْنَاهَا: أَنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ خَافِيَةٌ بِعِلْمِهِ۔ وَلَيْسَ مَعْنَاهَا أَنَّهُ مُخْتَلِطٌ بِالْخَلْقِ، فَإِنَّ هَذَا لَا تُوْجِبُهُ اللُّغَةُ، وَهُوَ خِلَافُ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا، وَخِلَافُ مَا فَطَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْخَلْقَ، بَلِ الْقَمَرُ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، مِنْ أَصْغَرِ مَخْلُوْقِهِ، وَهُوَ مَوْضُوْعٌ فِيْ السَّمَاءِ، وَهُوَ مَعَ الْمُسَافِرِ وَالْمُقِيْمِ أَيْنَمَا كَانَ۔

وہ جہاں کہیں رہیں وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ''وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم کہیں بھی رہو۔'' تو فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، اور اس کا بالکل بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مخلوق سے ملا ہوا ہے، کیوں کہ یہ لغت کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے اور مزید یہ سلفِ امت اور ائمہ دین کے اجماع کے خلاف بھی ہے، اسی طرح اس فطرت کے بھی خلاف ہے جس پر اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے، بلکہ چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو اس کی ایک چھوٹی سی مخلوق ہے، اور اوپر آسمان میں رکھا ہوا ہے، وہ بھی مسافر اور مقیم سب کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

فَهُوَ سُبْحَانَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ، رَقِيْبٌ عَلَى خَلْقِهِ، مُهَيْمِنٌ عَلَيْهِمْ وَمُطَّلِعٌ۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش کے اوپر اپنی مخلوق پر نگہبان ہے، ان پر غالب اور ہر چیز سے مطلع ہے۔

وَأَخْبَرَ أَنَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ، وأنه الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَخَافُوْنَهُ مِنْ فَوْقِهِمْ، وَهَذَا الْمَعْنَى حَقٌّ عَلَى حَقِيْقَتِهِ لَا يَحْتَاجُ إِلَى تَحْرِيْفٍ، وَّلَكِنْ يُصَانُ عَنِ الظُّنُوْنِ الْكَاذِبَةِ۔

اور یہ خبر دی کہ وہ سیڑھیوں والا ہے۔فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور وہی وہ ذات ہے جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور فرشتے اوپر سے اس سے خوف میں رہتے ہیں، اور یہ معنی اپنی حقیقت کے اعتبار سے برحق ہے، یہ کسی تحریف کا محتاج نہیں ہے، بلکہ جھوٹے گمان سے اسے محفوظ رکھا جائے گا۔

وَقَالَ: ﴿فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ [البقرة:١٨٦]

اور مزید فرمایا: ”میں قریب ہوں۔“

وَقَالَ: ﴿وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِۦ نَفْسُهُۥ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ﴾ [ق:١٦]

اور مزید فرمایا: ”اور ہم ان چیزوں کو جانتے ہیں جن کا وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔“

وَقَالَ ﷺ: ”إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ“۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس ذات کو تم پکارتے ہو وہ تم سے تمہارے اونٹ کی گردن کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے۔“

[صحیح مسلم: ٢٧٠٤]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۟﴾ [المجادلة:۷]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ کوئی پانچ آدمیوں کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں بھی ہوں۔''

فَكُلُّ مَا فِيْ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنَ الْأَدِلَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى قُرْبِهِ وَمَعِيَّتِهِ، لَا يُنَافِيْ مَا ذُكِرَ مِنْ عُلُوِّهِ وَفَوْقِيَّتِهِ، فَإِنَّهُ سُبْحَانَهُ عَلِيٌّ فِيْ دُنُوِّهِ، وَقَرِيْبٌ فِيْ عُلُوِّهِ. وَالْأَحَادِيْثُ الْوَارِدَةُ فِيْ ذَلِکَ كَثِيْرَةٌ جِدًّا، وَذَكَرْنَا بَعْضَهَا فِيْ "الانتقاد الرجيح" ، وَفِيْ الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ جَمِيْعًا.

چنانچہ کتاب وسنت میں اللہ کے قریب ہونے اور اس کی معیت پر جو بھی دلائل موجود ہیں وہ اس کے بلند اور فوق تر ہونے کے منافی نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ قریب ہونے کے ساتھ ساتھ بلند بھی ہے، اور بلند ہونے کے ساتھ ساتھ قریب بھی ہے، اور اس تعلق سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب ''الانتقاد الرجیح'' میں کر دیا ہے، اور وہ احادیث صحاح اور سنن کی تمام کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

وَقَدْ أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ أَعْظَمِ مَجَامِعِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَفِيْ آخِرِ عُمُرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَقُوْلُ -بِإِصْبَعِهِ- : ''اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ''

اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی عمر کے آخری وقت میں حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی زندگی کے سب سے بڑے اجتماع کے سامنے آسمان کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

''اے اللہ تو گواہ رہنا۔''[صحیح البخاری:۲/۱۶]

وَفِيْ الصَّحِيْحَيْنِ قِصَّةُ الْمِعْرَاجِ وَهِيَ مُتَوَاتِرَةٌ وَفِيْهِ أَعْظَمُ دَلَالَةٍ عَلَى عُلُوِّهِ تَعَالَى فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ.

صحیحین میں واقعۂ معراج متواتر سند سے مروی ہے، جس میں سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند ہے۔

وَسُؤَالُ السَّائِلِ: كَيْفَ اسْتَوَى؟ وَكَيْفَ نَزَلَ؟ بِدْعَةٌ، قَال ابْنُ قُتَيْبَةَ: "مَا زَالَتِ الْأُمَمُ عَرَبُهُمْ وَعَجَمُهُمْ، فِيْ جَاهِلِيَّتِهَا وَإِسْلَامِهَا، مُعْتَرِفَةً بِأَنَّ اللّٰهَ فِيْ السَّمَاءِ"

اور سائل کا یہ سوال کہ وہ کیسے مستوی ہے اور کیسے نزول کرتا ہے؟ بدعت ہے۔ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمام قوموں نے خواہ وہ عرب ہوں یا عجم، جاہلیت کی ہوں یا اسلام کی ہمیشہ سے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔

مذہبِ سلف پر لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ:

وَقَدْ جَمَعَ طَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِيْ هَذَا الْبَابِ مُصَنَّفَاتٍ، مِنْهَا: كِتَابُ "العلو" لِلذَّهَبِيِّ، وَكِتَابُ "النزول" لِشَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَة.

اور اس باب میں بہت سے علماء نے کتابیں تصنیف کی ہیں، انہیں میں سے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''العلو'' اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''النزول'' بھی ہے۔

وكِتَابُ "الاستواء" لِابْنِ الْقَيِّمِ، وَ "النونية" لَهُ، وَ "عقيدة ابن قدامة" وَرِسَالَةُ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الاستواء'' اور ''النونیۃ'' ہے، ''عقیدہ ابن قدامہ'' شیخ محمد بن ناصر حازمی کا رسالہ، شیخ محمد فاخر الہ آبادی کا رسالہ،

نَاصِرِ الْحَازِمِيِّ، وَرِسَالَةُ الشَّيْخِ مُحَمَّد فَاخِر الْإِلَه آبَادِي ثُمَّ الْمَكِّي، وَرِسَالَةُ "إجراء الصفات على ظاهرها" لِلشَّوْكَانِيِّ، وَ "الانتقاد الرجيح" لِلْعَبْدِ الْفَقِيْرِ، وَ "الاحتواء" لَهُ، -عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ- إِلَى غَيْرِ ذٰلِکَ۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا ''اِجراء الصفات علی ظاھرھا'' نامی رسالہ، اور راقم الحروف کی کتاب ''الانتقاد الرجیح'' اور ''الاحتواء'' اور دیگر کتابیں۔

علوِ باری تعالیٰ کے عقیدے پر اجماع:

وَلَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا سُنَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ، وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ، لَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِيْنَ، وَلَا عَنْ أَئِمَّةِ الدِّيْنِ، حَرْفٌ وَّاحِدٌ يُّخَالِفُ ذٰلِکَ۔

نہ تو کتاب وسنت میں اور نہ ہی سلف میں سے کسی سے، نہ تو صحابہ سے اور نہ ہی تابعین سے اور نہ ہی ائمۂ دین سے کوئی ایک طرف بھی ایسا منقول ہوا ہے جو اس عقیدے کے خلاف ہو۔

وَلَمْ يُقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ فِيْ السَّمَاءِ، أَوْ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْعَرْشِ، أَوْ أَنَّهُ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ، وَأَنَّهُ لَا دَاخِلَ الْعَالَمِ وَلَا خَارِجَهُ، وَلَا مُتَّصِلَ، وَلَا مُنْفَصِلَ، وَأَنَّهُ لَا تَجُوْزُ الْإِشَارَةُ الْحِسِّيَّةُ

اور نہ ہی ان میں سے کسی نے یہ کہا: اللہ آسمان پر نہیں ہے، یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے، یا یہ کہ وہ ہر جگہ موجود ہے، یا یہ کہ وہ نہ تو عالم کے اندر ہے نہ باہر، نہ اس سے متصل ہے اور نہ منفصل، اور نہ ہی اس کی طرف حسی طور پر انگلیوں سے اشارہ کرنا جائز ہے، اور اسی طرح کی دوسری باتیں نہیں کی

إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، وَنَحْوِ هَذَا۔

ہیں۔

مفوضہ پر رد:

وَمَنْ ظَنَّ أَنَّ نُصُوْصَ الصِّفَاتِ لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهَا، وَلَا يُدْرَى مَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَرَسُوْلُهُ مِنْهَا، وَظَاهِرُهَا تَشْبِيْهٌ وَّتَمْثِيْلٌ، وَاعْتِقَادُ ظَاهِرِهَا كُفْرٌ وَضَلَالٌ، وَإِنَّمَا هِيَ أَلْفَاظٌ لَا مَعَانِيَ لَهَا، وَأَنَّ لَهَا تَأْوِيْلًا وَتَوْجِيْهًا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّهَا بِمَنْزِلَةِ ﴿الٓمٓ﴾ وَ ﴿كٓهيٰعٓصٓ﴾ وَظَنَّ أَنَّ هَذِهِ طَرِيْقَةُ السَّلَفِ، وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَعْرِفُوْنَ حَقِيْقَةَ قَوْلِهِ: ﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾[الزمر:٦٧]

اور جو یہ گمان کرے کہ نصوصِ صفات کا معنی معقول (سمجھ میں آنے والا) نہیں ہے، اور یہ نہیں معلوم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان سے کیا مراد لیا ہے، بظاہر یہ تشبیہ اور تمثیل ہے اور اس کے ظاہر پر اعتقاد کرنا کفر وضلالت ہے کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا کوئی معنی نہیں، ان کی تاویل وتوجیہ کی جائے گی، اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے، اور یہ سب ﴿الٓمٓ﴾ اور ﴿كٓهيٰعٓصٓ﴾ کی طرح ہیں۔ اور وہ ایسا کہہ کر یہ گمان کرے کہ یہی سلف کا طریقہ ہے، اور وہ اللہ کے اس فرمان کی حقیقت سے واقف نہیں تھے جس میں اللہ نے فرمایا ہے: ”اور ساری زمین قیامت کے روز اس کی مٹھی میں ہو گی۔“

وَقَوْلِهِ: ﴿مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾[ص:٧٥]

اور اس کے اس فرمان سے: ”جسے میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے

تجھے کس چیز نے روک دیا۔“

وَقَوْلِهِ:﴿ٱلرَّحْمَٰنُ عَلَى ٱلْعَرْشِ ٱسْتَوَىٰ﴾[طٰہٰ:۵] ونحو ذلک۔

اور اس کے اس فرمان سے: ”رحمان عرش پر مستوی ہے۔“ اور اس طرح کی دیگر آیات۔

فَهَذَا الظَّانُّ مِنْ أَجْهَلِ النَّاسِ بِعَقِيْدَةِ السَّلَفِ وَأَضَلِّهِمْ عَنِ الْهُدَى، وَقَدْ تَضَمَّنَ هَذَا الظَّنُّ اِسْتِجْهَالَ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ، وَكِبَارِ الَّذِيْنَ كَانُوْا أَعْلَمَ الْأُمَّةِ عِلْمًا وَأَفْقَهَهُمْ فَهْمًا، وَأَحْسَنَهُمْ عَمَلًا، وَأَتْبَعَهُمْ سُنَنًا، وَلَازِمُ هَذَا الظَّنِّ أَنَّ الرَّسُوْلَ ﷺ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِذَلِكَ وَلَا يَعْلَمُ مَعْنَاهُ، وَهُوَ خَطَأٌ عَظِيْمٌ وَجَسَارَةٌ قَبِيْحَةٌ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

سو اس طرح گمان کرنے والا عقیدۂ سلف سے سب سے زیادہ نابلد ہے، اور سب سے زیادہ ہدایت سے دور ہے۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ سابقین اولین انصار و مہاجرین اور دیگر تمام صحابہ وتابعین سے بھی نابلد ہے، جو اس امت میں علمِ دین اور اس کی سمجھ کے اعتبار سے سب سے زیادہ جانکار ہیں، عمل میں سب سے اچھے اور سنتوں کی پیروی کرنے میں سب سے آگے ہیں، اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان صفات کو بولتے تھے مگر ان کا معنی نہیں سمجھتے تھے، جبکہ یہ بہت بڑی غلطی اور قبیح جسارت ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ثبوت

وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَدُ ٱللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ [الفتح:۱۰]

اور جہاں تک اللہ کا یہ قول ہے: ''اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔''

فَاعْلَمْ أَنَّ لَفْظَ "الْيَدِ" جَاءَ فِيْ الْقُرْآنِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ:

تو جان لیں کہ قرآن کے اندر لفظِ ''ید'' تین طرح سے وارد ہوا ہے:

مُفْرَدٌ، كَهَذِهِ الْآيَةِ، وَكَقَوْلِهِ: ﴿بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾ [الملک:۱]

مفرد، جیسے آیتِ مذکورہ بالا اور درج ذیل ارشادِ باری تعالیٰ میں ہے: ''اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے۔''

وَمُثَنًّى، كَقَوْلِهِ: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ [المائدۃ:۶۴] وَقَوْلِهِ: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ [ص:۷۵]

دوسرے تثنیہ، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔'' اور مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔''

وَمَجْمُوْعٌ، كَقَوْلِهِ: ﴿عَمِلَتْ أَيْدِينَا﴾ [یس:۷۱]

اور تیسرے جمع جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جسے ہمارے ہاتھوں نے کیا۔''

فَحَيْثُ ذَكَرَ "الْيَدَ" مُثَنَّاةً أَضَافَ الْفِعْلَ إِلَى نَفْسِهِ بِضَمِيْرِ الْإِفْرَادِ وَعَدَّى الْفِعْلَ بِالْبَاءِ، فَلَا يَحْتَمِلُ الْمَجَازَ۔

چنانچہ جب لفظِ ''ید'' تثنیہ کے صیغے میں ذکر کیا تو فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ضمیر مفرد کے ساتھ اور فعل کو باء سے متعدی کیا، جس میں کسی مجاز کا احتمال نہیں ہے۔

وَأَمَّا إِذَا أُضِيْفَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ، ثُمَّ عُدِّيَ بِالْبَاءِ، فَهُوَ مَا بَاشَرَهَا بِيَدِهِ، وِلَهَذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما: "لَمْ يَخْلُقِ اللّٰهُ بِيَدِهِ إِلَّا ثَلَاثًا: خَلَقَ آدَمَ بِيَدِهِ وَغَرَسَ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ بِيَدِهِ وَكَتَبَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ". وَرُوِيَ ذٰلِكَ مَرْفُوْعًا۔

چنانچہ جب فعل کی اضافت اس کی طرف کی گئی اور باء کے ذریعے فعل کو متعدی کیا گیا تو گویا اس نے خود اس کام کو سرانجام دیا۔ اسی لیے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے صرف تین چیزوں کو پیدا کیا ہے: ”آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔“ اور یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے۔ [الصفات للدارقطنی: ۲۸]

فَلَوْ كَانَتِ الْيَدُ هِيَ الْقُدْرَةُ لَمْ يَكُنْ لَهَا اخْتِصَاصٌ بِذٰلِكَ، وَلَا كَانَتْ لِآدَمَ فَضِيْلَةٌ بِذٰلِكَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا خَلَقَ بِالْقُدْرَةِ۔ وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْمَوْقَفِ يَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: ”خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ“ فَذَكَرَ أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ كُلُّهَا خَصَائِصُ۔

اگر ہاتھ ہی قدرت ہوتا تو پھر خصوصیت سے اسے لانے کا کیا فائدہ ہے؟ اور پھر اگر قدرت ہی مراد ہوتا تو آدم علیہ السلام کو اس کی وجہ سے کوئی فضیلت ہی نہیں ہوتی، جبکہ صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اہلِ موقف آدم علیہ السلام سے آ کر کہیں گے کہ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی، اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو تمام اشیاء کے ناموں کا علم عطا کیا۔ چار چیزوں کا ذکر کیا جو سب خصائص ہیں۔ [صحیح مسلم: ۱۹۳]

وَكَذٰلِكَ قَالَ آدَمُ لِمُوْسَى فِيْ مُحَاجَّتِهِ لَهُ: ''اِصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ الْأَلْوَاحَ بِيَدِهِ''۔

اسی طرح آدم علیہ السلام نے اپنے مناظرے میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ نے آپ کو اپنے کلام کے ساتھ چن لیا ہے، اور آپ کے لیے اپنے ہاتھ سے تختیوں کو لکھ کر دیا۔

[السنۃ لابن أبی عاصم: ۱۴۵]

وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ: ''كَتَبَ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ''۔

اور دوسرے الفاظ میں وارد ہوا ہے کہ آپ کے لیے اپنے ہاتھ سے تورات کو لکھا ہے۔

[صحیح مسلم: ۲۶۵۲]

وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ الصَّحِيْحِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ''يَقْبِضُ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ بِيَدِهِ، وَالْأَرْضَ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى''۔

اور صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے: ''اللہ تعالیٰ اپنے ایک ہاتھ سے آسمان کو پکڑے گا اور دوسرے ہاتھ سے زمین کو۔''

[فتح الباری: ۱۳/ ۳۹۳]

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ''خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِيْنِهِ، فَاسْتَخْرَجَ ذُرِّيَّةً مِنْهُ، فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ'' الحديث۔

اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا، اس سے اولاد نکالی اور کہا: میں نے انھیں جنت کے لیے پیدا کیا ہے، اور یہ جنتیوں کے کام کریں گے۔'' [المستدرک للحاکم: ۲/ ۳۲۵]

وَقَالَ نَافِعٌ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَدِ اللّٰهِ: وَاحِدَةٌ أَمِ اثْنَتَانِ؟ فَقَالَ: "بَلِ اثْنَتَانِ" ـ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم: "أَوَّلُ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَأَخَذَهُ بِيَمِيْنِهِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ" وَفِيْ الْبَابِ مَا لَا يُحْصَى كَثْرَةً۔

وَقَدْ جَمَعَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ الحَازِمِيُّ فِيْ رِسَالَتِهِ مَا وَرَدَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَأَتْبَاعِهِمْ فِيْ مَسْأَلَةِ عُلُوِّ الرَّبِّ عَلَى خَلْقِهِ وَكَوْنِهِ عَلَى الْعَرْشِ فَوْقَ سَمَوَاتِهِ عُمُوْمًا وَمَا وَرَدَ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ خُصُوْصًا وَعَنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ وَعُلَمَاءِ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ وَالْأَشَاعِرَةِ وَالْمَالِكِيَّةِ وَالْمُفَسِّرِيْنَ وَغَيْرِهِمْ، وَلَيْسَ ذِكْرُهُ هٰهُنَا بِالتَّمَامِ مِنْ مُرَادِنَا، فَنُؤْمِنُ

نافع نے کہا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے اللہ کے ہاتھ کے بارے میں پوچھا کہ وہ ایک ہے یا دو؟ تو آپ نے کہا: ''دو ہیں۔''

اور سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا: ''سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا، پھر اسے دائیں ہاتھ میں پکڑا، اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔'' [تفسیر الطبری: ۲۹/۱۱] اور اس باب میں بے شمار نصوص ہیں۔

شیخ محمد بن ناصر حازمی نے اپنے رسالے میں علوِ باری اور اللہ تعالیٰ کے آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہونے کے مسئلے میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین، ائمہ حدیث، ائمہ اربعہ اور علمائے شافعیہ وحنفیہ ومالکیہ واشاعرہ، اور مفسرین وغیرہ سے جو کچھ وارد ہے اسے جمع کر دیا ہے۔ اور ان سب کو یہاں ذکر کرنا میرا مقصد نہیں ہے، بس ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور صفت کو ثابت کرتے ہیں بغیر کسی تحدید وتشبیہ کے، اگرچہ بعض جاہل کوتاہ نظروں کے کان اسے سننے کو پسند نہ کرتے ہوں اور متکلمین معطلہ

بِذَٰلِکَ، وَنُثْبِتُ الصِّفَةَ مِنْ غَيْرِ تَحْدِيْدٍ وَلَا تَشْبِيْهٍ، وَإِنْ نَبَأَتْ عَنْهَا سَمَاعُ بَعْضِ الْجَاهِلِيْنَ الْمُقَصِّرِيْنَ، وَاسْتَوْحَشَتْ مِنْهَا نُفُوْسُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ الْمُعَطِّلِيْنَ۔

کے دل اس سے متنفر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ وجہ کا اثبات:

وَمِمَّا صَحَّ بِهِ النَّقْلُ مِنَ الصِّفَاتِ:"اَلْوَجْهُ" ۔ قَالَ تَعَالَى: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص:۸۸]

جو صفات صحیح نصوص سے منقول ہیں انھیں میں سے ایک ’’وجہ‘‘ یعنی چہرہ بھی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ’’ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے۔‘‘

صفتِ نزول:

وَفِيْ الْبَابِ آيَاتٌ وَأَحَادِيْثُ مِنْهَا: ’’إِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ‘‘۔

اور اس باب میں بہت سی آیات و احادیث ہیں، انہیں میں سے یہ حدیث بھی ہے: ’’بے شک اللہ تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔‘‘ [صحیح البخاری: ۱۱۵۴]

وَحَدِيْثُ النُّزُوْلِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ،

اور حدیثِ نزول کو علی بن ابی طالب، ابن مسعود، جبیر بن مطعم، جابر بن عبداللہ، ابوسعید

وَجُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، وَخَلْقٌ سِوَاهُمْ۔

خدری رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

وَمَنْ قَالَ: يَخْلُو الْعَرْشُ عِنْدَ النُّزُوْلِ، أَوْ لَا يَخْلُو، فَقَدْ أَتَى بِقَوْلٍ مُبْتَدَعٍ، وَرَأْيٍ مُخْتَرَعٍ۔

اور جو یہ کہتا ہے کہ نزول کے وقت عرش خالی ہو جاتا ہے، یا خالی نہیں ہوتا ہے تو یہ ایک بدعتی قول اور اس کی اپنی اختراع ہے۔

صفتِ فرح:

وُكُلُّ مَا وَصَفَ بِهِ الرَّسُوْلُ رَبَّهُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الصِّحَاحِ، الَّتِيْ تَلَقَّاهَا أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْقَبُوْلِ، وَجَبَ الْإِيْمَانُ بِهِ كَقَوْلِهِ ﷺ: ”لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِرَاحِلَتِهِ“ متفق عليه۔

صحیح حدیثوں میں رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے رب کو جن صفات سے متصف کیا ہے ان پر ایمان لانا واجب ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”البتہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے اپنے بندے کی توبہ سے بہ نسبت اس شخص کی خوشی کے جس کی سواری گم ہونے کے بعد مل گئی ہو۔“

صفتِ ضحک:

وَقَوْلُهُ: ”يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فَيَدْخُلَانِ

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”اللہ عزوجل ہنستا ہے دو شخصوں کو دیکھ کر، ایک نے دوسرے کو قتل

الْجَنَّةَ“ رواه الشيخان۔

کیا، پھر دونوں جنت میں گئے۔“ اسے امام بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔
[صحیح البخاری:۲۶۲۸،صحیح مسلم:۱۸۹۰]

صفتِ قدم اور رجل کا اثبات:

وَقَوْلُهُ: ”حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ“ متفق عليه۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”یہاں تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔“ [صحیح البخاری:۶۱۶۶،صحیح مسلم:۲۸۴۸]

صفتِ نداء وصوت:

وَقَوْلُهُ: ”فَيُنَادِيْ بِصَوْتٍ“ رواه البخاري ومسلم۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”پھر بآوازِ بلند ندا کرے گا۔“ [صحیح البخاری:۴۷۸۳،صحیح مسلم:۲۲۲]

اللہ تعالیٰ کا نمازی کے سامنے ہونا:

وَقَوْلُهُ: ”فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ“ متفق عليه۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”نمازی اپنے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ اللہ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے۔“ [صحیح البخاری:۱/ ۱۱۲،صحیح مسلم:۵۰]

اسمائے حسنیٰ:

إِلَى أَمْثَالِ هَذِهِ الْأَحَادِيْثِ، الَّتِيْ يُخْبِرُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ

اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے بارے میں

رَبِّهِ فِيْمَا يُخْبِرُ بِهِ۔

خبر دیتے ہیں۔

فرقۂ ناجیہ:

فَإِنَّ الْفِرْقَةَ النَّاجِيَةَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، يُؤْمِنُوْنَ بِهِ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْفٍ، وَلَا تَعْطِيْلٍ، وَلَا تَكْيِيْفٍ، وَلَا تَمْثِيْلٍ، وَهَؤُلَاءِ هُمُ الْوَسَطُ فِيْ فِرَقِ الْأُمَّةِ، كَمَا أَنَّ الْأُمَّةَ الْمَرْحُوْمَةَ هِيَ الْوَسَطُ فِيْ الْأُمَمِ، فَهُمْ وَسَطُ الْأُمَّةِ فِيْ بَابِ الصِّفَاتِ بَيْنَ أَهْلِ التَّعْطِيْلِ الْجَهْمِيَّةِ، وَأَهْلِ التَّمْثِيْلِ الْمُشَبِّهَةِ، كَمَا أَنَّهُمْ وَسَطٌ فِيْ بَابِ أَفْعَالِهِ تَعَالىٰ بَيْنَ الْحَرُوْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ، وَفِيْ بَابِ أَسْمَاءِ الْإِيْمَانِ وَالدِّيْنِ بَيْنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْمُرْجِئَةِ۔ وَفِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الرَّافِضَةِ وَالْخَوَارِجِ۔

فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت والجماعت ہیں، جو اس پر ایمان لاتے ہیں بلا کسی تحریف و تعطیل اور تکییف و تمثیل کے، اور یہ لوگ امتِ مسلمہ کے فرقوں میں اسی طرح وسط میں ہیں جیسے یہ امتِ مرحومہ دیگر امتوں میں وسط میں ہے۔ یہ صفات کے باب میں وسطِ امت ہیں اہلِ تعطیل جہمیہ اور اہلِ تمثیل مشبہہ کے درمیان، جس طرح یہ افعالِ باری تعالیٰ کے باب میں وسطِ امت ہیں حروریہ اور قدریہ کے درمیان، اور جس طرح یہ وسطِ امت ہیں دین و ایمان کے باب میں معتزلہ اور مرجئہ کے درمیان۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں رافضہ اور خوارج کے درمیان ہیں۔

بعض صفات کا بیان

صفتِ نفس:

وَمِمَّا نَطَقَ بِهَا الْقُرْآنُ، وَصَحَّ بِهَا النَّقْلُ مِنَ الصِّفَاتِ: "اَلنَّفْسُ".

جن صفات کے بارے میں قرآن میں منقول ہے اور صحیح دلیلوں سے ثابت ہے ان میں ایک صفتِ نفس بھی ہے۔

قَالَ تَعَالَى: ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ [المائدۃ:۱۱۶]

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فرمایا: ''تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ ٱلرَّحْمَةَ﴾ [الانعام:۱۲]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اس نے اپنے نفس پر رحمت کو واجب کرلیا ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَٱصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ [طٰہٰ:۲۱]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمالیا۔''

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ"

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا

ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔'' [صحیح البخاری: ۷۴۰۵، صحیح مسلم: ۲۶۷۵]

إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَدِلَّةِ۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی دلیلیں ہیں۔

وَ ''قُلُوْبُ الْعِبَادِ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ'' وَيُوْعِيْهَا مَا أَرَادَ۔

''بندوں کے دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ انھیں پلٹتا ہے جیسے چاہتا ہے۔'' [صحیح مسلم: ۲۶۵۴] اور جمع کر کے رکھتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا قَالَ: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ وَٱلْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ [الفجر: ۲۲]

اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آئے گا، جیسا کہ فرمایا: ''اور تمہارا رب آئے گا اور فرشتے صف بنا کر۔''

وَأَنَّ اللّٰهَ يَقْرُبُ مِنْ خَلْقِهِ، كَيْفَ شَاءَ، كَمَا قَالَ: ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ﴾ [ق: ۱۶]

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے جیسے چاہتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ''اور ہم اس کے قریب ہیں اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ۔''

وَمِنْ صِفَاتِهِ سُبْحَانَهُ: اَلْيَدُ وَالْيَمِيْنُ وَالْكَفُّ وَالْإِصْبَعُ وَالشِّمَالُ وَالْقَدَمُ وَالرِّجْلُ وَالْوَجْهُ وَالنَّفْسُ وَالْعَيْنُ وَالنُّزُوْلُ وَالْإِتْيَانُ وَالْمَجِيْئُ

اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہاتھ، دایاں، ہتھیلی، انگلی، بایاں، قدم، پاؤں، چہرہ، نفس اور آنکھ ہے۔ انہیں صفات میں سے نزول، اتیان، مجیء، کلام، قول، پنڈلی، کمر، پہلو[1]،

[1] یہ اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے، اور قرآن مجید کے جن الفاظ میں ﴿فِي جَنۢبِ ٱللَّهِ﴾ [الزمر: ۵۶] سے اسے کشید کیا جاتا ہے اس سے مراد اللہ کی اطاعت اور امر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: ۶/ ۳۹۴)۔

وَالْكَلَامُ وَالْقَوْلُ وَالسَّاقُ وَالْحَقْوُ وَالْجَنْبُ وَالْفَوْقُ وَالْاِسْتِوَاءُ وَالْقُوَّةُ وَالْقُرْبُ وَالْبُعْدُ وَالضِّحْكُ وَالتَّعَجُّبُ وَالْحُبُّ وَالْكَرَاهَةُ، وَالْمَقْتُ وَالرِّضَا وَالْغَضَبُ وَالسَّخَطُ وَالْعِلْمُ وَالْحَيَاةُ وَالْقُدْرَةُ وَالْإِرَادَةُ وَالْمَشِيْئَةُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْفَوْقُ وَالْمَعِيَّةُ وَالْفَرَحُ، إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ.

فَأَدِلَّةُ ذَلِكَ مَذْكُوْرَةٌ فِيْهِمَا۔

فوقیت، استواء، قوت، قربت، دوری، ہنسنا، تعجب کرنا، محبت کرنا، ناپسند کرنا، ناخوش ہونا بھی ہے۔ انہیں صفات میں سے رضا، غضب، ناراضی، علم، حیات، قدرت، ارادہ، مشیئت، فوقیت، معیت اور فرح وسرور وغیرہ ہے جن کا ذکر کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے۔ ان سب کی دلیلیں ان میں مذکور ہیں۔

فَكُلُّ هَذِهِ الصِّفَاتِ، تُسَاقُ مَسَاقًا وَّاحِدًا، وَيَجِبُ الْإِيْمَانُ بِهَا عَلَى أَنَّهَا صِفَاتٌ حَقِيْقِيَّةٌ، لَا تُشْبِهُ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِيْنَ، وَلَا يُمَثَّلُ، وَلَا يُعَطَّلُ، وَلَا يُرَدُّ، وَلَا يُجْحَدُ، وَلَا يُؤَوَّلُ بِتَأْوِيْلٍ يُّخَالِفُ ظَاهِرَهُ۔

ان ساری صفات کے ساتھ ایک ہی طرح کا برتاؤ کیا جائے گا اور ان سب پر ایمان لانا واجب ہے بایں طور کہ یہ سب حقیقی صفات ہیں، انھیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ نہیں دی جائے گی، نہ ہی ان کی تمثیل پیش کی جائے گی، نہ ہی انھیں معطل کیا جائے، نہ ہی انھیں ردّ کیا جائے گا، نہ ہی ان کا انکار کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی ایسی تاویل کی جائے گی جو اس کے ظاہری معنی کے خلاف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام

وَمِنْ مَذْهَبِ أَهْلِ الْحَقِّ، وَمِمَّا اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ التَّوْحِيْدِ وَالصِّدْقِ، أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا، بِكَلَامٍ مَسْمُوْعٍ مَفْهُوْمٍ، مَكْتُوْبٍ، قَالَ تَعَالَى: ﴿وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكۡلِيمٗا﴾ [النساء:۱۶۴]

مذہب اہلِ حق یہی ہے اور اہلِ توحید وصدق جس پر متفق ہیں کہ اللہ برابر کلام کرتا ہے، ایسے کلام کے ساتھ جو سنا جا سکے، اسے سمجھا جا سکے اور جسے لکھا جا سکے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا، خود کلام کرنا۔“

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ“ الحديث رَوَاهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ عَنْهُ ﷺ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام کرے گا بایں طور کہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا۔“ [صحیح البخاری: ۶۵۳۹] اسے سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ -يَعْنِيْ أَبَاهُ- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”يَا جَابِرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ لِأَبِيْكَ؟“ قَالَ: بَلَى، قَالَ: ”مَا

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جابر! کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتلا دوں جو اللہ نے تمہارے والد سے کہی ہے؟“ عرض کی: جی بالکل، تو آپ ﷺ

كَلَّمَ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا" الحديث۔

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر ایک سے پردے کی آڑ میں کلام کرتا ہے، مگر تمہارے والد سے سامنے بات کی ہے۔'' [سنن الترمذی: ۳۰۱۰]

وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَ وَحْيُهُ وَتَنْزِيْلُهُ، وَالْمَسْمُوْعُ مِنَ الْقَارِيْءِ كَلَامُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ﴾ [التوبۃ: ۶]

قرآن اللہ کا کلام، اس کی وحی اور اس کی طرف سے نازل کردہ ہے، تلاوت کرنے والوں کی طرف سے سنا جانے والا کلام اللہ کا کلام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔''

وَإِنَّمَا سَمِعَهُ مِنَ الْقَارِيْءِ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُواْ كَلَٰمَ ٱللَّهِ﴾ [الفتح: ۱۵]

یقینا اس نے تلاوت کرنے والے سے سنا ہے۔ مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔''

وَقَالَ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ﴾ [الحجر: ۹]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

وَقَالَ: ﴿وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ [الشعراء: ۱۹۲-۱۹۴]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور بے شک یہ یقینا رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ جسے امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔ تیرے دل پر۔''

وَهُوَ مَحْفُوْظٌ فِيْ الصُّدُوْرِ، كَمَا

اور وہ سینوں میں محفوظ ہے، جیسا کہ ارشادِ باری

قَالَ: ﴿بَلْ هُوَ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ فِى صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ﴾ [العنکبوت:۴۹]

تعالیٰ ہے: ''بلکہ یہ تو واضح آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنھیں علم دیا گیا ہے۔''

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِسْتَذْكِرُوْا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقْلِهَا"۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ قرآن یاد کرتے رہو، کیونکہ وہ لوگوں کے سینوں سے رسّی سے کھل جانے والے اونٹ سے بھی زیادہ جلدی نکل جاتا ہے۔'' [صحیح البخاری:۶/ ۲۳۸]

وَهُوَ مَكْتُوْبٌ فِيْ الْمَصَاحِفِ، مَنْظُوْرٌ بِالْأَعْيُنِ، قَالَ تَعَالَى: ﴿وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ ۝٢ فِى رَقٍّ مَّنشُورٍ﴾ [الطور:۲-۳]

اور وہ مصاحف میں لکھا ہوا ہے، آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ایک کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے۔ ایسے ورق میں جو کھلا ہوا ہے۔''

وَقَالَ: ﴿إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ۝٧٧ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ۝٧٨ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعۃ:۷۷-۷۹]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بلاشبہ یہ یقینا ایک باعزت پڑھی جانے والی چیز ہے۔ ایک ایسی کتاب میں جو چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ اسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا مگر جو بہت پاک کیے ہوئے ہیں۔''

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: "نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کو سفر میں دشمن کے ملک

أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ".

میں لے جانے سے منع کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

[صحیح البخاری: ۲۹۹۰، صحیح مسلم: ۱۸۶۹]

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ: "مَا أُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ حَتَّى أَنْظُرَ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ -يَعْنِيْ الْقِرَاءَةَ فِيْ الْمُصْحَفِ-"

اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھ پر ایک دن اور رات گزر جائے اور میں کلام اللہ کو نہ دیکھوں، یعنی مصحف کو نہ پڑھوں۔ [السنۃ لعبداللہ بن أحمد بن حنبل: ۲۱]

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: "كَانَ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ يَأْخُذُ الْمُصْحَفَ وَيَقُوْلُ: كَلَامُ رَبِّيْ" .

اور عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ عکرمہ بن ابی جہل مصحف کو لے کر کہتے: ''یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' [السنۃ لعبداللہ بن أحمد بن حنبل: ۲۰]

''مِنْهُ بَدَأَ، وَ إِلَيْهِ يَعُوْدُ'' کا معنی ومفہوم:

وَأَجْمَعَ أَئِمَّةُ السَّلَفِ الْمُقْتَدَى بِهِمْ مِنَ الْخَلَفِ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ:"اَلْقُرْآنُ لَيْسَ بِمَخْلُوْقٍ وَلٰكِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ، مِنْهُ بَدَأَ، وَإِلَيْهِ يَعُوْدُ".

سلف اور خلف سارے ائمہ کا اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن مخلوق نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسی سے آغاز ہوا اور اسی کی طرف واپس جائے گا۔

وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ

اسی طرح ابن مسعود، ابن عباس، عمرو بن دینار، سفیان ابن عیینہ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ نیز

وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ۔ وَأَنَّ اللّٰهَ تَكَلَّمَ بِهِ حَقِيْقَةً، وَأَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ حَقِيْقَةً، لَا كَلَامَ غَيْرِهِ.

یہ کہ قرآن کے ساتھ اللہ نے حقیقی طور پر کلام کیا ہے اور یہ قرآن جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اللہ کا حقیقی کلام ہے، کسی دوسرے کا کلام نہیں ہے۔

وَلَا يَجُوْزُ إِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ حِكَايَةٌ عَنْ كَلَامِ اللّٰهِ، أَوْ عِبَارَةٌ عَنْهُ، بَلْ إِذَا قَرَأَهُ النَّاسُ، أَوْ كَتَبُوْهُ بِالْمَصَاحِفِ، لَمْ يَخْرُجْ بِذَلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ حَقِيْقَةً، فَإِنَّ الْكَلَامَ إِنَّمَا يُضَافُ إِلَى مَنْ قَالَهُ مُبْتَدِئًا لَا إِلَى مَنْ قَالَهُ مُبَلِّغًا مُؤَدِّيًا۔

مطلق طور پر یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ قرآن اللہ کے کلام کی حکایت ہے، یا اس کی تعبیر ہے، بلکہ لوگ جب اسے پڑھتے ہیں یا اسے مصاحف میں لکھتے ہیں تو یہ حقیقت میں اللہ کا کلام ہی ہوتا ہے، کیونکہ کسی کلام کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے جس نے اسے آغاز میں کہا ہوتا ہے نہ کہ اس کی طرف جو اس کا مبلغ اور آگے پہنچانے والا ہو۔

فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوْقٌ فَهُوَ جَهْمِيٌّ كَافِرٌ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ وَوَقَفَ وَلَمْ يَقُلْ لَيْسَ بِمَخْلُوْقٍ فَهُوَ أَخْبَثُ مِنَ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ أَلْفَاظَنَا وَتِلَاوَتَنَا لَهُ مَخْلُوْقَةٌ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ فَهُوَ جَهْمِيٌّ۔ وَقَدْ كَلَّمَ

چنانچہ جس نے یہ کہا کہ قرآن مخلوق ہے وہ جہمی کافر ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ یہ کلام اللہ ہے، پھر اسی پر توقف اختیار کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ غیر مخلوق ہے تو یہ پہلے قول سے بھی زیادہ خبیث ہوگا، اور جس نے یہ گمان کیا کہ ہمارے الفاظ اور تلاوت سب مخلوق ہیں اور قرآن کلام اللہ ہے تو وہ جہمی ہے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا جو

اللّٰهُ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَكْلِيمًا مِنْهُ إِلَيْهِ، وَنَاوَلَهُ التَّوْرَاةَ مِنْ يَدِهِ إِلَى يَدِهِ، وَلَمْ يَزَلْ عَزَّ وَجَلَّ مُتَكَلِّمًا۔

وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ، حُرُوْفُهُ وَمَعَانِيْهِ، لَيْسَ كَلَامُهُ الْحُرُوْفَ دُوْنَ الْمَعَانِيّ، وَلَا الْمَعَانِيَّ دُوْنَ الْحُرُوْفِ۔

وَاحْتَجَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَلَّمَ مُوْسَى، فَكَانَ الْكَلَامُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْاِسْتِمَاعُ مِنْ مُوْسَى، وَبِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَٰكِنْ حَقَّ ٱلْقَوْلُ مِنِّي﴾ [السجدة:۱۳]

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِنَّكُمْ لَنْ تَتَقَرَّبُوْا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِأَفْضَلِ مِمَّا خَرَجَ“ يَعْنِيْ: الْقُرْآنَ۔

اسی کی طرف سے تھا، اور انھیں تورات دی اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں، اور اللہ تعالیٰ برابر کلام کرنے والا ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، اس کے حروف اور معانی سب۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ صرف حروف ہے معانی نہیں، اور ایسا بھی نہیں ہے کہ صرف معانی ہیں حروف نہیں۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو وہ کلام اللہ کی طرف سے تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے صرف سنا تھا، اسی طرح اللہ کے اس قول سے دلیل لی: ”اور لیکن میری طرف سے بات پکی ہو چکی۔“

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ اللہ عزوجل سے (کسی چیز سے) اتنا قریب نہیں ہوتے جتنا اس چیز سے جو اس کی ذات سے نکلی ہے۔“ آپ اس قول سے قرآن مراد لیتے تھے۔ [سنن الترمذی: ۲۹۱۲]

حروف واصوات کا بیان

وَنَعْتَقِدُ أَنَّ الْحُرُوْفَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَالْأَصْوَاتَ الْمَسْمُوْعَةَ، عَيْنُ كَلَامِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ تَعَالَى: ﴿الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ﴾ [البقرة:١-٢] وَقَالَ: ﴿الٓمٓصٓ﴾ [الاعراف:١] وَ ﴿الٓرٰ﴾ [یونس:١] وَ ﴿الٓمّٓرٰ﴾ [الرعد:١] وَ ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾ [مريم:١] وَ ﴿حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ﴾ [الشورى:١-٢]

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ لکھے ہوئے حروف اور سنے گئے اصوات عین کلام اللہ ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”الم، وہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں ہے۔“ مزید فرمایا: ”المص۔“ مزید فرمایا: ”الر۔“ مزید فرمایا: ”کھیعص۔“ مزید فرمایا: ”حم، عسق۔“

فَمَنْ لَمْ يَقُلْ إِنَّ هَذِهِ الْأَحْرُفَ كَلَامُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَدْ مَرَقَ مِنَ الدِّيْنِ، وَخَرَجَ عَنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَمَنْ أَنْكَرَ أَنْ تَكُوْنَ حُرُوْفًا، فَقَدْ كَابَرَ الْعَيَانَ، وَأَتَى بِالْبُهْتَانِ۔

سو جو یہ نہ کہے کہ حروف اللہ کا کلام ہیں تو وہ دین سے نکل جائے گا، اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جائے گا، اور جو اس کے حروف ہونے کا انکار کرے تو وہ حقائق کے ساتھ ہٹ دھرمی کرنے والا اور بہتان لگانے والا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَهُ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے گا اسے دس نیکیاں ملیں گی۔“ اسے

عَشْرُ حَسَنَاتٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَرَوَاهُ غَيْرُهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَفِيْهِ: "أَمَا إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ: ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيْمٌ حَرْفٌ".

ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے، اور آپ کے سوا بھی کئی ائمہ نے روایت کیا ہے، جس میں مزید یہ اضافہ بھی ہے: "میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔"

[سنن الترمذی: ۲۹۱۲]

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: "كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ۔

اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت میں ایک ایک حرف واضح ہوتا تھا۔ اسے ابوداود، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

[سنن الترمذی: ۲۳۲۹، سنن أبی داود: ۴۰۰۱]

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَقْرَأُ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "كِتَابُ اللّٰهِ وَاحِدٌ، وَفِيْكُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ، اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ، قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ أَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، يُقِيْمُوْنَ حُرُوْفَهُ، كَمَا يُقَامُ السَّهْمُ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيْهِمْ،

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "الحمد للہ! کتاب اللہ ایک ہے اور تم (پڑھنے والوں) میں سرخ، سفید اور کالے سبھی لوگ ہیں۔ اسے پڑھے جاؤ، اس سے قبل کہ وہ لوگ آجائیں جو اس کی قراءت کریں گے، اس کے حروف کو ایسے سیدھا کریں گے جیسے

يَتَعَجَّلُوْنَ أَجْرَهُ، وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَهُ" رَوَاهُ الْآجُرِّيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ۔

تیر سیدھا کیا جاتا ہے، وہ ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، اور اس کا اجر جلد ہی (دنیا میں) لینا چاہیں گے، اسے (آخرت تک) موخر نہ کریں گے۔" اسے امام آجری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ [شرح السنۃ للبغوی: ۷/۱۶۶]

وَرُوِيَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَا: إِعْرَابُ الْقُرْآنِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ حِفْظِ بَعْضِ حُرُوْفِهِ۔

ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کا اعراب ہمارے نزدیک اس کے بعض حروف کے یاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

وَرُوِيَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فِيْ "فضائل القرآن" بِإِسْنَادِهِ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ عَنِ الْجُنُبِ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ قَالَ: "لَا، وَلَا حَرْفًا" ۔

اور ابو عبید نے فضائل قرآن میں اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا جنبی شخص قرآن پڑھ سکتا ہے؟ تو کہا کہ نہیں، ایک حرف بھی نہیں۔ [مسند أحمد: ۱/۱۱۰]

وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَزَادَ: "مَنْ قَالَ لَا أُؤْمِنُ بِهَذِهِ اللَّامِ فَقَدْ كَفَرَ" وَقَالَ أَيْضًا: "مَنْ حَلَفَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، فَعَلَيْهِ بِكُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا يَمِيْنٌ" ۔

اسی طرح ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے، اور یہ اضافہ بھی ہے کہ جس نے کہا کہ میں اس لام پر ایمان نہیں رکھتا تو اس نے کفر کیا۔ اور مزید کہا کہ اگر کوئی سورہ بقرہ کی قسم کھالے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہر حرف کے بدلے قسم کا کفارہ دے۔

وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ: قَرَأَ

طلحہ بن مصرف نے کہا کہ ایک شخص نے

رَجُلٌ عَلَى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ الْقُرْآنَ، فَتَرَکَ وَاوًا فَقَالَ: لَقَدْ تَرَكْتَ حَرْفًا أَعْظَمَ مِنْ أُحُدٍ".

معاذ رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا اور واوٴ چھوڑ دیا تو اس پر آپ نے کہا کہ تم نے ایسا حرف ترک کر دیا ہے جو احد پہاڑ سے بھی زیادہ عظیم ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصرِيُّ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ مُبَٰرَكٞ لِّيَدَّبَّرُوٓاْ ءَايَٰتِهِۦ﴾ [ص:٢٩]، وَمَا تَدَبَّرَ آيَاتِهِ إِلَّا أَتْبَاعُهُ، أَمَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِحِفْظِ حُرُوْفِهِ وَإِضَاعَةِ حُدُوْدِهِ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَقُوْلُ: لَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ، فَمَا أَسْقَطْتُّ مِنْهُ حَرْفًا وَقَدْ أَسْقَطَهُ وَاللّٰهِ كُلَّهُ۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور وفکر کریں۔'' صرف وہی اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں گے جو اس کی اتباع کرنے والے ہیں۔ جس نے قرآن کے الفاظ حفظ کر لیے اور قرآن پر عمل نہیں کیا اس نے قرآن میں تدبر وغور بھی نہیں کیا۔ لوگ کہتے ہیں: ہم نے پورا قرآن پڑھ لیا کوئی حرف نہیں چھوڑا۔ اللہ کی قسم! اس نے سب کچھ چھوڑ دیا۔

صفتِ صوت (آواز) کا بیان

وَأَمَّا الصَّوْتُ، فَقَدْ وَرَدَ فِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ مَرْفُوْعًا فِيْ حَدِيْثِ الْحَشْرِ: "فَيُنَادِيْهِمْ سُبْحَانَهُ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ، كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ" الحديث۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَاسْتَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ۔

اور جہاں تک صوت (آواز) کا تعلق ہے تو اس میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے حدیثِ حشر میں مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ایسی آواز کے ساتھ پکارے گا جسے دور والا بھی اسی طرح سنے گا جس طرح قریب والا سنتا ہے۔ [فتح الباری: ۱۳/ ۴۵۳] اسے امام احمد اور ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے استشہاد کیا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ، سَمِعَ صَوْتَهُ أَهْلُ السَّمَاءِ كَسِلْسِلَةٍ عَلَى صَفْوَانٍ، فَيَخِرُّوْنَ سُجَّدًا" الحديث۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جب وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو آسمان والے پتھر پر زنجیر مارنے جیسی اس کی آواز سنتے ہیں اور سجدے میں گر جاتے ہیں۔"

[سنن أبي داود: ۴۷۳۸]

وَقَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّ الْحُرُوْفَ وَالْأَصْوَاتَ لَا يَكُوْنُ إِلَّا مِنْ مَخَارِجَ بَاطِلٌ وَمَحَالٌ۔ قَالَ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ

اور جو یہ کہتا ہے کہ حروف و اصوات بغیر مخارج کے ادا نہیں ہو سکتے تو یہ باطل اور محال ہے۔ ارشاد فرمایا: "جس دن ہم جہنم سے کہیں گے: کیا

نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ ٱمۡتَلَأۡتِ وَتَقُولُ هَلۡ مِن مَّزِيدٍ﴾ [ق:۳۰]

تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی: کیا کچھ مزید ہے؟“

وَكَذَا قَوْلُهُ إِخْبَارًا عَنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنَّهُمَا: ﴿قَالَتَآ أَتَيۡنَا طَآئِعِينَ﴾ [فصلت:۱۱] فَجَعَلَ الْقَوْلَ لَا مِنْ مَخَارِجَ، وَلَا أَدَوَاتٍ.

اسی طرح زمین وآسمان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا: ”دونوں نے کہا کہ ہم مطیع ہو کر آرہے ہیں۔“ اس طرح یہاں صوت کا ثبوت ہے بغیر مخارج اور بغیر آلات کے۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَلَّمَتْهُ الذِّرَاعُ الْمَسْمُوْمَةُ، وَأَنَّهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ الْحَجَرُ، وَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ الشَّجَرَةُ۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے ایک زہر آلود بکری کی دستی نے کلام کیا تھا، اور یہ کہ آپ ﷺ کو پتھر سلام کرتا تھا اور درخت بھی آپ ﷺ کو سلام کہتا تھا۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ هُوَ كِتَابُهُ الْمُبِيْنُ، وَحَبْلُهُ الْمَتِيْنُ، أَنْزَلَهُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ، وَهُوَ سُوَرٌ، وَآيَاتٌ، وَأَصْوَاتٌ، وَحُرُوْفٌ، وَكَلِمَاتٌ، لَهُ أَوَّلُ وَآخِرُ، مَتْلُوٌّ بِالْأَلْسِنَةِ، مَحْفُوْظٌ فِيْ الصُّدُوْرِ، مَكْتُوْبٌ فِيْ الْمَصَاحِفِ، مَسْمُوْعٌ بِالْآذَانِ۔

یاد رہے کہ قرآن عظیم اسی کی واضح کتاب اور اسی کی مضبوط رسی ہے جسے اس نے سید المرسلین پر واضح عربی زبان میں نازل کیا، جو سورتوں، آیتوں، اصوات، حروف اور کلمات سے عبارت ہے، جس کا اول بھی ہے اور آخر بھی، جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے، جو سینوں میں محفوظ ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور جسے کانوں سے سنا جاتا ہے۔

قَالَ تَعَالَى: ﴿بَلۡ هُوَ ءَايَٰتُۢ بَيِّنَٰتٌ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”بلکہ یہ تو واضح آیات ہیں

﴿فِي صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْعِلْمَ﴾ [العنکبوت:۴۹]

ان لوگوں کے سینوں میں جنھیں علم دیا گیا ہے۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُل لَّوْ كَانَ ٱلْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَٰتِ رَبِّى لَنَفِدَ ٱلْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَٰتُ رَبِّى﴾ [الکہف:۱۰۹]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "کہہ دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی بن جائے تو یقیناً سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ۝٧٧ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ﴾ [الواقعۃ:۷۷-۷۸]

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بلاشبہہ یہ یقیناً ایک باعزت پڑھی جانے والی چیز ہے۔ (۷۷) ایک ایسی کتاب میں جو چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔"

وَالْقُرْآنُ هُوَ هَذَا الْكِتَابُ الْعَرَبِيُّ، الَّذِي قَالَ فِيهِ: ﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ وَلَا بِٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ [سبا:۳۱]

قرآن ہی وہ عربی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے ہے۔"

وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيهِ: ﴿إِنْ هَٰذَآ إِلَّا قَوْلُ ٱلْبَشَرِ﴾ [المدثر:۲۵] **فَتَوَعَّدَهُ اللّٰهُ بِإِصْلَائِهِ سَقَرَ.**

اور بعض کفار نے اس کے بارے میں کہا: "یہ انسان کے قول کے سوا کچھ نہیں۔" ایسے ہی شخص کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ڈالنے کی دھمکی دی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوْ شِعْرٌ، فَقَالَ تَعَالَى:﴿وَمَا عَلَّمْنَٰهُ ٱلشِّعْرَ وَمَا يَنۢبَغِى لَهُۥٓۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْءَانٌ مُّبِينٌ﴾[يس:٦٩]

اور بعض نے کہا کہ یہ شعر ہے تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ''اور ہم نے نہ اسے شعر سکھایا ہے اور نہ وہ اس کے لائق ہے۔ وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن کے سوا کچھ نہیں۔''

فَلَمَّا نَفَى سُبْحَانَهُ عَنْهُ الشِّعْرَ، وَأَثْبَتَهُ قُرْآنًا، لَمْ تَبْقَ شُبْهَةٌ لِذِيْ لُبٍّ فِيْ أَنَّ الْقُرْآنَ هُوَ هَذَا الْكِتَابُ الْعَرَبِيُّ الَّذِيْ عُلِمَ أَوَّلُهُ وَآخِرُهُ۔ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْقُرْآنَ اسْمٌ لِغَيْرِهِ دُوْنَهُ، بَانَ جَهْلُهُ وَحَمْقُهُ۔

لہٰذا جب اللہ نے اس کے شعر ہونے کی نفی کر دی اور اس کا قرآن ہونا ثابت کر دیا تو اب کسی بھی ذی عقل کے لیے یہ شبہہ نہیں رہ گیا کہ قرآن ہی وہ کتابِ عربی ہے جس کا اول اور آخر سب معلوم ہے۔ چنانچہ اب اگر کوئی یہ گمان کرے کہ قرآن اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کا نام ہے تو یقینا اس کی جہالت اور حماقت واضح ہے۔

قَالَ تَعَالَى:﴿وَإِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا۟ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ﴾[البقرة:٢٣]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اگر تم اس کے بارے میں کسی شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس کی مثل ایک سورت لے آؤ۔''

قَالَ تَعَالَى:﴿قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''کہہ دو اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگر چہ ان کا

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴾ [الاسراء: ۸۸] بعض بعض کا مددگار ہو۔"

وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَتَحَدَّاهُمْ بِالْإِتْيَانِ، بِمِثْلِ مَا لَا يُدْرَى مَا هُوَ، وَلَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ۔

اور یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ اللہ انھیں ایسی چیز لانے کی دھمکی دے جس کا انھیں پتا ہی نہ ہو اور جس کا معنی ہی وہ نہ سمجھیں۔

توحید کی تینوں قسمیں اور علم وقدرتِ الٰہی

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ خَالِقٌ لِجَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ، عَالِمٌ بِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ، مِنَ الْجُـزْئِيَّاتِ وَالْكُلِّيَّاتِ، قَادِرٌ عَلَى جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ، وَعَلَى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ، وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ، مُرِيْدٌ لِجَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ، سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ، لَا شِبْهَ لَهُ وَلَا مِثْلَ، وَلَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ، وَلَا شَرِيْكَ لَهُ فِيْ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ، وَلَا فِيْ اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ، وَلَا فِيْ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ وَالتَّدْبِيْرِ، وَلَا يَشْفِيْ مَرِيْضًا وَلَا يَرْزُقُ مَرْزُوْقًا وَلَا يَكْشِفُ ضُرًّا إِلَّا هُوَ.

اللہ ساری مخلوقات کا خالق ہے، جزئیات وکلیات ہر اعتبار سے تمام چیزوں کا جاننے والا ہے، تمام ممکنہ امور پر قدرت رکھتا ہے اور ان کی طرح پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ ہر چیز کا خالق اور عالم ہے، تمام کائنات کا ارادہ کرنے والا ہے، سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے، نہ اس کے کوئی مشابہ اور نہ کوئی مثیل ہے، نہ کوئی اس کا ضد اور ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے، نہ تو اس کے وجود میں اور نہ ہی استحقاقِ عبادت میں اور نہ ہی پیدا کرنے، حکم چلانے اور امور کی تدبیر کرنے میں، نہ تو اس کے سوا کوئی کسی مریض کو شفا دے سکتا ہے اور نہ ہی روزی دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی کی کوئی تکلیف دور کرسکتا ہے۔

وَلَا يَحِلُّ فِيْ غَيْرِهِ، وَلَا يَحِلُّ غَيْرُهُ فِيْهِ، وَلَا يَتَّحِدُّ غَيْرُهُ بِهِ، وَلَا يَقُوْمُ حَادِثٌ بِذَاتِهِ، وَلَا فِيْ ذَاتِهِ حُدُوْثٌ، وَإِنَّمَا الْحُدُوْثُ فِيْ تَعَلُّقِ

نہ وہ کسی کے اندر حلول کرتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اس کے اندر حلول کرتا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کے ساتھ متحد ہوسکتا ہے، اور نہ ہی کوئی حادث اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اور نہ

الصِّفَاتِ بِمُتَعَلِّقَاتِهَا۔

ہی اس کی ذات میں کوئی حدوث ہے، حدوث کا تعلق صفات کے متعلقات سے ہے۔

بَرِيْئٌ عَنِ التَّجَدُّدِ وَالْحُدُوْثِ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ، وَلَا يَصِحُّ عَلَيْهِ الْجَهْلُ، وَلَا الْكَذِبُ، وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ، كَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ، وَوَصَفَهُ بِهِ رَسُوْلُهُ۔

وہ تو ہر اعتبار سے تجدد اور حدوث سے بری ہے، اور نہ ہی اس پر جہالت اور جھوٹ صحیح ہے، وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خود اس سے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، اور اس کے رسول نے بھی اسی سے اسے متصف کیا ہے۔

وَلَا يَحْتَاجُ إِلَى شَيْئٍ فِيْ ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ، وَلَا حَاكِمَ عَلَيْهِ وَلَا حُكْمَ إِلَّا لَهُ، وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْئٌ بِإِيْجَابِ غَيْرِهِ۔

اور نہ ہی وہ اپنی ذات وصفات میں کسی کا محتاج ہے، اور نہ اس پر کوئی حاکم ہے، سارا حکم اسی کا ہے، دوسرے کے واجب کرنے سے اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی ہے۔

وَهُوَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَجَمِيْعُ أَفْعَالِهِ تَتَضَمَّنُ الْحِكْمَةَ، وَلَا قَبِيْحٌ مِنْهُ، وَلَا يُنْسَبُ فِيْ فِعْلِهِ إِلَى جَوْرٍ وَّظُلْمٍ۔

اور وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا، اس کے تمام افعال میں حکمت ہے، کوئی قبیح نہیں ہے، اس کے فعل کو جور وظلم کی طرف منسوب نہیں کریں گے۔

وَلَيْسَ لِلْعَقْلِ حُكْمٌ فِيْ حُسْنِ الْأَشْيَاءِ وَقُبْحِهَا، وَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى، وَالْمَثَلُ الْأَعْلَى، وَلَا حَاكِمَ سِوَاهُ، وَلَا مَعْبُوْدَ إِلَّا إِيَّاهُ.

اور چیزوں کے اچھے برے ہونے میں عقل فیصلہ نہیں کر سکتی، تمام اچھے نام اور عمدہ مثال اسی کے لیے ہیں، اس کے سوا کوئی حاکم نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی معبودِ برحق ہے۔

ایمان کا بیان

وَالْإِيْمَانُ قَوْلُ الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ، وَعَمَلُ الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَالْجَوَارِحِ، مُطَابِقًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالنِّيَّةِ لِقَوْلِهِ ﷺ: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى"۔

کتاب وسنت اور نیت کے مطابق ایمان قلب ولسان کا قول اور قلب ولسان اور اعضاء کا عمل ہے۔ نیت کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ قول ہے: ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔'' [صحیح البخاری: ۱/ ۲]

وَالْإِيْمَانُ يَزِيْدُ بِالطَّاعَةِ، وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَـٰنًا﴾ [التوبۃ: ۱۲۴]

اور اطاعت سے ایمان میں زیادتی اور معصیت سے اس میں کمی ہوتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ''پس جو لوگ ایمان لائے، سو ان کو تو اس نے ایمان میں زیادہ کر دیا۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لِيَزْدَادُوٓا۟ إِيمَـٰنًا مَّعَ إِيمَـٰنِهِمْ﴾ [الفتح: ۴]

مزید فرمایا: ''تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَزْدَادَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِيمَـٰنًا﴾ [المدثر: ۳۱]

مزید ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں زیادہ ہو جائیں۔''

وَفِي الْحَدِيْثِ: "اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى

اور حدیث میں وارد ہوا ہے: ''ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے اور سب سے کم تر راستے کی

عَنِ الطَّرِيْقِ''.

تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔''[صحیح مسلم:۵۷]

فَجُعِلَ الْقَوْلُ وَالْعَمَلُ جَمِيْعًا مِنَ الْإِيْمَانِ، وَمَعَ ذٰلِکَ لَا يُكَفَّرُ أَہْلُ الْقِبْلَةِ بِمُطْلَقِ الْمَعَاصِيْ وَالْكَبَائِرِ، كَمَا قَالَتِ الْخَوَارِجُ، بَلِ الْأُخُوَّةُ الْإِيْمَانِيَّةُ بَاقِيَةٌ مَعَ الْمَعَاصِيْ۔

اس حدیث میں قول وعمل دونوں کو ایمان ٹھہرایا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ معاصی اور کبائر کے ارتکاب پر اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے جیسا کہ خوارج کا عقیدہ ہے، بلکہ معاصی کے باوجود اخوتِ ایمانی باقی رہتی ہے۔

كَمَا قَالَ تَعَالىٰ فِيْ آيَةِ الْقِصَاصِ:﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ﴾[البقرۃ:۱۷۸]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ قصاص میں فرمایا ہے:''پھر جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی معاف کر دیا جائے تو معروف طریقے سے پیچھا کرنا اور اچھے طریقے سے اس کے پاس پہنچا دینا (لازم) ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى:﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَٰتِلُوا۟ ٱلَّتِى تَبْغِى حَتَّىٰ تَفِىٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا بِٱلْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ۝٩ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان

﴿أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات:۹-۱۰]

انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ مومن تو بھائی ہی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔''

ایمان کے بارے میں معتزلہ کے موقف کا ردّ:

وَلَا يُسْلَبُ مِنَ الْفَاسِقِ اسْمُ الْإِيْمَانِ الْمُطْلَقِ بِالْكُلِّيَّةِ، وَلَا يَخْلُدُ فِيْ النَّارِ، كَمَا قَالَتِ الْمُعْتَزِلَةُ۔ بَلْ لِلْفَاسِقِ الْمِلِّيِّ اسْمُ الْإِيْمَانِ، كَمَا فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ [النساء:۹۲]

فاسق سے مطلق ''ایمان'' کا نام سلب ہوتا ہے، نہ ہی وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا جیسا کہ معتزلہ کا اعتقاد ہے، بلکہ فاسق کے ساتھ بھی ایمان کا نام باقی رہتا ہے، جیسا کہ اللہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے: ''تو ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے۔''

وَقَدْ لَا يَدْخُلُ فِيْ اسْمِ الْإِيْمَانِ الْمُطْلَقِ كَمَا فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ [الانفال:۲]

اور کبھی وہ ایمان مطلق میں داخل نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد فرمایا: ''(اصل) مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔''

وَقَوْلِهِ ﷺ: ''لَا يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهو مُؤْمِنٌ،

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا ہے اور نہ چور چوری کرتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب

وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ" وَنَحْوِ ذَلِکَ۔

پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے۔" [صحیح البخاری: ۲۴۷۵] ان کے علاوہ بھی دوسری دلیلیں ہیں۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ نَاقِصُ الْإِيْمَانِ، أَوْ مُؤْمِنٌ بِالْإِيْمَانِ فَاسِقٌ بِالْكَبِيْرَةِ، فَلَا يُعْطَى الْاِسْمَ الْمُطْلَقَ، وَلَا يُسْلَبُ مُطْلَقَ الْاِسْمِ۔

سو وہ ناقص الایمان مومن ہے، یا مومن بالایمان اور فاسق بالکبیرہ ہے، چنانچہ اگر اسے مطلق مومن نہیں کہہ سکتے تو اس سے ایمان کا نام بھی نہیں چھین سکتے۔

فَلَا يُشْهَدُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ أَنَّهُ فِيْ النَّارِ، لِذَنْبٍ عَمِلَهُ، وَلَا لِكَبِيْرَةٍ أَتَاهَا، وَلَا تُخْرِجُهُ عَنِ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ ذَلِکَ فِيْ حَدِيْثٍ كَمَا جَاءَ۔ فَيُصَدِّقُهُ، وَيَقْبَلُهُ، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ كَمَا رُوِيَ، نَحْوُ تَرْكِ الصَّلَاةِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِکَ، أَوْ يَبْتَدِعُ بِدْعَةً، يَنْسِبُ صَاحِبَهَا إِلَى الْكُفْرِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَيَتَّبِعُ ذَلِکَ وَلَا يُجَاوِزُهُ۔

اسی لیے کسی اہلِ قبلہ پر کسی معمولی گناہ یا بڑے گناہ کے سبب خلودِ نار کا حکم لگایا جا سکتا ہے نہ اسے ہم کسی عمل کے سبب دائرۂ اسلام سے خارج کر سکتے ہیں الا یہ کہ کسی حدیث میں اسے کافر کہا گیا ہو اور اسے جان بوجھ کر کرتا ہو جیسے کہ نماز ترک کرے اور شراب نوشی کرے، یا اسی طرح کے کبائر کا ارتکاب کرے، یا ایسی بدعت ایجاد کرے جو اسے کفر تک پہنچا دے اور اسے دائرۂ اسلام سے خارج کر دے، پھر بھی اسی کی پیروی کرے اور اس سے تجاوز نہ کرے۔

ایمان واسلام کا بیان

وَالْإِيْمَانُ هُوَ الْإِسْلَامُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُواْ وَلَٰكِن قُولُوٓاْ أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات:۱۴]

ایمان ہی اسلام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”بدویوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے، آپ کہہ دیجیے کہ تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔“

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ“ فَهٰذَا حَقِيْقَةُ الْإِسْلَامِ۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے: ایک یہ کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، دوسرا نماز پڑھنا، تیسرا زکات دینا، چوتھا رمضان کے روزے رکھنا اور پانچواں بیت اللہ کا حج کرنا۔“ [صحیح مسلم:۲۰] اور یہی اسلام کی حقیقت ہے۔

وَأَمَّا الْإِيْمَانُ فَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ”أَنْ

اور جہاں تک ایمان کا تعلق ہے تو اس بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے

تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللّٰهِ" قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَقَدْ آمَنْتُ؟ قَالَ: "نعم"۔ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُمَا.

ایمان کے بارے میں سوال کرنے پر فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ آدمی اللہ پر، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اس بات پر کہ تقدیر کا خیر وشر اللہ کی طرف سے ہے، ایمان لائے۔'' جبریل علیہ السلام نے پوچھا: میں ان چیزوں پر ایمان لے آؤں گا تو کیا میں مومن بن جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' اسے مسلم، ابو داود وغیرہما نے روایت کیا ہے۔

[صحیح مسلم:۸، سنن اَبی داود:۴۶۹۵]

وَفِيْهِ مِنَ الْأَدِلَّةِ لَوِ اسْتَقْصَيْنَاهُ لَأَدَّى إِلَى الْإِمْلَالِ، وَفِيْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ "إِنِّيْ لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَوْ مُسْلِمًا" فَذَكَرَ ثَلَاثَةً وَأَجَابَهُ بِمِثْلِ ذَلِكَ۔

اس بارے میں دلائل اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر انھیں نقل کرنے لگیں تو اکتاہٹ محسوس ہونے لگے گی۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ میں اسے مومن سمجھتا ہوں تو اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اسے مسلم کہو، انھوں نے اسے تین بار ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تینوں بار جواب دیا۔

[صحیح مسلم:۱۵۰]

قَالَ الزُّهْرِيُّ: "فَنَرَى الْإِسْلَامَ

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ

الْكَلِمَةَ وَالْإِيْمَانَ الْعَمَلَ الصَّالِحَ"

قُلْتُ: فَعَلَى هَذَا قَدْ يَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَ الْإِيْمَانِ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا إِلَى الْكُفْرِ بِاللّٰهِ -تَعَالىٰ وَتَبَارَکَ- أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔

اسلام کلمہ ہے اور ایمان عمل صالح کا نام ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس بنیاد پر ایک شخص ایمان سے اسلام کی طرف نکل جاتا ہے، مگر وہ اسلام سے کفر باللہ ہی کی طرف نکلتا ہے، أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔

قضاوقدر کا بیان

وَيَجِبُ الْإِيْمَانُ بِالْقَدْرِ، خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، وَحُلْوِهِ وَمُرِّهِ، وَقَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ، أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى. لَيْسَ فِيْ الْعَالَمِ شَيْئٌ يَخْرُجُ عَنْ تَقْدِيْرِهِ، وَلَا يَصْدُرُ شَيْئٌ إِلَّا عَنْ تَدْبِيْرِهِ وَقَضَائِهِ، وَلَا مَحِيْدَ لِأَحَدٍ عَنِ الْقَدْرِ الْمَقْدُوْرِ، وَلَا يَتَجَاوَزُ مَا خُطَّ لَهُ فِيْ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ، وَلَا خَيْرَ وَلَا شَرَّ إِلَّا بِمَشِيْئَتِهِ۔

تقدیر پر اور اس کے خیر وشر، اس کی مٹھاس اور کڑواہٹ اور اس کے زیادہ اور تھوڑا ہونے سب پر ایمان لانا واجب ہے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ جہاں میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اللہ جل وعلا کی تقدیر سے باہر ہو، یا اس کی تقدیر کے بغیر صادر ہو، یا اس کی قضا کے بغیر جاری ہو۔ کسی بشر کو اس کی معین تقدیر سے مفر نہیں ہے۔ اس نے جو بھی خیر وشر لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے، کوئی اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ہر خیر وشر اسی کی مشیئت سے ہے۔

خَلَقَ مَنْ شَاءَ لِلسَّعَادَةِ، وَاسْتَعْمَلَهُ بِهَا فَضْلًا، وَخَلَقَ مَنْ أَرَادَ لِلشَّقَاوَةِ، وَاسْتَعْمَلَهُ بِهَا عَدْلًا، فَهُوَ سِرٌّ اِسْتَأْثَرَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِهِ، وَحَجَبَهُ عَنْ خَلْقِهِ: ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ﴾ [الانبیاء:۲۳]

اس نے جسے چاہا سعادت کے لیے بنا کر اس سے عمل صالح کرایا، یہ اس کا فضل ہے اور جسے چاہا شقاوت کے لیے بنا کر اسے گمراہ کیا، یہ اس کا عدل ہے۔ ہر ایک کو جس کام کے لیے بنایا ہے وہ شخص وہی کام کرتا ہے۔ یہ ایک راز ہے جسے اللہ نے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے اور بندوں سے چھپا رکھا ہے، فرمایا: ”وہ اپنے

کاموں کے لئے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں"۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ﴾ [الاعراف:١٧٩]

مزید فرمایا: "اور بلاشبہ یقینا ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں۔"

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ [السجدة:١٣]

مزید ارشاد فرمایا: "اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے اور لیکن میری طرف سے بات پکی ہو چکی کہ یقینا میں جہنم کو جنوں اور انسانوں، سب سے ضرور بھروں گا۔"

وَقَالَ: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٩]

مزید ارشاد فرمایا: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔"

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ".

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم عمل کرتے رہو ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے"۔

[صحیح البخاری:٦/٢١١، صحیح مسلم:٦]

خَلَقَ الْخَلَائِقَ وَأَفْعَالَهُمْ وَقَدَّرَ أَرْزَاقَهُمْ وَآجَالَهُمْ، يَهْدِيْ مَنْ

اللہ نے تمام مخلوق اور ان کے افعال کو پیدا کیا، ان کے رزق اور ان کی عمروں کو مقدر کیا، وہ

يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ، وَيُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ بِحِكْمَتِهِ.

اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اپنی حکمت سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

قَالَ تَعَالَى: ﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ﴾ [الانعام:۱۲۵]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تو وہ شخص جسے اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ، نہایت گھٹا ہوا کر دیتا ہے، گویا وہ مشکل سے آسمان میں چڑھ رہا ہے۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [الحدید:۲۲]

مزید ارشاد فرمایا: ''کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ تمھاری جانوں پر مگر وہ ایک کتاب میں ہے، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں، یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔''

وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَّجْعَلَ قَدَرَ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَقَضَاءَهُ حُجَّةً بَعْدَ الرُّسُلِ، وَنَعْلَمُ أَنَّ لِلّٰهِ الْحُجَّةَ عَلَيْنَا بِإِنْزَالِ الْكُتُبِ، وَبَعْثِهِ الرُّسُلَ، وَمَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَنَهَى إِلَّا لِمُسْتَطِيْعِ الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ، وَلَمْ

بعثتِ رسل کے بعد اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، اور ہمیں معلوم ہے کہ انزالِ کتب، بلکہ بعثتِ رسل اور ورودِ امر و نہی کے ساتھ اللہ ہی کی حجتِ بالغہ ہم پر قائم ہے، جسے فعل و ترک کی استطاعت ہے اسی کو امر و نہی کیا گیا ہے۔ اس نے کسی کو معصیت پر

يُجْبِرْ أَحَدًا عَلَى مَعْصِيَةٍ، وَلَا اضْطَرَّهُ عَلَى تَرْكِ الطَّاعَةِ.

مجبور کیا ہے نہ ترکِ طاعت پر مضطر بنایا ہے۔

قَالَ تَعَالَى: ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة:۲۸۶]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن:۱۶]

مزید فرمایا: ''پس تم اللہ سے ڈرو اپنی استطاعت بھر۔''

وَقَالَ: ﴿ٱلْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ ٱلْيَوْمَ﴾ [غافر:۱۷]

مزید فرمایا: ''آج ہر شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا، آج کوئی ظلم نہیں۔''

فَدَلَّ عَلَى أَنَّ لِلْعَبْدِ كَسْبًا يُجْزَى عَلَى حَسَنَتِهِ بِالثَّوَابِ، وَعَلَى سَيِّئَتِهِ بِالْعِقَابِ، وَهُوَ وَاقِعٌ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى.

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کے لیے کسب کا اختیار ہے۔ نیکی پر ثواب اور گناہ پر عقاب ہے اور اس کا وقوع اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدر وقضا سے ہوتا ہے۔

تقدیر پر ایمان کے درجات:

وَالْإِيْمَانُ بِالْقَدَرِ عَلَى دَرَجَتَيْنِ، كُلُّ دَرَجَةٍ تَتَضَمَّنُ شَيْئَيْنِ:

ایمان بالقدر کے دو درجے ہیں اور ہر درجہ دو چیزوں کو شامل ہے:

اَلْأُوْلَى: اَلْإِيْمَانُ بِأَنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

پہلا درجہ: ایک اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ

بِمَا يَعْمَلُ الْخَلْقُ بِعِلْمِهِ الْقَدِيْمِ الَّذِيْ هُوَ مَوْصُوْفٌ بِهِ، وَقَدْ عَلِمَ جَمِيْعَ أَحْوَالِهِمْ، مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْمَعَاصِيْ، وَالْأَرْزَاقِ وَالْآجَالِ، ثُمَّ كَتَبَ فِيْ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مَقَادِيْرَ الْخَلْقِ، وَ "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ، وَقَالَ لَهُ: اُكْتُبْ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔

تعالیٰ اپنے قدیم علم کے ساتھ وہ سب کچھ جانتا ہے جو اس کی مخلوق کرتی ہے۔ اسے ساری طاعات، معاصی اور ارزاق و آجال کے احوال معلوم ہیں۔ اس نے لوحِ محفوظ میں مقادیرِ خلق کو لکھ رکھا ہے۔ اس نے پہلے قلم کو بنا کر اسے حکم دیا کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ دے۔

وَهَذَا التَّقْدِيْرُ تَابِعٌ لِعِلْمِهِ سُبْحَانَهُ، يَكُوْنُ فِيْ مَوَاضِعَ جُمْلَةً وَتَفْصِيْلًا، فَقَدْ كَتَبَ فِيْ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مَا شَاءَ۔

یہ تقدیر جو اس کے علم کی تابع ہے، متعدد جگہوں میں اجمالاً اور تفصیلاً ہوتی ہے، چنانچہ اس نے لوح محفوظ میں جو چاہا لکھ دیا۔

وَإِذَا خَلَقَ الْجَنِيْنَ، قَبْلَ خَلْقِ الرُّوْحِ فِيْهِ بَعَثَ إِلَيْهِ مَلَكًا، فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُقَالُ: اُكْتُبْ رِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَعَمَلَهُ، شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ، وَنَحْوُ ذَلِكَ۔

روح پھونکنے سے پہلے شکمِ مادر میں ایک فرشتہ جنین کی طرف بھیجا جاتا ہے اور وہ چار باتیں لکھ دیتا ہے: رزق، موت، عمل اور یہ کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت۔

فَهَذَا الْقَدَرُ قَدْ كَانَ يُنْكِرُهُ غُلَاةُ الْقَدَرِيَّةِ قَدِيْمًا، وَمُنْكِرُهُ الْيَوْمَ

غالی قدریہ اسی تقدیر کے منکر ہیں، اس فرقے کے لوگ پہلے بہت زیادہ تھے، مگر اب وہ

قَلِيْلٌ۔

تھوڑے ہیں۔

أَمَّا الثَّانِيَةُ: فَهُوَ مَشِيْئَةُ اللّٰهِ النَّافِذَةُ وَقُدْرَتُهُ الشَّامِلَةُ وَهُوَ الْإِيْمَانُ بِأَنَّ مَا شَاءَ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَمَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ حَرْكَةٍ وَلَا سُكُوْنٍ إِلَّا بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، لَا يَكُوْنُ فِيْ مِلْكِهِ مَا لَا يُرِيْدُ۔ وَأَنَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ۔

دوسرا درجہ: اللہ تعالیٰ کی مشیتِ نافذہ اور قدرتِ شاملہ پر ایمان لانا ہے کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، سارے آسمانوں اور ساری زمینوں میں جو حرکت اور سکون ہوتا ہے، وہ اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ وہ جس امر کا ارادہ نہیں کرتا، وہ امر اس کی بادشاہت میں نہیں ہوتا۔ موجودات ہوں یا معدومات، وہ ہر چیز پر قدیر ہے۔

فَمَا مِنْ مَخْلُوْقٍ فِيْ الْأَرْضِ، وَلَا فِيْ السَّمَاءِ إِلَّا اللّٰهَ خَالِقُهُ، سُبْحَانَهُ لَا خَالِقَ غَيْرُهُ، وَلَا رَبَّ سِوَاهُ، وَمَعَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَمَرَ الْعِبَادَ بِطَاعَتِهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ، وَنَهَاهُمْ عَنْ مَعْصِيَتِهِ وَمَعْصِيَةِ رَسُوْلِهِ، وَهُوَ سُبْحَانَهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ، وَالْمُحْسِنِيْنَ وَالْمُقْسِطِيْنَ، وَيَرْضَى عَنِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ، وَلَا

غرض کہ آسمان و زمین میں جو بھی مخلوق ہے، اس کا خالق اللہ جل وعلا ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی خالق ہے نہ کوئی معبود و رب۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی معصیت سے منع فرمایا ہے۔ وہ متقین، محسنین اور منصفین سے محبت کرتا ہے اور ایمان دار اور نیکو کار لوگوں سے راضی ہوتا ہے۔ وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا اور نہ فاسقوں

يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ، وَلَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ، وَلَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ، وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، وَلَا يُحِبُّ الْفَسَادَ.

سے راضی ہوتا ہے۔ وہ فواحش کا حکم نہیں دیتا۔ وہ بندوں سے کفر کو پسند کرتا ہے، نہ فساد ہی کو پسند کرتا ہے۔

قدریہ فرقے کے لوگ اس امت کے مجوسی ہیں:

وَالْعِبَادُ فَاعِلُوْنَ حَقِيْقَةً، وَاللّٰهُ خَالِقُ أَفْعَالِهِمْ، وَالْعَبْدُ هُوَ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ وَالْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَالْمُصَلِّيْ وَالصَّائِمُ، وَلِلْعِبَادِ قُدْرَةٌ عَلَى أَفْعَالِهِمْ، وَلَهُمْ إِرَادَةٌ، وَاللّٰهُ خَالِقُهُمْ وَخَالِقُ قُدْرَتِهِمْ وَإِرَادَتِهِمْ، وَهَذِهِ الدَّرَجَةُ مِنَ الْقَدْرِ، يُكَذِّبُ بِهَا عَامَّةُ الْقَدَرِيَّةِ، الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ مَجُوْسَ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔

بندے حقیقت میں افعال انجام دینے والے ہیں، لیکن ان کے افعال کا خالق اللہ عزوجل ہے۔ بندے دو طرح کے ہوتے ہیں: مومن اور کافر، نیک اور فاجر، نمازی اور روزے دار۔ بندے کو اپنے فعل پر قدرت حاصل ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے، لیکن اس قدرت و ارادے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ بندہ۔ عام قدریہ اس درجے کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے ''اس امت کے مجوسی'' رکھا ہے۔

يَغْلُوْ فِيْهَا قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِثْبَاتِ، حَتَّى يَسْلُبُوْا الْعَبْدَ قُدْرَتَهُ وَاخْتِيَارَهُ، وَيُخْرِجُوْنَ عَنْ

اہلِ اثبات میں سے ایک دوسری قوم نے اس باب میں اتنا غلو کیا ہے کہ بندے سے بالکل قدرت و اختیار سلب کر لیا اور اسے اللہ کے

أَفْعَالِ اللّٰهِ وَأَحْكَامِهِ، وَحِكَمِهَا وَمَصَالِحِهَا۔

افعال واحکام اور حکم ومصالح سے باہر کردیا۔

فَالْقَدْرُ ظَاهِرُهُ وَبَاطِنُهُ، وَمَحْبُوْبُهُ وَمَكْرُوْهُهُ، وَحَسَنُهُ وَسَيِّئُهُ، وَقُلُّهُ وَكُثْرُهُ، وَأَوَّلُهُ وَآخِرُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَضَاءٌ قَضَاهُ عَلَى عِبَادِهِ، وَقَدْرٌ قَدَّرَهُ عَلَيْهِمْ. لَا يَعْدُوْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَشِيْئَةَ اللّٰهِ، وَلَا يُجَاوِزُ قَضَاهُ، بَلْ كُلُّهُمْ صَائِرُوْنَ إِلَى مَا خَلَقَهُمْ لَهُ، وَاقِعُوْنَ فِيْمَا قُدِّرَ عَلَيْهِمْ، وَهُوَ عَدْلٌ مِنْهُ جَلَّ رَبُّنَا وَعَزَّ۔

بالجملہ حق یہ ہے کہ تقدیر کا ظاہر و باطن، محبوب ومکروہ، اچھا برا، قلیل وکثیر اور اول وآخر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ اسی کی قضا وقدر ہے۔ بندوں میں سے کوئی فرد و بشر اللہ عزوجل کی مشیت وقضا سے تجاوز نہیں کرتا، بلکہ سب اسی کی طرف رواں دواں ہیں جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں۔ سب اسی کام میں مصروف ہوتے ہیں جو ان پر مقدر کیا گیا ہے، یہ اللہ ذوالجلال والاکرام کا عدل وانصاف ہے۔

وَالزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَشُرْبُ الْخَمْرِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَأَكْلُ الْمَالِ الْحَرَامِ وَالشِّرْكُ وَالْكُفْرُ وَالْبِدْعَةُ وَالْمَعَاصِيْ وَالْكَبَائِرُ وَالصَّغَائِرُ كُلُّهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدْرٍ مِنْهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُوْنَ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ حُجَّةٌ عَلَى اللّٰهِ۔

زنا، چوری، شراب نوشی، قتل نفس، اکل حرام، شرک، کفر، معاصی اور بدعت جیسے تمام کبائر وصغائر اللہ جل جلالہ کی قضا و قدر سے ہوتے ہیں، کسی کے لیے اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہیں ہے۔

وَعِلْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَاضٍ فِيْ خَلْقِهِ، بِمَشِيْئَةٍ مِنْهُ، وَقَدْ عَلِمَ مِنْ إِبْلِيْسَ وَغَيْرِهِ، مِمَّنْ عَصَاهُ مِنْ لَدُنْ عُصِيَ إِلَى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ الْمَعْصِيَةَ وَخَلَقَهُمْ لَهَا۔

اللہ تعالیٰ کا علم اس کی مخلوق میں جاری ہے اس کی مشیئت سے، وہ اپنے علم سابق میں جانتا تھا کہ ابلیس اور اس کی جیسی دوسری مخلوق قیامت تک نافرمانی کرے گی، مگر اس نے انھیں پیدا کیا۔

وَعَلِمَ الطَّاعَةَ مِنْ أَهْلِ الطَّاعَةِ، وَخَلَقَهُمْ لَهَا، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُمْ، وَأَنَّ مَا أَصَابَهُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُمْ۔

اس نے اہلِ طاعت سے طاعت اور اہلِ معصیت سے معصیت معلوم کر کے ان کو پیدا کیا۔ جو مصیبت انھیں پہنچنی ہے وہ اس سے چوکنے والی نہ تھی اور جو انھیں نہیں پہنچی وہ انھیں پہنچنے والی نہ تھی۔

تقدیر کو جھٹلانے والوں کا رد:

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ شَاءَ لِعِبَادِهِ الَّذِيْنَ عَصَوْهُ الْخَيْرَ وَالطَّاعَةَ، وَأَنَّ الْعِبَادَ شَاؤُوْا لِأَنْفُسِهِمُ الشَّرَّ وَالْمَعْصِيَةَ، فَعَمِلُوْا عَلَى مَشِيْئَتِهِمْ، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مَشِيْئَةَ الْعِبَادِ أَغْلَبُ مِنْ مَشِيْئَةِ اللّٰهِ، وَأَيُّ افْتِرَاءٍ

اور جو یہ گمان رکھے کہ اللہ نے اپنے گناہ گار بندوں کے لیے خیر اور نیکی کا ارادہ کیا اور بندوں نے اپنے لیے شر و معصیت کا ارادہ کیا اور پھر اپنی مشیئت پر عمل کیا تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ بندوں کی مشیئت اللہ کی مشیئت پر غالب ہے، اور اللہ کے خلاف اس سے بڑا بہتان کیا ہوسکتا ہے!!

عَلَى اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ هَذَا۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الزِّنَا لَيْسَ بِقَدَرٍ، قِيْلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ حَمَلَتْ مِنَ الزِّنَا، وَجَاءَتْ بِوَلَدٍ، هَلْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَخْلُقَ هَذَا الْوَلَدَ؟ وَهَلْ مَضَى فِيْ سَابِقِ عِلْمِهِ؟ فَإِنْ قَالَ: لَا، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ خَالِقًا آخَرَ وَهَذَا هُوَ الشِّرْكُ صَرَاحًا۔

اور جو یہ گمان رکھے کہ زنا مقدر نہیں ہے، تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے اس عورت کے بارے میں جو زنا سے حاملہ ہوئی اور بچے کو جنم دیا، کیا اللہ نے چاہا کہ یہ بچہ متولد ہو؟ اور کیا اس کے سابق علم میں یہ تھا؟ اگر کہے کہ نہیں، تو گویا اس کا یہ گمان ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خالق بھی ہے، اور یہی صریح شرک ہے۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ السَّرِقَةَ وَشُرْبَ الْخَمْرِ وَأَكْلَ الْمَالِ الْحَرَامِ لَيْسَ بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ هَذَا الْإِنْسَانَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَّأْكُلَ رِزْقَ غَيْرِهِ، وَهَذَا صَرَاحُ قَوْلِ الْمَجُوْسِيَّةِ، بَلْ أَكَلَ رِزْقَهُ الَّذِيْ قَضَى اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَّأْكُلَهُ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِيْ أَكَلَهُ۔

اور جو یہ گمان رکھے کہ چوری، شراب نوشی، اکل حرام اللہ کے قضا و قدر سے نہیں ہے تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ انسان اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ دوسرے کا رزق کھا سکے، اور یہی مجوسیہ کا صریح قول ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ وہی رزق کھاتا ہے جسے اللہ نے اس کے لیے مقدر کر رکھا ہے اور اسی طریقے سے کھاتا ہے جس طریقے سے اللہ نے اس کا کھانا مقدر کر رکھا ہے۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ قَتْلَ النَّفْسِ لَيْسَ

اور جو یہ گمان رکھے کہ قتل نفس اللہ کی طرف سے

بِقَدَرِ اللّٰهِ، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ الْمَقْتُوْلَ مَاتَ بِغَيْرِ أَجَلِهِ، وَأَيُّ كُفْرٍ أَوْضَحُ مِنْ هَذَا؟ بَلْ ذٰلِكَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذٰلِكَ عَدْلٌ مِنْهُ فِيْ خَلْقِهِ وَتَدْبِيْرُهُ فِيْهِمْ، وَمَا جَرَى مِنْ سَابِقِ عِلْمِهِ فِيْهِمْ وَهُوَ الْعَدْلُ الْحَقُّ الَّذِيْ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔

مقدر نہیں ہے تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ مقتول بغیر مقررہ مدت کے مر گیا، اب اس سے واضح کفر کیا ہو سکتا ہے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ کے قضا و قدر سے ہے، اور اس کی مخلوق میں یہ اس کا عدل اور اس کی تدبیر سے ہے، اور جو کچھ ان کے بارے میں اس کے سابق علم میں جاری ہو چکا ہے وہی عدل اور برحق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَمَنْ أَقَرَّ بِالْعِلْمِ، لَزِمَهُ الْإِقْرَارُ بِالْقَدْرِ وَالْمَشِيْئَةِ، عَلَى الصِّغْرِ وَالْقَمْأَةِ، فَالْأَشْيَاءُ كُلُّهَا تَكُوْنُ بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ تَعَالَى۔

اور جو علم کو تسلیم کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ چھوٹی بڑی تمام تقدیر و مشیئت کا بھی اقرار کرے، کیونکہ ساری چیزیں اللہ ہی کی مشیئت سے ہوتی ہیں۔

كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ﴾ [الانسان:۳۰] وَكَمَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا: ''اور تم نہیں چاہتے مگر وہی جسے اللہ چاہتا ہے۔'' اور جس طرح مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔

وَقَالُوْا: إِنَّ أَحَدًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّفْعَلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّفْعَلَهُ، أَوْ يَقْدِرَ أَنْ يَّخْرُجَ عَنْ عِلْمِهِ تَعَالَى،

اور کہتے ہیں کہ ایسا کوئی نہیں ہے جو کسی کام کو سرانجام دینے سے پہلے سے کرنے کی طاقت رکھتا ہو، یا اس کے علم سے باہر نکل جائے، یا ایسا

أَوْ أَنْ يَّفْعَلَ شَيْئًا عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ، وَأَقَرُّوْا أَنَّهُ لَا خَالِقَ إِلَّا اللّٰه۔

کچھ کر دے جس کے بارے میں اللہ کو معلوم ہو کہ وہ اسے نہیں کر سکتا، اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے۔

وَأَنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ خَلَقَهَا اللّٰهُ، وَأَنَّ الْعِبَادَ لَا يَقْدِرُوْنَ أَنْ يَّخْلُقُوْا شَيْئًا، وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ وَفَّقَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِطَاعَتِهِ، وَخَذَلَ الْكَافِرِيْنَ، وَلَطَفَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَنَظَرَ لَهُمْ، وَأَصْلَحَهُمْ وَهَدَاهُمْ وَلَمْ يَلْطُفْ لِلْكَافِرِيْنَ، وَلَا أَصْلَحَهُمْ، وَلَا هَدَاهُمْ، وَلَوْ أَصْلَحَهُمْ لَكَانُوْا صَالِحِيْنَ، وَلَوْ هَدَاهُمْ لَكَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۔

اور بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے، اور بندے کسی چیز کے خالق نہیں ہیں اور یہ کہ اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اطاعت کی توفیق دی ہے، اور کافروں کو رسوا کیا اور مومنوں پر رحم کیا، ان پر نظرِ کرم کی، ان کی اصلاح کی اور انھیں ہدایت سے سرفراز کیا، جبکہ کافروں پر رحم نہیں کیا اور نہ ہی ان کی اصلاح کی اور نہ ہی ہدایت کی توفیق دی اور اگر ان کی بھی اصلاح کر دیتا تو وہ بھی نیک بن جاتے، اور اگر انھیں ہدایت کی توفیق دے دیتا تو وہ بھی ہدایت پر آجاتے۔

وَأَنَّ اللّٰهَ يَقْدِرُ أَنْ يُّصْلِحَ الْكَافِرِيْنَ، وَيَلْطُفُ لَهُمْ، حَتَّى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ أَجْمَعِيْنَ﴾ [الانعام:١٤٩]

اور اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ کافروں کی اصلاح کر دے اور ان پر رحم فرمائے یہاں تک کہ وہ بھی مومن ہو جائیں جیسا کہ فرمایا: ''اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت سے سرفراز کر دیتا۔''

وَلٰكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَّكُوْنُوْا كَافِرِيْنَ،

مگر اس نے چاہا کہ وہ کافر ہی رہیں، جیسا کہ

كَمَا عَلِمَ، وَخَذَلَهُمْ، وَأَضَلَّهُمْ وَطَبَعَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِمْ وَجَعَلَ عَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً، وَيُؤْمِنُوْنَ أَنَّهُمْ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ كَمَا قَالَ، وَيَكِلُوْنَ أَمْرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَيُثْبِتُوْنَ الْحَاجَةَ إِلَيْهِ سُبْحَانَهُ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ، وَالْفَقْرَ إِلَيْهِ فِيْ كُلِّ حَالٍ۔

اسے علم تھا، سو اس نے انھیں رسوا کیا، انھیں گمراہ کیا، ان کے دلوں پر مہر لگا دی، ان کے کانوں پر تالے لگا دیے اور ان کی نگاہوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور ان کا ایمان ہے کہ ''یہ اپنے لیے کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔'' اور اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور ہمہ وقت اور ہر حال میں اللہ ہی کے محتاج رہتے ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض خصائص کا ذکر

وَنعْتَقِدُ أَنَّ مُحَمَّدًا الْمُصْطَفٰى، وَأَحْمَدَ الْمُجْتَبٰى ﷺ، خَيْرُ الْخَلَائِقِ، وَأَفْضَلُهُمْ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَعْلٰى دَرَجَةً، وَأَقْرَبُهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَسِيْلَةً بَعَثَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ وَخَصَّهُ بِالشَّفَاعَةِ فِيْ الْخَلْقِ أَجْمَعِيْنَ۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ خیرِ خلائق، افضل بشر، اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز، اعلیٰ درجات کے حامل اور اللہ کی طرف سب سے قریبی ذریعہ ہیں۔ اللہ جل وعلا نے انھیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام مخلوقات میں شفاعت کے لیے آپ ﷺ کو خاص کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں: ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی۔ پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی

النَّاسِ عَامَّةً".

حلال نہ تھا۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ اور تمام انبیاء اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے، لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

[صحیح البخاری:۳۳۵]

وَقَالَ ﷺ: "أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

اور مزید آپ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے روز لوگوں کا سردار ہوں گا۔"

[صحیح مسلم:۱۹۴]

وَقَالَ ﷺ: "أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ

مزید آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا، اور یہ کوئی فخر والی بات نہیں ہے، اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔"

[صحیح مسلم:۲۲۷۸]

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: "آتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَابَ الْجَنَّةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُوْلُ: بِکَ أُمِرْتُ أَنْ لَّا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا، چوکیدار پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ) وہ کہے گا: آپ ہی کے

أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَکَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، إِلَى غَيْرِ ذَلِکَ مِنَ الْخَصَائِصِ وَالْفَضَائِلِ۔

واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔" [صحیح مسلم: ۳۳۳] اس کے علاوہ بھی آپ کے بہت سارے خصائص اور فضائل مروی ہیں۔

شفاعتِ رسول اور اس کی قسمیں:

قُلْتُ: لَهُ ﷺ فِيْ الْقِيَامَةِ ثَلَاثُ شَفَاعَاتٍ:

میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے قیامت کے روز تین شفاعتیں ہوں گی:

أَمَّا الشَّفَاعَةُ الْأُوْلَى: فَيَشْفَعُ فِيْ أَهْلِ الْمَوْقَفِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَهُمْ بَعْدَ أَنْ يَتَرَاجَعَ الْأَنْبِيَاءُ آدَمُ وَنُوْحٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسَى وَعِيْسَى الشَّفَاعَةَ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَيْهِ۔

پہلی شفاعت: آپ ﷺ کی ایک شفاعت تو وہ ہو گی کہ لوگ سب آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام جیسے اولو العزم انبیاء کے پاس سے ہو کر پھر آپ ﷺ سے طالبِ شفاعت ہوں گے، چنانچہ آپ کی شفاعت سے لوگوں کے مابین فیصلہ ہو گا۔

وَالثَّانِيَةُ: أَنْ يَّشْفَعَ فِيْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنْ يَّدْخُلُوْا الْجَنَّةَ۔

دوسری شفاعت: دوسری وہ شفاعت ہو گی کہ آپ ﷺ اہلِ جہنم کی شفاعت کر کے انھیں جنت میں داخل کرائیں گے۔

وَهَاتَانِ الشَّفَاعَتَانِ خَاصَّتَانِ بِهِ۔

اور یہ دونوں شفاعتیں آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

وَالثَّالِثَةُ: يَشْفَعُ فِيمَنْ يَّسْتَحِقُّ النَّارَ، فَيَشْفَعُ فِيْ قَوْمٍ، فَلَا يَصِيْرُوْنَ إِلَى النَّارِ، وَهَذِهِ الشَّفَاعَةُ لَهُ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِۦ مُشْفِقُونَ﴾ [الانبیاء:۲۸]

تیسری شفاعت: ان لوگوں کی ہو گی جو نارِ جہنم کے مستحق ٹھہر چکے ہوں گے، پھر آپ ﷺ کی شفاعت کی بنا پر ایک قوم دوزخ میں نہیں جائے گی۔ اس شفاعت میں خود رسول اللہ ﷺ، صدیقین، شہداء، صالحین، تمام مومنین اور ملائکہ وغیرہ شریک ہوں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”لیکن یہ شفاعت انہیں کے لیے ہو گی جنھیں اللہ عزوجل پسند فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں گے۔“

وَلَا يَنْفَعُ الْكَافِرِيْنَ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ وَيَخْلُدُ قَوْمٌ فِيْهَا أَبَدًا، وَهُمْ أَهْلُ الشِّرْكِ وَالتَّكْذِيْبِ وَالْجُحُوْدِ وَالْكُفْرِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

البتہ کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کچھ نفع نہ دے گی، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس جگہ کفار سے مراد اہلِ شرک وکفر، اصحابِ تکذیب، اصحابِ بدع مکفرہ اور صفاتِ کفر سے متصف لوگ ہیں، عیاذاً باللّٰہ منھم۔

وَيَشْفَعُ فِيْمَنْ دَخَلَهَا أَنْ يُّخْرَجَ فَيَخْرُجُوْنَ بِشَفَاعَتِهِ بَعْدَمَا احْتَرَقُوْا وَصَارُوْا فَحْمًا وَحُمَمًا۔

ایک قوم جو دوزخ میں جا چکی ہو گی اور جل بھن کر کوئلہ بن گئی ہو گی، وہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے باہر نکلے گی۔

وَيُخْرِجُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ قَوْمًا بِغَيْرِ

کچھ لوگ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کثیر اور رحمتِ

شَفَاعَةٍ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ الْوَاسِعَةِ. وَيَبْقَى فِيْ الْجَنَّةِ فَضْلٌ عَمَّنْ دَخَلَهَا مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، فَيُنْشِئُ اللّٰهُ لَهَا أَقْوَامًا، فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ.

واسعہ سے نجات پائیں گے۔ جنت میں کچھ جگہ خالی رہے گی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے کچھ لوگوں کو پیدا کر کے جنت میں داخل کرے گا۔

وَتكُوْنُ الشَّفَاعَةُ بِالْإِذْنِ، لِمَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا. وَقَدْ نَصَّ الْقُرْآنُ الْكَرِيْمِ عَلَى ذٰلِكَ فِيْ مَوَاضِعَ، مِنْهَا قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿مَن ذَا ٱلَّذِى يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

رسول اللہ ﷺ کی یہ شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن واجازت سے ہوگی، چنانچہ قرآن مجید میں اس اذن کی صراحت کی گئی ہے، فرمایا: ’’کون ہے وہ جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟‘‘

وَالشُّفَعَاءُ كُلُّهُمْ دَاخِلُوْنَ تَحْتَ هَذَا الْإِذْنِ، وَلَا يَشْفَعُ أَحَدٌ بِغَيْرِ إِذْنِهِ تَعَالَى.

چنانچہ سارے سفارشی اسی اذن کے تحت داخل ہیں، کوئی شخص اذنِ الٰہی کے بغیر کسی شخص کی شفاعت نہیں کرسکتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے اہلِ سنت کے دلوں کی سلامتی کا بیان

وَمِنْ أُصُوْلِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ سَلَامَةُ قُلُوْبِهِمْ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا وَصَفَهُمُ اللّٰهُ بِهِ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر:١٠]

عقیدہ اہلِ سنت و جماعت کی ایک بنیاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لئے دل صاف ہو، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) ان کے متعلق نہ ڈال جو ایمان لائے، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔‘‘

صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا واجب ہے:

وَطَاعَةٌ لِقَوْلِهِ ﷺ: ’’لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ‘‘.

حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مت برا کہو میرے اصحاب کو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر

ے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) تو ان کے مد (آدھا سیر) یا آدھے مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔“

[صحیح البخاری: ۳۶۷۳]

وَيَقْبَلُوْنَ مَا جَاءَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ مِنْ فَضَائِلِهِمْ وَمَرَاتِبِهِمْ۔ وَيُفَضِّلُوْنَ مَنْ أَنْفَقَ قَبْلَ الْفَتْحِ -وَهُوَ صُلْحُ الْحُدَيْبِيَّةِ- عَلَى مَنْ أَنْفَقَ بَعْدَهُ وَقَاتَلَ۔

ان کے فضائل و مراتب میں سے جو کچھ کتاب و سنت اور اجماعِ امت سے بیان کیا گیا ہے اسے قبول کرتے ہیں، صلحِ حدیبیہ سے قبل خرچ کرنے والے اور قتال کرنے والے صحابہ کرام بعد والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

وَيُقَدِّمُوْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلَى الْأَنْصَارِ، وَيُؤْمِنُوْنَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ قَالَ لِأَهْلِ بَدْرٍ وَكَانُوْا ثَلَاثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ: ”اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ“ وَبِأَنَّهُ ”لَا يَدْخُلِ النَّارَ أَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ“ كَمَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَرَضُوْا عَنْهُ۔

مہاجرین انصار پر مقدم ہیں۔ ان کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر سے، جن کی تعداد ۳۱۳ تھی، کہا: ”تم کچھ بھی کرو میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔“ [صحیح البخاری: ۳۰۰۷] اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے: ”حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے۔“ [صحیح مسلم: ۲۴۹۶] جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

وَيَشْهَدُوْنَ بِالْجَنَّةِ لِمَنْ شَهِدَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَالْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ

اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ، ثابت بن قیس، اور دیگر صحابہ و اہلِ بیت بنقل

وَثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَهْلِ الْبَيْتِ۔

تواتر امت کے افضل افراد اور نبی اکرم ﷺ کی زبانی جنت کی بشارت پانے والے ہیں۔

وَيُقِرُّوْنَ بِمَا تَوَاتَرَ بِهِ النَّقْلُ عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَغَيْرِهِ مِنْ أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَفْضَلَهَا بَعْدَ نَبِيِّهَا صَاحِبُهُ الْأَخَصُّ، وَأَخُوْهُ فِيْ الْإِسْلَامِ، وَرَفِيْقُهُ فِيْ الْهِجْرَةِ وَالْغَارِ، وَ وَزِيْرُهُ فِيْ حَيَاتِهِ، وَخَلِيْفَتُهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ: أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبِيْ قُحَافَةَ الصِّدِّيْقُ رضی اللہ عنہ.

اہلِ سنت والجماعت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول متواتر روایت کے مطابق یہ اقرار کرتے ہیں کہ اس امت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر اور افضل آپ کے خاص ساتھی، دینی بھائی، آپ کے یارِ غار اور ہجرت کے ہمسفر، آپ کی پوری زندگی کے وزیر اور آپ کے جانشین خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ الصدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔

ثُمَّ مَنْ أَعَزَّ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَأَظْهَرَ الدِّيْنَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْفَارُوْقُ۔ وَيُثَلِّثُوْنَ بِذِيْ النُّوْرَيْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ، الَّذِيْ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَالْحَيَاءَ وَالْعَدْلَ وَالْإِحْسَانَ، وَيُرَبِّعُوْنَ بِابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَخَتَنِهِ، عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ۔

پھر ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ افضل ہیں، جن کے ذریعے اسلام کو سربلند کیا اور دین کو غالب کیا، پھر تیسرے نمبر پر ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے قرآن جمع کیا اور جو حیاء اور عدل واحسان کے پیکر تھے، اور چوتھے نمبر پر نبی اکرم ﷺ کے چچازاد اور داماد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین کا تذکرہ:

كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْآثَارُ، مَعَ أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ السُّنَّةِ كَانُوْا قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، بَعْدَ اتِّفَاقِهِمِ عَلَى تَقْدِيْمِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، أَيُّهُمَا أَفْضَلُ، فَقَدَّمَ قَوْمٌ عُثْمَانَ، وَسَكَتُوْا، وَرَبَّعُوْا بِعَلِيٍّ، وَقَدَّمَ قَوْمٌ عَلِيًّا، وَقَوْمٌ تَوَقَّفُوْا۔

جیسا کہ نصوص اس ترتیب پر دلالت کرتے ہیں، تاہم کچھ اہلِ سنت ابوبکر وعمر کی افضلیت پر اتفاق کرنے کے بعد عثمان وعلی کے تعلق سے اختلاف کرتے ہیں کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟ کچھ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم مان کر خاموش ہو جاتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کو چارنمبر پر مانتے ہیں، اور کچھ لوگ علی رضی اللہ عنہ کو مقدم مانتے ہیں، اور کچھ لوگ توقف اختیار کرتے ہیں۔

وَلَكِنِ اسْتَقَرَّ أَمْرُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى تَقْدِيْمِ عُثْمَانَ عَلَى عَلِيٍّ، وَإِنْ كَانَتْ مَسْأَلَةُ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ لَيْسَتْ مِنَ الْأُصُوْلِ الَّتِيْ يُضَلَّلُ الْمُخَالِفُ فِيْهَا عِنْدَ جُمْهُوْرِ أَهْلِ السُّنَّةِ، لَكِنِ الَّتِيْ يُضَلَّلُ فِيْهَا مَسْأَلَةُ الْخِلَافَةِ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِأَنَّ الْخَلِيْفَةَ

مگر اہلِ سنت والجماعت کے ہاں یہ اتفاق ہو چکا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، اگر چہ یہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کا مسئلہ ان اصولوں میں سے نہیں ہے جن کی مخالفت کرنے کی وجہ سے بندہ جمہور اہلِ سنت کے نزدیک گمراہ ہو جاتا ہے بلکہ گمراہ مسئلۂ خلافت کو لے کر ہوتا ہے، کیونکہ اہلِ سنت اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر ہیں، پھر

بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہم۔

عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: "كُنَّا نَقُوْلُ -وَالنَّبِيُّ ﷺ حَيٌّ-: أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ. فَيَبْلُغُ ذٰلِکَ النَّبِيَّ ﷺ فَلَا يُنْكِرُهُ" ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان ہیں رضی اللہ عنہم۔ یہ بات رسول اکرم ﷺ تک پہنچتی تھی مگر آپ اس پر کوئی نکیر نہیں فرماتے تھے۔ [سنن أبي داود: ۴۶۲۸]

وَصَحَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: "خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الثَّالِثَ" ۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا بھی نام لے سکتا ہوں۔

[مسند أحمد: ۱/ ۱۱۰]

وَأَحَقُّهُمْ بِالْخِلَافَةِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ لِفَضْلِهِ، وَسَابَقَتِهِ، وَتَقْدِيْمِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ فِي الصَّلَوَاتِ عَلَى جَمِيْعِ أَصْحَابِهِ وَإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ عَلَى تَقْدِيْمِهِ، وَمُتَابَعَتِهِ، وَلَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَى

نبی اکرم ﷺ کے بعد ان میں خلافت کے زیادہ حقدار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی فضیلت اور سب سے پہلے اسلام لانے کی وجہ سے، نیز نبی کریم ﷺ نے نمازوں میں امامت کرنے کا حکم آپ ہی کو دیا، نیز آپ کے مقدم ہونے اور لائق اتباع ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع

ضَلَالَةٍ۔

ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہونے دے گا کہ سب ایک ساتھ کسی گمراہی پر جمع ہو جائیں۔

ثُمَّ بَعدَهُ عُمَرُ لِفَضْلِهِ، وَعَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَيْهِ، ثُمَّ عُثْمَانُ، لِتَقْدِيْمِ أَهْلِ الشُّوْرٰى لَهُ، ثُمَّ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ، لِإِجْمَاعِ أَهْلِ عَصْرِهِ عَلَيْهِ۔

پھر آپ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، آپ کی فضیلت کی وجہ سے اور یہ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خود ہی اپنا جانشین بنا دیا تھا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، کیونکہ اہلِ شوریٰ نے آپ ہی کو مقدم کیا تھا، پھر علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، کیونکہ اہلِ عصر نے آپ پر اتفاق کیا تھا۔

خلافتِ راشدہ تیس سال تک چلے گی:

فَهٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْأَئِمَّةُ الْمَهْدِيُّوْنَ، وَمَنْ طَعَنَ فِيْ خِلَافَةِ أَحَدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ، فَهُوَ أَضَلُّ مِنْ حِمَارِ أَهْلِهِ۔

وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ“.

یہی خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ ہیں، جو بھی ان میں سے کسی ایک کی بھی خلافت پر اعتراض کرے وہ اپنے گھریلو گدھے سے بھی زیادہ گیا گزرا اور گمراہ ہے۔

کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”لازم پکڑ لو میری سنت کو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو، اور اسے دانتوں سے مضبوط تھام لو۔“ [سنن الترمذی:۲۶۷۶]

وَقَالَ ﷺ: ''اَلْخِلَافَةُ بَعْدِيْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً'' فَكَانَ آخِرَهُمْ خِلَافَةَ عَلِيٌّ رضي الله عنه۔

مزید رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔'' [سنن ابی داود: ۴۶۴۶] ان میں آخری خلیفہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اہلِ بیتِ رسول سے محبت کے وجوب کا بیان

وَيُحِبُّوْنَ أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَتَوَلَّوْنَهُمْ، وَيَحْفَظُوْنَ فِيْهِمْ وَصِيَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَيْثُ قَالَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ: "أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ" مَرَّتَيْنِ ۔

اہلِ سنت والجماعت اہلِ بیت رسول سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور ان کے تئیں رسول اکرم ﷺ کی وصیت کو یاد رکھتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے غدیرِ خم کے موقع پر فرمایا تھا: ''میں تم لوگوں کو اپنے گھرانے کے تئیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں'' آپ نے ایسا دو بار کہا۔ [صحیح مسلم: ۲۴۰۸]

وَقَالَ ﷺ لِلعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ عَمِّهِ، حِيْنَ اشْتَكَى أَنَّ بَعْضَ قُرَيْشٍ لَا يَلْقَوْنَهُ بِوَجْهٍ طَلْقٍ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتَّى يُحِبُّوْكُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِيْ".

مزید یہ کہ جس وقت آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ قریش کے بعض لوگ ان سے خوش دلی سے نہیں مل رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ لوگ تب تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کے لیے اور میری قرابت داری کے ناتے تم (اہلِ بیت) سے محبت نہ کریں۔'' [مسند احمد: ۱/ ۲۰۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان:

وَيُؤْمِنُوْنَ بِأَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ

اسی طرح اہلِ حدیث اس بات پر ایمان لاتے

أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ، بِنَصِّ الْقُرْآنِ، وَأَنَّهُنَّ أَزْوَاجُهُ فِيْ الْآخِرَةِ، خُصُوْصًا خَدِيْجَةُ، وَهِيَ أُمُّ أَكْثَرِ أَوْلَادِهِ، وَأَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ مِنَ النِّسَاءِ، وَعَاضَدَتْهُ عَلَى أَمْرِهِ، وَكَانَ لَهَا مِنْهُ الْمَنْزِلَةُ الْعَلِيَّةُ۔

ہیں کہ ازواجِ مطہرات نصِ قرآن کی روشنی میں امہات المومنین ہیں اور وہ آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہوں گی، خصوصاً خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی اکثر اولاد کی ماں ہیں اور عورتوں میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائی ہیں۔ آپ کے ہر معاملے میں آپ کا ساتھ دیا ہے، سو آپ کا مقام نبی اکرم ﷺ کے نزدیک بہت بلند تھا۔

وَالصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ، الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ: ”فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ“.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ کی فضیلت دیگر عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید (روٹی اور گوشت کو ملا کر بنایا جانے والا کھانا) کی فضیلت باقی کھانوں پر۔“ [صحیح البخاری: ٣٧٧٠]

وَقَدْ بَرَّأَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فِيْ كِتَابِهِ، وَهِيَ زَوْجَتُهُ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَمَنْ قَذَفَهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ، فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَكَذَّبَ بِكِتَابِهِ الْحَكِيْمِ۔

اور جن کی براءت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے، آپ ﷺ کی پاک بیوی ہیں دنیا وآخرت دونوں جگہ، ان پر تہمت لگانے والا اللہ کے ساتھ کفر اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے والا ہے۔

رافضی شیعہ کے نظریات سے براءت:

وَيَتَبَرَّؤُوْنَ مِنْ طَرِيْقَةِ الرَّوَافِضِ وَالشِّيْعَةِ، الَّذِيْنَ يُبْغِضُوْنَ الصَّحَابَةَ وَيَسُبُّوْنَهُمْ، وَطَرِيْقَةِ النَّوَاصِبِ وَالْخَوَارِجِ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ۔

روافض، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والے اور صحابہ کرام و امہات المومنین کو گالیاں دینے والے ہیں اور نواصب و خوارج جو اہلِ بیتِ رسالت کو اپنے کسی قول یا عمل کے ذریعے ایذا پہنچانے والے ہیں، اہلِ حدیث ان سب سے بے زار ہیں۔

وَيُمْسِكُوْنَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ بَيْنَهُمْ، وَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّ هَذِهِ الْآثَارَ الْمَرْوِيَّةَ مِنْهَا مَا هُوَ كَذِبٌ، وَمِنْهَا مَا هُوَ قَدْ زِيْدَ فِيْهِ وَنُقِصَ وَغُيِّرَ عَنْ وَجْهِهِ۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو مشاجرات و خصومات ہوئے ہیں وہ ان میں خوض و بحث نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں: ان آثارِ مرویہ میں کثرت سے جھوٹ شامل ہے، کچھ میں کمی بیشی ہوئی ہے اور کچھ میں تغییر و تحریف واقع ہو چکی ہے۔

وَالصَّحِيْحُ مِنْهَا هُمْ فِيْهِ مَعْذُوْرُوْنَ، إِمَّا مُجْتَهِدُوْنَ مُصِيْبُوْنَ، وَإِمَّا مُجْتَهِدُوْنَ مُخْطِئُوْنَ،

اور ان میں جو صحیح بھی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان معاملات میں معذور تھے: یا تو مجتہد مصیب یا مجتہد مخطی۔

وَهُمْ مَعَ ذَلِكَ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ كُلَّ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ لَيْسَ مَعْصُوْمًا

اس کے ساتھ ساتھ اہلِ حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر صحابی کبائر و صغائر سے معصوم نہ تھا، بلکہ ان

عَنْ كَبَائِرِ الْإِثْمِ وَصَغَائِرِهِ، بَلْ تَجُوْزُ عَلَيْهِمُ الذُّنُوْبُ فِيْ الْجُمْلَةِ، وَلَهُمْ مِنَ السَّوَابِقِ وَالْفَضَائِلِ مَا يُوْجِبُ مَغْفِرَةَ مَا صَدَرَ مِنْهُمْ إِنْ صَدَرَ، حَتَّى إِنَّهُمْ يُغْفَرُ لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ مَا لَا يُغْفَرُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ، وَلَهُمْ مِنَ الْحَسَنَاتِ الَّتِيْ تَمْحُوْ السَّيِّئَاتِ مَا لَيْسَ لِمَنْ بَعْدَهُمْ، وَكُلُّهُمْ عَدُوْلٌ بِتَعْدِيْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

سے بھی گناہ کا صدور جائز ہے۔ مگر ان کے پاس سبقتِ اسلام اور متعدد ایسے فضائل ہیں جو ان کے گناہوں کی بخشش کا باعث ہیں، یہاں تک کہ ان کے لیے ایسے گناہ بھی بخش دیے جائیں گے جو ان کے مابعد کے لیے مغفور نہ ہوں گے۔ نیز ان کے گناہوں کو مٹانے والی حسنات بھی اتنی ہیں کہ جو بعد میں آنے والوں کی نہیں ہیں۔ وہ سب عدول ہیں، کیونکہ ان کی تعدیل خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔

خیرالقرون کا بیان:

وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ قَوْلِهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَيْرُ الْقُرُوْنِ ، وَأَنَّ الْمُدَّ مِنْ أَحَدِهِمْ إِذَا تَصَدَّقَ بِهِ كَانَ أَفْضَلُ مِنْ جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَبًا مِمَّنْ بَعْدَهُمْ۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیر القرون فرمایا ہے اور ان کے ایک مد صدقے کو ہمارے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ٹھہرایا ہے۔ [صحیح البخاری: ۳۴۷۰]

ثُمَّ إِذَا كَانَ قَدْ صَدَرَ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ ذَنْبٌ فَيَكُوْنُ قَدْ تَابَ مِنْهُ أَوْ أَتَى بِحَسَنَاتٍ تَمْحُوْهُ أَوْ غُفِرَ

ان میں سے اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تھا تو اس نے توبہ کر لی تھی، یا اس سے گناہ کو مٹانے والی کوئی نیکی عمل میں آ گئی تھی، یا اس کے سابقہ

لَهُ بِفَضْلِ سَابِقَتِهِ أَوْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ لِأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ أَحَقُّ النَّاسِ بِشَفَاعَتِهِ، أَوِ ابْتُلِيَ بِبَلَاءٍ فِيْ الدُّنْيَا كُفِّرَ بِهِ عَنْهُ۔

فضل کی وجہ سے وہ قصور معاف ہو گیا ہے، یا آپ ﷺ کی شفاعت سے مغفور ہو جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی شفاعت کے سب سے زیادہ مستحق یہی گروہِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے، یا دنیا میں کسی بلاء و آزمایش میں مبتلا ہو کر ان کے گناہ کا کفارہ ہو چکا۔

فَإِذَا كَانَ هَذَا فِيْ الذُّنُوْبِ الْمُحَقَّقَةِ فَكَيْفَ فِيْ الْأُمُوْرِ الَّتِيْ كَانُوْا مُجْتَهِدِيْنَ إِنْ أَصَابُوْا فَلَهُمْ أَجْرَانِ وَإِنْ أَخْطَأُوْا فَلَهُمْ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟ وَالْخَطَأُ مَغْفُوْرٌ۔

پس جب ان کے ثابت شدہ گناہوں کی یہ صورتِ حال ہے تو پھر ان امور کا کیا ذکر جن میں وہ مجتہد تھے؟ اگر وہ درست ہو گا تو دو اجر ملیں گے اور اگر ان سے خطا ہو گئی ہو گی تو انھیں ایک اجر ملے گا۔ ان کی غلطیاں معاف ہیں۔

ثُمَّ الْقَدْرُ الَّذِيْ يُنْكَرُ مِنْ فِعْلِ بَعْضِهِمْ قَلِيْلٌ، فَوِزْرُهُ مَغْفُوْرٌ، فِيْ جَنْبِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ، مِنَ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِهِ، بِالْأَنْفُسِ وَالْأَمْوَالِ وَالنُّصْرَةِ، وَالْعِلْمِ النَّافِعِ، وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَالنَّصِيْحَةِ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔

پھر ان کے گناہ کی یہ تھوڑی سی مقدار ان کے ایمان، جہاد، علمِ نافع، عمل صالح اور خلقِ باری تعالیٰ کے ساتھ ان کی خیر خواہی جیسے عظیم حسنات اور فضائلِ کثیرہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

وَمَنْ نَظَرَ فِيْ سِيْرَةِ الْقَوْمِ بِعِلْمٍ وَّبَصِيْرَةٍ، وَمَا مَنَّ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْكَرَامَاتِ، وَرَفِيْعِ الدَّرَجَاتِ، فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، عَلِمَ يَقِيْنًا وَعَيَانًا بِلَا رَيْبٍ وَمِرْيَةٍ أَنَّهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَكُنْ وَلَا يَكُوْنُ مِثْلَهُمْ أَبَدًا، وَأَنَّهُمُ الصَّفْوَةُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّتِيْ هِيَ خَيْرُ الْأُمَمِ وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ۔

اور جو علم وبصیرت کے ساتھ ان کی سیرت میں غور و فکر کرے گا اور ان کے ان فضائل وکرامات اور دنیا وآخرت میں ان کے بلند مقامات کو دیکھے گا وہ بلاشبہہ یہ یقین کرلے گا کہ وہ لوگ انبیاء کے بعد ساری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل ہیں، ان کی مثل نہ کوئی تھا اور نہ ہی کوئی ہوسکتا ہے، وہ صفوۂ امت اور خیر امم تھے۔ وہ اللہ جل وعلا کے ہاں نہایت مکرم ہیں۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَكُلُّ مَنْ شَهِدَ لَهُ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ شَهِدْنَا لَهُ، وَلَا نَشْهَدُ لِأَحَدٍ غَيْرِهِمْ، بَلْ نَرْجُوْ لِلْمُحْسِنِ، وَنَخَافُ عَلَى الْمُسِيْئِ، وَنَكِلُ عِلْمَ الْخَلْقِ إِلَى خَالِقِهِ۔

منجملہ ان میں سے جس کسی کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ نے جنت کی گواہی دی ہے، یقینا ہم بھی اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ ہم لوگ کسی غیر کے لیے یہ گواہی نہیں دیں گے، بلکہ ہم محسن کے لیے پرامید اور گناہ گار کے لیے خائف رہیں گے اور مخلوق کے متعلق علم کو اس کے خالق کے حوالے کریں گے۔

وَلَا يَحْكُمُوْنَ بِالْجَنَّةِ لِأَحَدٍ بِعَيْنِهِ مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ حَتَّى يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالىٰ يُنْزِلُهُمْ حَيْثُ شَاءَ، وَيَقُوْلُوْنَ:

اہلِ حدیث کسی موحد کے لیے بعینہ جنتی ہونے کا حکم نہیں لگاتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں جہاں چاہے لے جائے، ہاں وہ ان کے

أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ عَلَى الْمَعَاصِيْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ، وَيُؤْمِنُوْنَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنَ النَّارِ عَلَى مَا جَاءَتْ بِهِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

متعلق یوں کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو معاصی کے ارتکاب پر انھیں عذاب میں مبتلا کرے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔ ساتھ ہی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ موحدین کی ایک قوم سنت صحیحہ کے مطابق دوزخ سے باہر نکلے گی۔ ان شاء اللہ

فَالْزَمْ -رَحِمَكَ اللّٰهُ- مَا ذَكَرْتُ لَكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ، وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ، وَلَا تَحِدْ عَنْهُ بِقَوْلِ أَحَدٍ وَعَمَلِهِ، وَلَا تَبْتَغِ الْهُدَى مِنْ غَيْرِهِ، وَلَا تَغْتَرَّ بِزَخَارِفِ الْمُبْطِلِيْنَ وَانْتِحَالِهِمْ، وَآرَائِ الْمُتَكَلِّمِيْنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ، وَتَأْوِيْلِهِمْ.

سو جو کچھ میں نے رب العالمین کی کتاب سے اور نبی رحمت کی سنت سے بیان کیا ہے اسی کو لازم پکڑیں، اور کسی کے قول و عمل کی بنیاد پر اس سے ذرا بھی انحراف نہ کریں، اور اس کے علاوہ ہدایت اور کہیں ڈھونڈنے نہ جائیں، اور اسی طرح باطل پرستوں کی ملمع سازی اور ان کے جھوٹ نیز تکلف کرنے والے اہلِ کلام اور ان کی فاسد تاویلات سے دھوکا نہ کھائیں۔

إِنَّ الرُّشْدَ وَالْهُدَى وَالْفَوْزَ وَالرِّضَا فِيْمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَا فِيْمَا أَحْدَثَهُ الْمُحْدِثُوْنَ وَأَتَى بِهِ الْمُتَنَطِّعُوْنَ مِنْ آرَائِهِمُ الْمُضْمَحِلَّةِ، وَعُقُوْلِهِمُ الْفَاسِدَةِ،

یقینا رشد و ہدایت، فوز و فلاح اور اللہ کی رضا جوئی انہی چیزوں میں ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے وارد ہوئی ہیں نہ کہ ان چیزوں میں جنھیں اہلِ بدعت نے ایجاد کر رکھا ہے اور اہلِ باطل نے اپنی فاسد آراء کے ذریعے پھیلا

وَارْضَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ بَدَلًا مِنْ قَوْلِ كُلِّ قَائِلٍ وَزُخْرُفٍ وَّ بَاطِلٍ۔

رکھا ہے۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر راضی رہیں، کسی کے باطل قول اور ملمع ساز باتوں پر نہ جائیں۔

کراماتِ اولیاء کا بیان

وَمِنْ أُصُوْلِ أَهْلِ السُّنَّةِ التَّصْدِيْقُ بِكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ، وَمَا يُجْرِي اللّٰهُ عَلَى أَيْدِيْهِمْ مِنْ خَوَارِقَ عَادَاتٍ، فِيْ أَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ وَالْمُكَاشَفَاتِ وَالتَّأْثِيْرَاتِ، كَالْمَأْثُوْرِ عَنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا، وَسَالِفِ الْأُمَمِ، فِيْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَسُوْرَةِ مَرْيَمَ وَغَيْرِهَا، وَعَنْ صَدْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ، مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ قُرُوْنِ الْأُمَّةِ، وَهِيَ مَوْجُوْدَةٌ فِيْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

یہ اہل السنہ کے اصول میں سے ہے کہ ہم کراماتِ اولیاء اور ان خوارقِ عادات امور کی تصدیق کرتے ہیں جو انواعِ علوم، مکاشفات اور تاثیرات کی صورت میں ان کے ہاتھ پر جاری ہوتے ہیں جس طرح کہ سلف ِامت سے ماثور ہے اور امم ِسالفہ سے ایسے امور کا ذکر سورہ کہف اور سورہ مریم وغیرہ میں آیا ہے اور اس امت کے صدرِ اوّل صحابہ و تابعین اور تمام صدیوں میں صلحائے امت سے ان کا صدور رہا ہے۔ یہ کرامت تاقیامِ قیامت صلحائے امت کے ہاتھوں پائی جائے گی۔

کشف و کرامت احکام میں حجت نہیں ہے:

وَالْكَشْفُ وَالْكَرَامَةُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ فِيْ أَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ، وَخَاصَّةً فِيْمَا يُخَالِفُ ظَاهِرَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔ وَلَا يَمْتَازُ صَاحِبُ الْوِلَايَةِ

لیکن یہ کشف و کرامت احکامِ شریعت خصوصاً اس امر میں جو ظاہر کتاب وسنت کے مخالف ہے، حجت نہیں ہے اور صاحبِ کرامت وولایت اپنے حلیے، عمل اور قول میں سے کسی چیز میں

وَالْكَرَامَةِ عَنْ آحَادِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الزِّيِّ وَالْعَمَلِ وَالْقَوْلِ، وَلَا يَخْتَصُّ بِالنَّذْرِ وَغَيْرِهِ مِمَّا يَنْبَغِيْ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ خَاصَّةً۔

عام مسلمانوں سے ممتاز نہیں ہوتا ہے اور نہ نذر وغیرہ کے ساتھ مختص ہے، کیونکہ نذر اللہ کے لیے خاص ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ الْحَازِمِيُّ: "اَلَّذِيْ يَجِبُ لِلْأَوْلِيَاءِ الْمُتَّبِعِيْنَ لَا الْمُبْتَدِعِيْنَ هُوَ الْمَحَبَّةُ وَالتَّوْقِيْرُ وَالتَّعْظِيْمُ وَالْاِتِّبَاعُ وَالدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالْاِقْتِفَاءُ بِهِمْ فِيْ مَحَاسِنِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ بِمَا اقْتَضَى الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَإِثْبَاتُ الْكَرَامَةِ اللَّازِمَةِ كَمَا وَقَعَ لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَلَا يَتَجَاوَزُ بِهِمْ إِلَى حَدِّ الْمُعْجِزَاتِ النَّبَوِيَّةِ، وَلَا الْخَوَارِقِ الْإِلٰهِيَّةِ، حَتَّى يُعْرَفَ الْفَرْقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْخَلْقِ وَالْمَعْصُوْمِ وَغَيْرِهِ" ۔

محمد بن ناصر حازمی کہتے ہیں: جو اولیاء قرآن وحدیث کے متبع ہوں، ان سے محبت رکھے، ان کی توقیر وتکریم کرے، ان کے لیے دعا واستغفار بجا لائے، محاسن اقوال وافعال میں ان کا پیرو بنے جیسا کہ کتاب وسنت کا تقاضا ہے۔ لازمی کرامات کو ثابت مانے جیسا کہ بعض صحابہ اور تابعین کے ہاتھوں پیش آچکا ہے، مگر معجزاتِ نبویہ اور افعالِ الٰہیہ تک نہ لے جائے تا کہ حق تعالیٰ اور اس کی مخلوق اور معصوم وغیرہ کے مابین فرق معلوم رہے۔

معجزہ اور کرامت کی تعریف:

وَتَعْرِيْفُ الْمُعْجِزَةِ: هِيَ أَمْرٌ خَارِقٌ

معجزہ کی تعریف: خارقِ عادت امر کو کہتے ہیں جو

لِلْعَادَةِ، دَاعٍ إِلَى الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ، مَقْرُوْنٌ بِدَعْوَى النُّبُوَّةِ، قُصِدَ بِهِ إِظْهَارُ صِدْقِ مَنِ ادَّعَى أَنَّهُ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ۔

خیر وسعادت کا سبب ہو، اور دعوائے نبوت سے مربوط ہو، جس کا مقصد اس شخص کی سچائی کا اظہار ہو جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

وَتَعْرِيْفُ الْكَرَامَةِ: بِأَنَّهَا ظُهُوْرُ أَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ، مِنْ قِبَلِ شَخْصٍ غَيْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَى النُّبُوَّةِ، فَمَا لَا يَكُوْنُ مَقْرُوْنًا بِالْإِيْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ يَكُوْنُ اسْتِدْرَاجًا، وَمَا كَانَ مَقْرُوْنًا بِدَعْوَاهَا يَكُوْنُ مُعْجِزَةً۔

کرامت کی تعریف: خارقِ عادت امر کا ظاہر ہونا ایسے شخص کی جانب سے جو نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ یہ کرامت اگر ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مربوط نہ ہو تو اسے استدراج اور اللہ کی طرف سے ڈھیل دینا کہتے ہیں، اور اگر دعوائے نبوت کے ساتھ مربوط ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔

وَأَمَّا إِثْبَاتُ التَّصَرُّفِ فِيْ الْعَالَمِ لِلْأَوْلِيَاءِ، وَسُقُوْطِ التَّكْلِيْفِ عَنْهُمْ، وَإِثْبَاتُ مَا يَخْتَصُّ بِاللّٰهِ لَهُمْ، فَإِسْقَاطٌ لِحَقِّ الرُّبُوْبِيَّةِ وَالْأُلُوْهِيَّةِ، وَدَعْوَى مُجَرَّدَةٌ عَنِ الدَّلِيْلِ، بَلْ مِنَ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ الضَّعِيْفَةِ، وَالْأَبَاطِيْلِ الشِّرْكِيَّةِ السَّخِيْفَةِ۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیاء کو کائنات میں تصرف کا حق ہے اور تکلیفِ شرعی ان سے ساقط ہے، ساتھ ہی ایسی چیزوں کو ان کے لیے ثابت کرنا جو اللہ کے لیے خاص ہیں یقینا یہ ربوبیت اور الوہیت کے حق کو ساقط کرنا ہے اور بلا دلیل خالی دعویٰ کرنا ہے، بلکہ یہ کمزور فاسد عقائد اور بیہودہ باطل شرکیہ اعمال میں سے ہے۔

وَالْاِسْتِدْلَالُ بِأَمْثَالِ قَوْلِهِ تَعَالَى:

اور اللہ کے قول ’’وہ جو چاہتے ہیں ان کے لیے

﴿لَهُم مَّا يَشَآءُونَ﴾ [الزمر:٣٤] حُجَّةٌ كَاسِدَةٌ، فَإِنَّ ذٰلِكَ وَعْدٌ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَهٰذَا لَهُمْ فِيْ الْآخِرَةِ، كَمَا صَرَّحَتْ بِهِ الْآيَاتُ وَالْأَحَادِيْثُ۔

ہے۔'' جیسے ربانی اقوال سے استدلال کرنا فاسد اور بے کار حجت ہے، کیونکہ اس میں ان کے لیے اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے، اور یہ چیز انھیں آخرت میں حاصل ہوگی جیسا کہ بہت سی آیات اور احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔

وَدَعْوَى الْعُمُوْمِ بَعِيْدَةٌ مَحَالَةٌ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا عَلَى الضَّمَائِرِ، وَحَكَمًا بَيْنَ الْعَادِلِ وَالْجَائِرِ، وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ.

اور عموم کا دعوی بعید اور محال ہے، اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے، اور اللہ ہی سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ دلوں پر گواہی کے اعتبار سے اور عادل اور ظالم کے درمیان فیصلہ کرنے کے اعتبار سے اللہ کافی ہے، مگر ان کی گھڑی ہوئی باتوں نے انھیں ان کے دین کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

مَا أَكْثَرَ هٰذَا الْيَوْمَ فِيْ الْأَحْزَابِ الْمُتَحَزِّبَةِ، وَالْجُمُوْعِ الْمُجْتَمِعَةِ، مِنْ فِرَقِ الشِّيْعَةِ، وَالْمُتَصَوِّفَةِ، وَطَوَائِفِ الْمُبْتَدِعَةِ، يُسَيِّرُوْنَ قَوَاعِدَ لَمْ تَتَأَسَّسْ عَلَى عِلْمٍ، وَلَا

آج شیعہ، صوفی، بدعتی اور حزبیت سے متعلق کتنی ایسی جماعتیں اور گروہ ہیں جو ایسے قواعد بناتے ہیں جن کی بنیاد نہ تو علم پر ہوتی ہے اور نہ ہی ہدایت اور روشن کتاب، یعنی کھلی دلیل پر ہوتی ہے، پھر یہ اسی پر اپنے علم وعمل کے پل

هُدًى، وَلَا كِتَابٍ مُنِيْرٍ، ثُمَّ يَبْنُوْنَ عَلَيْهَا قَنَاطِيْرَ عِلْمِهِمْ وَعَمَلِهِمْ، وَمَا لَمْ يَشْهَدْ لَهُ دَلِيْلٌ مِنَ الْافْتِرَاءِ۔

باندھنا شروع کر دیتے ہیں، اور جس کی سوائے افترا پردازی کے کوئی دلیل نہ ہو۔

وَالشُّبْهَةُ الَّتِيْ نَشَأَتْ عَنِ الْهَوَى وَالْأُلْفِ وَالتَّقْلِيْدِ، سَاقِطَةٌ فِيْ الْبَيِّنِ فَتَبْقَى الدَّعْوَى مُجَرَّدَةً، وَحُجَجُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَكْبَرُ وَأَكْثَرُ۔

اور ایسا شبہہ جو خواہشاتِ نفس اور معاشرتی چلن اور تقلید کا نتیجہ ہو تو واضح طور پر یہ ساقط ہوں گے اور اس طرح مجرد دعوی باقی رہے گا، جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دلیلیں بہت زیادہ ہیں۔

وَفِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ﴾ [آل عمران:۳۱] أَوْضَحُ دَلِيْلٍ عَلَى الْمُدَّعِيْ لِأَنَّ الْخَيْرَ مَقْصُوْرٌ عَلَى اتِّبَاعِهِ۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“ میں مدعی کے خلاف واضح دلیل ہے، کیونکہ اس میں خبر صرف اتباعِ رسول پر منحصر ہے۔

فَيَا حَسْرَةَ الْجَهَلَةِ الْبَطَلَةِ الزَّاعِمِيْنَ بِأَنَّ اتِّبَاعَهُمْ لِمَنْ قَلَّدُوْهُ يُنْجِيْهِمْ مِنْ دُوْنِ اقْتِصَاصٍ وَاقْتِصَارٍ عَلَى الْآثَارِ النَّبَوِيَّةِ ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران:۸۵]

سو افسوس ہے ایسے جاہل باطل پرستوں پر جن کا گمان ہے کہ جن کی یہ تقلید کرتے ہیں ان کی اتباع انھیں نجات دے گی آثارِ نبویہ پر اکتفا کریں یا نہ کریں، جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔“

نبی مکرم ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام ہے:

وَالْإِسْلَامُ مَا جَاءَ بِهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ: ﴿وَمَن يَعْتَصِم بِٱللَّهِ فَقَدْ هُدِىَ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [آل عمران:۱۰۱] فَمَنْ لَمْ يَخُصَّ اللّٰهَ بِالْاِعْتِصَامِ، وَهُوَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، لَمْ يَعْتَصِمْ عَنِ الضَّلَالَةِ، وَمَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ، سَلِمَ مِنَ الضَّلَالَةِ.

اور اسلام وہی ہے جسے خاتم النبیین اور سید المرسلین ﷺ لے کر آئے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جو شخص اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لے تو یقینا اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی گئی۔“ چنانچہ جو اللہ کو خصوصی طور پر مضبوطی سے نہ تھامے حالانکہ وہ تمام شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہے تو وہ کبھی گمراہی سے محفوظ نہیں رہ سکتا، مگر جو اللہ کے لیے خالص رہا وہ گمراہی سے ضرور محفوظ رہے گا۔

وَمِثْلُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [الاعراف:۳]

اسی طرح اللہ کا یہ قول ہے: ”تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔“

غیر اللہ سے استغاثہ وغیرہ کے حوالے سے صوفیوں کی گمراہی کا بیان:

وَلَقَدْ أَرْبَى ضَلَالُ الْمُتَصَوِّفَةِ، صوفیوں کی گمراہی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے

وَاتَّبَعَهُمُ الرُّعَاعُ وَالْجَهَلَةُ، وَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ، فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا يَا سَيِّدِيْ أَحْمَدُ الْبَدَوِيُّ، وَيَا سَيِّدِيْ الزَّيْلَعِيُّ، وَيَا سَيِّدِيْ عَيْدَرُوْسُ، وَيَا جِيْلَانِيُّ، وَلَا تَسْمَعُ مَنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ، وَيَلْجَأُ إِلَيْهِ فِيْ الْبَحْرِ وَالْبَرِّ إِلَّا قَلِيْلًا، وَلَفَقُوْا كَذِبَاتٍ لَا أَصْلَ لَهَا۔

اور جاہل عوام ان کے پیچھے چل رہی ہے، شیطان کا ان پر غلبہ ہو چکا ہے، جس نے انھیں ذکرِ الٰہی سے غافل کر دیا ہے، چنانچہ آپ یا سیدی احمد بدوی، یا سیدی زیلعی، یاسیدی عیدروس اور یا جیلانی جیسے شرکیہ نعروں کے سوا کچھ نہیں سنیں گے، آپ انھیں اللہ کا ذکر کرتے نہیں سنیں گے مگر تھوڑا، جس کے ساتھ انھوں نے ایسے جھوٹ ملا رکھے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وَقَدْ عَمَّتْ جَهَالَاتُهُمُ الْيَوْمَ عَامَّةَ أَهْلِ وَقْتِنَا وَخَاصَّتَهُمْ، إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَيُضِيْفُوْنَ إِلَيْهِمْ مِنَ الْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ بِالْمُغَيَّبَاتِ، وَالتَّصَرُّفِ فِيْ الْكَائِنَاتِ، مَا يَخْتَصُّ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ، حَتَّى قَالُوْا: فُلَانٌ يَّتَصَرَّفُ فِيْ الْعَالَمِ، وَكُلُّ عِبَارَةٍ أَخْبَثُ مِنْ أُخْتِهَا۔

اور ان کی جہالتیں آج ہر عام وخاص میں رائج ہیں، سوائے اس کے جسے اللہ نے بچا لیا ہو، چنانچہ انھوں نے ان کو قدرت، علمِ غیب اور کائنات میں تصرفات کرنے جیسے اوصاف دے دیے ہیں جو صرف اللہ کے ساتھ خاص تھے، یہاں تک کہ یہ کہتے ہیں کہ فلاں کو کائنات میں تصرفات کا حق ہے، اور اس طرح کا ہر جملہ دوسرے سے زیادہ خبیث ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ صَنِيْعِ هٰؤُلَاءِ، وَنَسْأَلُكَ أَنْ تَكْتُبَنَا مِنَ

اے اللہ! ہم ان کے ایسے عمل سے بری ہیں، ہمیں ان لوگوں میں شامل کر جو ان کی

النَّاهِيْنَ عَنْ ضَلَالَاتِهِمْ، وَالْمُنَادِيْنَ لَهُمْ، وَنَسْتَغْفِرُكَ فِيْ التَّقْصِيْرِ، وَقَدْ عَلِمْتَ عِجْزَنَا عَنِ السَّيْفِ وَالْقَنَا، أَنْ نَقْضِيَ بِهِ عَلَيْهِمْ، وَعَنِ اللِّسَانِ أَنْ نُّنْصِحَهُمْ، أَوْ نُنَادِيْ بِهِ عَلَيْهِمْ، إِلَّا فِيْ الصُّحُفِ وَالْكِتَابَةِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ انتھیٰ۔

گمراہیوں اور ان کی طرف دعوت دینے والوں سے روکتے ہیں، ہم اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرتے ہیں، تو جانتا ہے کہ ہم انھیں تلوار سے نہیں روک سکتے اور نہ ہی زبان سے منع کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم صرف اخبارات اور کتابوں میں تحریر لکھیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔

بزرگوں کا وسیلہ

وَمِنْ لَوَاحِقِ الْبَحْثِ الَّذِيْ قَبْلَهُ التَّوَسُّلُ بِهِمْ، وَ أَصْلُ الْوَسِيْلَةِ: مَا يُتَوَسَّلُ بِهِ وَيُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى الشَّيْئِ۔	گذشتہ مبحث سے متعلق ایک مسئلہ اولیاء اور صلحاء کے ساتھ توسل کرنے کا ہے۔ اصل میں وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کی طرف تقرب وتوسل حاصل کریں۔
وَحَدِيْثٌ: "آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ" قِيْلَ: اَلْقُرْبُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَقِيْلَ: اَلشَّفَاعَةُ، وَقِيْلَ: مَنْزِلَةٌ مِنْ مَنَازِلِ الْجَنَّةِ۔	حدیث میں آیا ہے: "محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما۔" [صحیح البخاری: ۶۱۴] اس وسیلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب، یا شفاعت، یا جنت میں کوئی مقام ومنزلت یا مقامِ محمود ہے۔
وَفِيْ التَّوَسُّلِ خِلَافٌ، وَالْحَقُّ أَنَّ مَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَبَ اتِّبَاعُهُ، وَالْعَمَلُ بِهِ، كَحَدِيْثِ الْأَعْمَى الَّذِيْ فِيْ السُّنَنِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ، لَا مَوْضُوْعٌ، وَ فِيْهِ "يَا مُحَمَّدُ! إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّيْ"۔ [1]	اور توسل میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہوا ہے اس کی اتباع اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، جیسے ایک نابینے کی حدیث سنن میں وارد ہوئی ہے، جو حسن حدیث ہے نہ کہ موضوع، جس میں یہ الفاظ منقول ہیں: "اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔" [مسند أحمد: ۴/ ۱۳۸]

[1] اس حدیث کے مکمل الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابینا شخص نے نبی ﷺ سے دعا کروائی تھی اور دعا کا وسیلہ ڈالا تھا، ذات کا نہیں۔

وَحَدِيْثٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَفِيْهِ: "بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ" وَأَمْثَالُ ذٰلِكَ۔

یا جیسے یہ حدیث جسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے: ''تجھ پر سوالیوں کا جو حق ہے، اس کے وسیلے سے۔'' [مسند أحمد: ۳/۲۱-ضعیف] اور اسی طرح کے دیگر دلائل۔

نیک لوگوں سے متعلقہ اشیاء سے برکت لینا ممنوع ہے:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُؤْخَذُ مِنْ طَلَبِ الْوَضُوْءِ عَلَى الْمَرِيْضِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْتِمَاسِ الْبَرَكَةِ فِيْمَا لَامَسَهُ الصَّالِحُوْنَ، لِتَقْرِيْرِهِ ﷺ عَلَى ذٰلِكَ۔

بعض نے کہا کہ اس چیز سے تبرک کرنا جسے صلحاء نے ہاتھ لگایا یا استعمال کیا ہے، اس مریض کے واقعے سے استدلال کرنا جس میں نبی اکرم ﷺ سے برکت کی خاطر وضو کا پانی مانگا گیا تھا، اور آپ اس پر خاموش رہے۔

وَهٰذَا مَحَلُّ تَوَقُّفٍ لِأَنَّ ذٰلِكَ بِالْقِيَاسِ، وَهُوَ مَمْنُوْعٌ، لِسَدِّ ذَرَائِعِ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ فِي الْخَلْقِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الصَّالِحِيْنَ فِيْ رُتْبَتِهِ حَتّٰى يَلْحَقَ بِهِ، كَمَا هُوَ مُقْتَضَى الْقِيَاسِ مَعَ الْفَارِقِ۔

مگر اس جگہ تامل ہے، کیونکہ یہ محض قیاس ہے اور عقائد کے باب میں یہ سدِ ذرائع کے طور پر ممنوع ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ بزرگوں میں سے کوئی آپ کے مقام تک پہنچ سکے، چنانچہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔

وَأَمَّا مَا لَمْ يَصِحَّ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ، فَسَدُّ الْبَابِ هُوَ

اور جو بات رسول اللہ ﷺ سے صحت کو نہیں پہنچی، گو قیاس کی نظر میں وہ مستحسن معلوم ہو، اس

اللَّازِمُ حِمَايَةً لِجَنَابِ التَّوْحِيْدِ، إِذْ فَتْحُ هَذَا ذَرِيْعَةٌ لِاتِّسَاعِ عَقَائِدِ السُّوْءِ، وَالْخُرُوْجِ عَنْ مَحْضِ التَّوْحِيْدِ الْمَأْمُوْرِ بِهِ، قَالَ تَعَالَى:﴿يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾ [البقرة:١٦٥]

جگہ توحید کی محافظت کی خاطر یہ دروازہ بند کرنا لازم ہے، کیونکہ اس سے بدعقیدگی کا دروازہ کھلے گا، نیز اس توحیدِ خالص سے خروج لازم آئے گا جس (کے ساتھ تمسک) کا حکم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ ان سے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنا اور جو مومن ہیں وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔''

وَالْمُؤْمِنُوْنَ عَرَفُوْا اللّٰهَ مُنَزَّهًا عَنِ الْأَنْدَادِ وَالْأَضْدَادِ، وَمُنْعِمًا وَّ رَؤُوْفًا وَّرَحِيْمًا بِالْعِبَادِ، وُدُوْدًا وَّكَرِيْمًا وَّلَطِيْفًا وَّخَالِقًا وَّرَازِقًا، وَنَحْوِهَا مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ، فَأَحَبُّوْهُ كَمَا يَنْبَغِيْ لَهُ، وَيَزْدَادُ هَذَا بِزِيَادَةِ الْمَعْرِفَةِ۔

مومنوں نے اللہ وحدہ لاشریک کو انداد و اضداد سے منزہ و پاک جانا ہے اور اسی کو بندوں کے لیے منعم، رحیم، رؤوف، ودود، کریم، لطیف، خالق اور رازق سمجھا ہے۔ انہیں صفاتِ کمال کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ اور ان صفات میں معرفت جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

یا الٰہی! تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان ومال اور میرے اہل وعیال سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

وَالَّذِيْ يَظْهَرُ أَنَّ الْحَامِلَ لِمَنِ ادَّعَى الْعِلْمَ وَالْعَقْلَ، عَلَى مَحَبَّةِ

مدعیانِ علم وعقل کو بے فائدہ اور بے ضرر لوگوں کی محبت پر اور ان کے ساتھ توسل کرنے پر

مَا لَا يَنْفَعُ وَلَا يَضُرُّ، وَالتَّوَسُّلَ بِهِ، وَالْاِعْتِقَادَ فِيْهِ، اتِّبَاعُ مَنْ يَظُنُّ بِهِ الْخَيْرَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَدرَّجَهُمْ إِبْلِيْسُ شَيْئًا فَشَيْئًا، حَتَّى تَعَوَّدُوْا ذٰلِكَ وَأَلِفُوْهُ، وَسَوَّغَ لَهُمْ ذٰلِكَ التَّقْلِيْدَ، وَعَدَمَ النَّظْرِفِيْ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

ابھارنے والی چیز دراصل اہلِ علم کے ساتھ حسنِ ظن کی اتباع ہے۔ ابلیس نے تھوڑا تھوڑا درجہ بدرجہ انھیں اس کام پر لگایا، یہاں تک کہ انھیں اس توسل کی عادت ہوگئی اور اس تقلید کی وجہ سے انھوں نے کتاب وسنت میں غور وفکر کرنا ترک کردیا۔

وَمَنْ نَظَرَ بِإِنْصَافٍ فِيْهِمَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ الْحَقُّ الصَّرَاحُ، وَلِهٰذَا لَا تَسْمَعُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فِيْ مَدَائِنِ الْإِسْلَامِ الْاِسْتِغَاثَةَ بِاللّٰهِ وَلَا الْاِسْتِعَانَةَ مِنْهُ وَلَا التَّوَسُّلَ بِهِ وَلَا دَوَامَ ذِكْرِهِ إِلَّا قَلِيْلًا أَقَلَّ، وَإِنَّمَا أَكْثَرُهُمُ اللَّجُّ بِالْمَشَايِخِ وَالْأَوْلِيَاءِ۔

لیکن اگر کوئی شخص انصاف کے ساتھ قرآن وحدیث میں غور وفکر کرتا تو حقِ صریح اس پر مخفی نہ رہتا۔ بلادِ اسلام میں شدائد ومصائب کے وقت ہمیشہ اللہ وحدہ لا شریک لہٗ کے ساتھ استغاثہ اور استعانت ہوتی تھی، مگر اب ایک جہان نے مشایخ واولیاء کا دامن پکڑ رکھا ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ أَمْثَالِ تِلْكَ الضَّلَالَاتِ وَالْمُحْدَثَاتِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَمِيْعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ۔

نذرونیاز اور اس کی اقسام

وَمِنْ لَوَاحِقِ ذَلِكَ، النَّذْرُ لِلْأَوْلِيَاءِ وَلِلْقُبَّابِ وَالْمَشَاهِدِ وَالْقُبُوْرِ وَالضَّرَائِحِ۔ وَقَدْ وَرَدَ فِي الصَّحِيْحِ عَنْهُ ﷺ النَّهْيُ عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ: "إِنَّهُ لَا يَأْتِيْ بِخَيْرٍ".

من جملہ اس باب کے متعلقہ مسائل میں ایک مسئلہ اولیاء، قبوں، مشاہد و قبور اور مزاراتِ صلحاء کے واسطے نذرونیاز کرنا ہے، حالانکہ صحیح احادیث میں نذر سے صریح ممانعت آئی ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”یہ کوئی خیر نہیں لاتی۔“ [مسند أحمد: ۸۶/۲]

فَقِيْلَ: اَلنَّذْرُ مِنْ حَيْثُ هُوَ مَكْرُوْهٌ۔ وَقِيْلَ: خِلَافُ الْأَوْلَى۔

چنانچہ کہا گیا کہ یہ اصلاً مکروہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ خلافِ اولیٰ ہے۔

وَفِيْهِ إِسَاءَةُ الظَّنِّ بِرَبِّهِ وَهَذَا يُؤَكِّدُ حَمْلَ النَّهْيِ عَلَى التَّحْرِيْمِ، وَالْمُرَادُ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ وَلَا نَفْعَ فِيْهِ، وَلَا صَرْفَ ضَرٍّ، وَلَا جَلْبَ خَيْرٍ۔

اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی اور ربِ رحیم کے ساتھ بدگمانی ہے، اس لیے مذکورہ نہی کو تحریم پر محمول کرنا موکد ہے۔ درست مراد یہی ہے کہ نذر قضا کو پھیرتی ہے نہ کچھ نفع دیتی ہے، وہ ضرر کو دور کرتی ہے اور نہ کسی خیر کو کھینچتی ہے۔

قبروں اور مزاروں پر نذرونیاز سے متعلق اہلِ علم کا کلام:

وَالظَّاهِرُ مِنَ الْأَدِلَّةِ الصَّحِيْحَةِ الصَّرِيْحَةِ تَحْرِيْمُ نُذُوْرِ الْقُبَابِ

صحیح اور صریح دلائل کے ساتھ قبوں وغیرہ پر نذریں ماننے کی تحریم ثابت ہے اور یہ وہ عمل

وَغَيْرِهَا، وَهٰذَا مِنَ الْعَمَلِ الَّذِيْ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُهُ۔

ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دین پر نہیں ہے۔

وَفِيْ الصَّحِيْحَيْنِ "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ".

صحیحین میں آیا ہے: ''جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر یا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' [صحیح البخاری: ۲۵۵۰]

وَهُوَ دَالٌّ عَلَى بُطْلَانِ الْعُقُوْدِ غَيْرَ الْمَأْمُوْرِ بِهَا، وَعَدَمُ تَرَتُّبِ ثَمَرَاتِهَا عَلَيْهَا سَوَاءٌ كَانَ عَنْ مَنْ جَهِلَ، أَوْ عَرَفَ الْحَقَّ، وَتَعَمَّدَ خِلَافَهُ. فَهٰذِهِ النُّذُوْرُ مُحَرَّمَةٌ بَاطِلَةٌ.

یہ حدیث غیر شرعی معاملات کے بطلان اور ان پر ثمراتِ خیر کے نہ ملنے کی دلیل ہے۔ خواہ وہ شخص جہل سے یہ کام کرے یا معرفتِ حق کے بعد ایسے فعل کا مرتکب ہو، پس اس طرح کے نذر و نیاز محرم اور باطل ہیں۔

وَكَذٰلِكَ الْأَمْوَالُ الَّتِيْ تُوَقَّفُ عَلَى الْكَعْبَةِ الْمُشَرَّفَةِ، وَعَلَى الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ، يَنْبَغِيْ صَرْفُهَا فِيْ مَصَالِحِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ، وَلَا تُتْرَكُ سُدىً۔

اسی طرح وہ اموال جو کعبہ مکرمہ اور مسجدِ نبوی پر وقف کیے جاتے ہیں، ان کو یہاں وقف کرنے کے بجائے مصالحِ المسلمین پر خرچ کرنا بہتر ہے۔ انھیں یونہی بے سود نہ چھوڑ دیا جائے۔

وَلَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ قُبُوْرَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ مَسَاجِدَ، يُصَلَّى فِيْهَا، فَكَيْفَ مَنِ اعْتَقَدَ وَاتَّخَذَ الْقَبْرَ وَثَنًا يَضُرُّ وَيَنْفَعُ؟

اور جو لوگ انبیاء کی قبروں کو مسجد بناتے ہیں اور ان کی طرف یا ان کے قریب نماز پڑھتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو قبر کو نفع و نقصان کا اختیار دے کر بت بنا کر اسے پوجے؟! [صحیح

مسلم:۵۲۹]

وَعَنْهُ ﷺ: ”اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ“.

اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غیظ وغضب ان لوگوں پر شدید ہوا جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

[مصنف ابن أبي شيبة: ۲/۳۷۵]

وَ ”إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُوْلَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّان۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ان لوگوں کا یہی حال تھا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے بدتر ہوں گے۔ [صحیح البخاری: ۴۳۴] اسے امام احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه: ”أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا أَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتُهُ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ“.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نہ چھوڑو کوئی تصویر (مجسمہ) مگر مٹادو اس کو اور نہ چھوڑو کوئی بلند قبر مگر اس کو زمین کے برابر کردو۔ [صحیح مسلم: ۹۶۹]

وَقَدْ عُلِمَ بِالْأَدِلَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْمُحْكَمَةِ أَنَّ بِنَاءَ الْمَشَاهِدِ وَالْقُبَّابِ لَا يَجُوْزُ وَأَنَّ النُّذُوْرَ لَهَا مُحَرَّمَةٌ۔

اور صحیح محکم دلیلوں سے یہ ثابت ہے کہ قبروں پر قبہ اور خانقاہ بنانا جائز نہیں ہے اور ان کے لیے نذرونیاز ماننا حرام ہے۔

خواب اگر پراگندہ نہیں تو وہ وحیِ الٰہی کا حصہ ہیں

وَالرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَحْيٌ حَقٌّ، إِذَا رَأَى صَاحِبُهَا فِيْ مَنَامِهِ مَا لَيْسَ ضَغْثًا، فَقَصَّهَا عَلَى عَالِمٍ، وَصَدَّقَ فِيْهَا، وَأَوَّلَهَا عَلَى أَصْلِ تَأْوِيْلِهَا الصَّحِيْحِ وَلَمْ يُحَرِّفْ.

اگر خواب پراگندہ نہ ہو اور کوئی عالم اس کی تاویل وتعبیر صحیح بیان کردے اور اس میں کوئی تحریف نہ کرے تو خواب اللہ کی طرف سے سچی وحی ہے۔

وَالرُّؤْيَا تَأْوِيْلُهَا حَقٌّ، وَقَدْ كَانَتِ الرُّؤْيَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَحْيًا فَأَيُّ جَاهِلٍ أَجْهَلُ مِمَّنْ يَطْعَنُ فِيْ الرُّؤْيَا، وَيَزْعَمُ أَنَّهَا لَيْسَتْ بِشَيْءٍ، وَبَلَغَنِيْ أَنَّ مَنْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ لَا يَرَى الْاِغْتِسَالَ مِنَ الْاِحْتِلَامِ۔

خواب کی تاویل برحق ہے۔ انبیاء کے خواب یقیناً وحی ہوتے ہیں۔ اس سے بڑا جاہل آخر کون ہوگا جو خواب پر اعتراض کرے اور کہے کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے؟! اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جو ایسی رائے رکھتا ہے وہ احتلام کی وجہ سے غسل واجب نہیں مانتا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ”إِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُكَلِّمُ بِهِ الرَّبُّ عَبْدَهُ“.

بلاشبہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، فرمایا: ”مومن کا خواب ایک ایسا کلام ہے جس کے ذریعے سے رب تعالیٰ اپنے بندے سے ہم کلام ہوتا ہے۔“ [فتح الباری: ۱۲/ ۳۵۴]

وَقَالَ: ”إِنَّ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ“.

اور مزید آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً خواب اللہ

کی طرف سے ہوتے ہیں۔“

[صحیح البخاری: ۷۰۴۷]

وَفِيْ الْبَابِ أَحَادِيْثُ، ذِكْرُهَا فِيْ الْمِشْكَاةِ وَغَيْرِهِ۔	اس باب کے تحت کئی حدیثیں ہیں، جنھیں مشکاۃ وغیرہ میں نقل کیا گیا ہے[1]۔

[1] اس مسئلے کی وضاحت علامہ نواب رحمہ اللہ ”خواب کی حقیقت“ کے تحت یوں کرتے ہیں کہ:

”اگر خواب پراگندہ نہ ہو اور کوئی عالم اس کی تاویل وتعبیر صحیح بیان کر دے تو خواب اللہ کی طرف سے سچی وحی ہے۔ انبیا کے خواب یقیناً وحی ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

"رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُّكَلِّمُ بِهِ الرَّبُّ عَبْدَهٗ".

[السنۃ لابن أبي عاصم: ۴۸۶، وفیہ ضعف]

خواب کا ثبوت قرآن وحدیث اور آثار صحابہ سے ہوتا ہے۔ ہاں جو خواب احکام شریعت کے ظاہر کے مخالف یا مثبتِ بدعت ہو، وہ انکار کے لائق ہے۔ ایک شخص نے خواب میں عمل مولد کی تحسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی مجدد رحمہ اللہ نے مکتوبات میں اس پر انکار کیا۔ خواب کشف کی مثل حجت نہیں ہوتا ہے، یہ خواب دیکھنے والے کے لیے محض بشارت ہے۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

(مجموعہ رسائل عقیدہ: ۳/ ۵۴۳)

نیز علامہ نواب رحمہ اللہ ایک اور جگہ ”کشف والہام حجت شرعیہ نہیں ہیں“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

”الہام، کشف اور خواب حجت شرعیہ ہے نہ ان سے کوئی حکمِ شرع ثابت ہوتا ہے۔ کشفِ اولیا میں اکثر خطا ہوتی ہے اور جو الہام ومنام حدیث کے خلاف ہو، وہ مردود ہے، اس پر تمام سلف وخلف کا اجماع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور بات ہی قطعی حجت ہے اور روایت وحدیث میں کذب اور نسیان کا احتمال ضعیف ہے“۔

[مجموعہ رسائل عقیدہ ۳/ ۱۰۸]

معراجِ نبوی کا تذکرہ

وَأَجْمَعَ الْقَائِلُوْنَ بِالْأَخْبَارِ، وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِالْآثَارِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُسْرِيَ بِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، بِنَصِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَى إِلَى فَوْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَإِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى بِجَسَدِهِ وَرُوْحِهِ جَمِيْعًا، ثُمَّ عَادَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى مَكَّةَ قَبْلَ الصُّبْحِ۔

عاملین بالحدیث اور مومنین بالآثار کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ نصِ قرآن کے مطابق ایک رات مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ لے جائے گئے۔ پھر وہاں سے آسمان کی طرف چڑھے، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے ساتوں آسمانوں کے اوپر چلے گئے، پھر جسد و روح کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور پھر صبح سے پہلے ہی مکہ واپس آ گئے۔

وَفِيْهِ أَيْضًا دَلِيْلٌ عَلَى عُلُوِّ الرَّبِّ تَعَالَى، وَكَوْنِهِ فَوْقَ الْعَرْشِ، مُسْتَوِيًا عَلَيْهِ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ فِيْ مَوَاضِعَ مِنْ كِتَابِهِ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: ﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ﴾ [طٰہٰ:۵]

اس واقعے میں علو باری کی دلیل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، جیسا کہ قرآن کے اندر مختلف جگہوں پر وارد ہوا ہے، انہیں میں سے ایک یہ قول بھی ہے: ”رحمان وہ ہے جو عرش پر بلند ہے۔“

معراج، جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوا:

فَمَنْ قَالَ: إِنَّ الْإِسْرَاءَ فِيْ لَيْلَةٍ

اور جو یہ کہے کہ اسراء ایک رات میں ہوا اور

وَالْمِعْرَاجَ فِيْ أُخْرٰى فَقَدْ غَلِطَ۔ وَمَنْ قَالَ: إِنَّهُ مَنَامٌ وَإِنَّهُ لَمْ يُسْرِ بِعَبْدِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔

معراج دوسری رات میں تو وہ غلطی پر ہے۔ اور جو یہ کہے کہ یہ خواب تھا، فی الواقع اسراء ہوا ہی نہیں تو وہ کافر ہے۔

واقعہ معراج کے رواۃ:

وَقَدْ رَوٰى قِصَّةَ الْإِسْرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ كَثِيْرَةٌ، وَكُلُّ ذٰلِكَ أَخْبَارٌ صَحِيْحَةٌ، وَآثَارٌ صَرِيْحَةٌ مَقْبُوْلَةٌ، مَرْضِيَّةٌ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ.

اسرا و معراج کا یہ قصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اور یہ تمام احادیث و آثار صحیح اور صریح نیز محدثین کے نزدیک مقبول ہیں۔

کیا معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا؟

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ هَلْ رَأٰى ﷺ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمْ لَا؟ فَذَهَبَ إِلٰى كُلْ وَجْهٍ ذَاهِبٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَأَتْبَاعِهِمْ، وَأَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالتَّارِيْخِ۔

البتہ رب تعالیٰ کی رویت میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ صحابہ و تابعین، محدثین، فقہاء اور مورخین کا ایک گروہ دونوں طرف گیا ہے۔

وَالرَّاجِحُ الرُّؤْيَةُ، وَبِهِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ، وَرُوِيَ مَأْثُوْرًا، وَالْحَدِيْثُ

جبکہ راجح یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ امام احمد اور اہلِ حدیث اسی کے

الَّذِيْ جَاءَ فِيْهَا عَلَى ظَاهِرِهِ۔ [1]

قائل ہیں۔اس کے متعلق جو حدیث آئی ہے وہ اپنے ظاہر پر ہے، مؤول نہیں ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّيْ وَهُوَ فِيْ مَكَانِهِ".

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے رب کی طرف لوٹا اس حال میں کہ وہ اپنی جگہ پر تھا۔" [فتح الباری: ۱۳/ ۴۷۸] [2]

وَالْحَدِيْثُ بِطُوْلِهِ مُخَرَّجٌ فِيْ الصَّحِيْحَيْنِ، وَالْمُنْكِرُ لِهَذِهِ اللَّفْظَةِ. بَعْدَ وُرُوْدِ الْحَدِيْثِ رَادٌّ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَفِيْ خَطَرٍ عَظِيْمٍ۔

اور یہ حدیث تفصیل کے ساتھ صحیحین میں مروی ہے، سو حدیث میں اس لفظ کا انکار کرنے والا اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہو گا، سو وہ سنگین خطرے سے دو چار ہو گا۔

① راجح بات یہ ہے کہ معراج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کو نہیں دیکھا، یہی بات احادیث اور صحابہ و تابعین سے مروی ہے۔ باقی رہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول تو یہ ان کی طرف یہ نسبت درست نہیں ہے۔ اور جس حدیث کی طرف مولف نے اشارہ کیا ہے وہ ایک راوی کا وہم ہے، حدیث نبوی میں بھی صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کو معراج کی رات دیکھنا ثابت نہیں ہے۔ (ش۔ر)

② قال ابن حجر: "ليس في السياق تصريح بإضافة المكان إلى الله".

امورِ غیب پر ایمان

وَيَجِبُ الْإِيْمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ، وَصَحَّ بِهِ الْخَبَرُ عَنْهُ، مِمَّا شَهِدْنَاهُ أَوْ غَابَ عَنَّا أَنَّهُ صِدْقٌ وَحَقٌّ، سَوَاءٌ فِيْ ذَلِكَ مَا عَقَلْنَاهُ، أَوْ جَهِلْنَاهُ، وَلَمْ نَطَّلِعْ عَلَى حَقِيْقَةِ مَعْنَاهُ، وَكَانَ يَقَظَةً لَا مَنَامًا۔

رسول اللہ ﷺ نے جن امورِ غائبہ کی خبر دی ہے اور وہ صحیح حدیث سے ثابت ہیں، خواہ ہم ان کے حقائق پر مطلع ہوں یا نہ ہوں، وہ سچے اور برحق ہیں، ان پر ایمان لانا واجب ہے، خواہ ہم انھیں سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں اور ان کے حقیقی معنوں سے مطلع نہ ہو سکیں۔ اور یہ کہ یہ سب خواب نہیں عالم بیداری میں ہوا ہے، یعنی کسی عقیدے یا شرعی حکم کے اثبات کے لیے خواب کو دلیل نہیں بنا سکتے۔

قیامت کی بعض نشانیوں کا بیان:

وَمِنْ ذَلِكَ: أَشْرَاطُ السَّاعَةِ، وَإِنَّ الدَّجَّالَ الْأَعْوَرَ خَارِجٌ فِيْ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَا مَحَالَةَ، كَمَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، لَا شَكَّ فِيْ ذَلِكَ، وَلَا ارْتِيَابَ، وَهُوَ أَكْذَبُ الْكَذَّابِيْنَ

جیسے کہ قیامت کی نشانیاں، خروجِ دجال کہ جس کا نکلنا اس امت میں یقینی ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

وَأَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نَازِلٌ

اور یہ کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام دمشق کے مشرقی حصے

يَنْزِلُ عَلَى الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ، شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، فَيَأْتِيْهِ -أَيْ الدَّجَّالُ- وَقَدْ حَصَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى عَقَبَةِ أَفِيْقٍ، فَيَهْرُبُ مِنْهُ، وَيَقْتُلُهُ عِنْدَ بَابِ لُدِّ الشَّرْقِيِّ، وَلُدٌّ أَرْضٌ بِفِلِسْطِيْنَ بِالْقُرْبَةِ مِنَ الرَّمْلَةِ نَحْوَ مِيْلَيْنِ مِنْهَا،

میں سفید منار پر نازل ہوں گے، اور دجال کو مارنے جائیں گے، اس وقت اس نے افیق گھاٹی کے پاس مسلمانوں کا محاصرہ کر رکھا ہو گا، چنانچہ وہ آپ کو دیکھ کر بھاگے گا سو آپ اسے مقامِ لد کے مشرقی دروازے کے پاس قتل کریں گے، اور لُد سرزمینِ فلسطین میں رملہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

وَيَظْهَرُ الْمَهْدِيُّ الْمُنْتَظَرُ، وَيَخْرُجُ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ، وَتَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَتَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَالنَّارُ، وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ مِمَّا صَحَّ بِهِ النَّقْلُ.

ظہورِ مہدی منتظر، خروجِ یاجوج ماجوج، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا خروج، اور اس طرح کی دیگر علامات کہ حدیثوں میں جن کی صراحت آئی ہے سب یقینی ہیں۔

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا، وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِيْ الْقُبُوْرِ، وَمَنْ أَنْكَرَ قِيَامَ السَّاعَةِ وَالْحَشْرَ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَخَرَجَ عَنْ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ۔

اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شبہہ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا، سو جو بھی قیامت کے قائم ہونے اور حشر کے بپا ہونے کا انکار کرے گا وہ کافر ہو کر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

موت اور ملک الموت پر ایمان کا بیان

وَنُؤْمِنُ بِأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ، وَأَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ عليه السلام أُرْسِلَ إِلَى مُوْسَى، فَصَكَّهُ حَتَّى فَقَأَ عَيْنَهُ، كَمَا جَاءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الصَّحِيْحِ۔ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا ضَالٌّ مُبْتَدِعٌ رَادٌّ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔

اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ موت بر حق ہے۔ اور یہ کہ ملک الموت کو موسی علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا، آپ نے اسے ایک طمانچہ مارا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی، جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، اس کا کوئی گمراہ یا بدعتی شخص ہی انکار کرسکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہو۔

عذابِ قبر:

وَيَجِبُ الْإِيْمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الْمَوْتِ، فَيُؤْمَنُ بِفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ وَنَعِيْمِهَا، وَقَدِ اسْتَعَاذَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَمَرَ بِهِ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ وَفِتْنَةِ الْأَجْدَاثِ وَضَغْطَتِهَا.

اسی طرح ایمان لانا واجب ہے موت کے بعد پیش آنے والی ان تمام چیزوں پر جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، چنانچہ عذابِ قبر اور اسی طرح آخرت کے عذاب اور اس کی نعمتوں پر ایمان لانا واجب ہے، نبی اکرم ﷺ عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے اسی طرح سے ضغطۂ قبر اور اس کے فتنے سے بھی پناہ مانگتے تھے اور ہر نماز میں ان سے

پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے۔

وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ حَقٌّ وَالنَّاسُ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَيُقَالُ: مَنْ رَّبُّكَ؟ وَمَا دِيْنُكَ؟ وَمَنْ نَّبِيُّكَ؟ فَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِيْ الْآخِرَةِ، فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ۔

اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا برحق ہے، لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جائیں گے؛ ان سے پوچھا جائے گا: تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قولِ ثابت کے ذریعے دنیا و آخرت ہر جگہ ثابت قدم رکھتا ہے، چنانچہ ایک مومن کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔

وَأَمَّا الْمُرْتَابُ فَيَقُوْلُ: هَاهَ هَاهَ! لَا أَدْرِيْ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ، فَيُضْرَبُ بِمِرْزَبَةٍ مِنْ حَدِيْدٍ، فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ، ثُمَّ بَعْدَ هَذِهِ الْفِتْنَةِ إِمَّا نَعِيْمٌ وَإِمَّا عَذَابٌ إِلَى أَنْ تَقُوْمَ الْقِيَامَةُ الْكُبْرَى فَتُعَادَ الْأَرْوَاحُ

البتہ جو شخص شک و شبہے میں پڑا ہو گا وہ کہے گا: ہائے ہائے! مجھے نہیں معلوم، میں لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنتا تھا وہی میں بھی کہتا تھا۔ چنانچہ اسے لوہے کی گرز سے اتنی زور سے مارا جائے گا کہ وہ ایک زوردار چیخ نکالے گا جسے پوری کائنات سنے گی سوائے انسان کے کہ اگر اسے انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ پھر قبر کی اس آزمائش کے بعد وہ یا تو جنت کی نعمتوں میں ہو گا یا دوزخ کے عذاب میں

إِلَى الْأَجْسَادِ۔

یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے، پھر روح کو جسم میں لوٹایا جائے گا۔

حشر کا بیان:

وَتَقُوْمُ الْقِيَامَةُ الَّتِيْ أُخْبِرَ بِهَا فِيْ كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ رَسُوْلِهِ ﷺ، وَأَجْمَعَ عَلَيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ. فَيَقُوْمُ النَّاسُ مِنْ قُبُوْرِهِمْ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ، وَيُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ۔

اور پھر قیامت قائم ہو گی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی اپنی کتاب میں خبر دی ہے اور جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔لوگ اپنی قبروں سے نکل کر رب العالمین کے سامنے حاضر ہوں گے اس حال میں کہ وہ ننگے پاؤں ننگے قدم اور غیر مختون ہوں گے، سورج ان کے قریب ہو گا اور وہ پسینے سے شرابور ہوں گے۔

میزان کا بیان جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہوں گے

وَتُنْصَبُ الْمَوَازِيْنُ، فَيُوْزَنُ فِيهَا أَعْمَالُ الْعِبَادِ مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، كَمَا يَشَاءُ اللّٰهُ أَنْ يُّوْزَنَ: ﴿فَمَن ثَقُلَتۡ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ۝١٠٢ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ فِي جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۰۲-۱۰۳]

اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قیامت کے روز میزان نصب کیے جائیں گے جن میں بندوں کے اچھے اور برے اعمال وزن کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا اسی طرح وزن کرے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”پھر وہ شخص جس کے پلڑے بھاری ہو گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہو گئے تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا، جہنم ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

وَالْمِيْزَانُ لَهُ كِفَّتَانِ وَلِسَانٌ. وَتُنْشَرُ الدَّوَاوِيْنُ، وَهِيَ صَحَائِفُ الْأَعْمَالِ، فَآخِذٌ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ، وَآخِذٌ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ، وَمِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَيُحَاسِبُ اللّٰهُ الْخَلْقَ،

میزان کی ایک زبان اور دو پلڑے ہوں گے۔[1] اور اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ صحائفِ اعمال کو کھولا جائے گا، کوئی اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لیے ہو گا، اور کوئی بائیں ہاتھ میں اور کوئی پیچھے سے لے گا، اور اللہ تعالیٰ

① میزان کی زبان کا ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ بعض اہل علم نے زبان سے مراد ترازو کے پلڑے کی نوک مراد لی ہے۔ (ش۔ر)۔

وَيَخْلُوْ بِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوْبِهِ، كَمَا وَرَدَ فِيْ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

تمام مخلوق کا حساب لے گا، اور رب تعالیٰ بندۂ مومن کے ساتھ اقرارِ ذنوب کے لیے تخلیہ کرے گا جس کی تفصیل کتاب وسنت میں بیان ہوئی ہے۔

وَأَمَّا الْكُفَّارُ، فَلَا يُحَاسَبُوْنَ مَحَاسَبَةَ مَنْ تُوْزَنُ حَسَنَاتُهُ وَسَيِّئَاتُهُ. فَإِنَّهُ لَا حِسَابَ لَهُمْ، وَلَكِنْ تُعَدُّ أَعْمَالُهُمْ. فَتُحْصَى فَيُوْقَفُوْنَ عَلَيْهَا، وَيُقَرَّرُوْنَ بِهَا، وَيُخْبَرُوْنَ بِهَا.

رہے کفار، تو ان کا حساب نہ ہوگا، مگر انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کر کے ان کے افعال کا اقرار کرا کر خلودِ نار کی جزا دی جائے گی۔

دنیا و آخرت سے وابستہ چند اہم امور کا بیان:

وَأَصْنَافُ مَا تَتَضَمَّنُهُ الدَّارُ الْأُوْلَى وَالْآخِرَةُ، مِنْ أَشْرَاطِ الْقِيَامَةِ. وَالْحِسَابِ، وَالْكِتَابِ، وَالثَّوَابِ. وَالْعِقَابِ، وَالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ، حَقٌّ۔

جیسا کہ یہ اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کی نشانیاں، حساب وکتاب، ثواب وعقاب اور جنت ودوزخ سب برحق ہے۔

وَكَذٰلِكَ الصُّوْرُ حَقٌّ يَنْفُخُ فِيْهِ إِسْرَافِيْلُ، فَيَمُوْتُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يَنْفُخُ الْأُخْرٰى، فَيَقُوْمُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى الْحِسَابِ، وَفَصْلِ

اسی طرح صور کا پھونکنا بھی برحق ہے جس میں اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے جس سے ساری مخلوق مر جائے گی، پھر دوبارہ پھونک ماریں گے جس سے لوگ اپنی قبروں سے اٹھ

الْقَضَاءِ۔

کر حساب کتاب اور فیصلے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔

لوحِ محفوظ اور قلم برحق ہیں:

وَاللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ تُسْتَنْسَخُ مِنْهُ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، لِمَا سَبَقَ فِيْهِ مِنَ الْمَقَادِيْرِ وَالْقَضَاءِ۔ وَالْقَلَمُ حَقٌّ كَتَبَ اللّٰهُ بِهِ كُلَّ شَيْءٍ وَأَحْصَاهُ فِيْ الذِّكْرِ۔

بندوں کے وہ تمام اعمال جو مقدر ہیں اور جن کا فیصلہ ہو چکا ہے انھیں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے، اور قلم برحق ہے اللہ نے اس کے ذریعے تمام چیزوں کو لکھ دیا ہے، اور اسے گن کر رکھ لیا ہے۔

وَتَفَاصِيْلُ ذٰلِكَ مَذْكُوْرَةٌ فِيْ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ الْمُنَزَّلِ مِنَ السَّمَاءِ، وَالسُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ وَالْمَأْثُوْرِ عَنْ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ، وَفِيْ الْعِلْمِ الْمَوْرُوْثِ عَنْ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالْحَدِيْثِ الْمَأْثُوْرِ عَنْهُ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ مَا يَشْفِيْ وَيَكْفِيْ فَمَنِ ابْتَغَاهُ وَجَدَهُ۔

ان سب کی تفصیل اس قرآنِ عزیز میں موجود ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے، اسی طرح سنتِ مطہرہ میں اور سید الانبیاء کے اقوال کے اندر مذکور ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے علمِ موروث اور حدیثِ ماثور میں جو کچھ منقول ہے وہ کافی اور شافی ہے، جو بھی اسے تلاش کرے گا پائے گا۔

موت کا فنا ہونا:

وَالْمَوْتُ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

اور موت کو قیامت کے روز حاضر کیا جائے گا اور

فَيُذْبَحُ كَمَا رَوَى أَبُوْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ''يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّوْنَ، وَيَنْظُرُوْنَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَ هَذَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: هَذَا الْمَوْتُ، كُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ.... ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتَ، قَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ ٱلْحَسْرَةِ إِذْ قُضِىَ ٱلْأَمْرُ وَهُمْ فِى غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ [مریم:۳۹]

پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا جیسا کہ مروی ہے: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا: تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان میں سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا ...اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لیے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمھیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور انھیں حسرت کے دن سے ڈرا دو، جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔'' [صحیح البخاری:۴۷۳۰]

حوضِ کوثر وغیرہ کا بیان

وَفِيْ عَرَصَةِ الْقِيَامَةِ الْحَوْضُ الْمَوْرُوْدُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ، وَطُوْلُهُ شَهْرٌ، وَعَرَضُهُ شَهْرٌ، مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهُ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا۔

اہلِ حدیث اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ روزِ قیامت میدانِ محشر میں نبی اکرم ﷺ کے لیے حوضِ کوثر ہو گا، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا، اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے، اس کی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہو گی، اس سے جو ایک بار پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

پل صراط اور اس پر گزرنے والوں کا بیان:

وَالصِّرَاطُ مَنْصُوْبٌ عَلَى مَتْنِ جَهَنَّمَ، يُجَوِّزُهُ الْأَبْرَارُ، وَيَزِلُّ عَنْهُ الْفُجَّارُ، وَهُوَ الْجِسَرُ الَّذِيْ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، يَمُرُّ النَّاسُ عَلَيْهِ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَّمُرُّ كَلَمْحِ الْبَصَرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمُرُّ كَالْبَرْقِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمُرُّ

یہ پل جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا، فجار و ابرار کا پل صراط پر سے گزر ہو گا، نیک لوگ گزر جائیں گے اور برے لوگ پھسل کر گر جائیں گے، یہ جنت اور جہنم کے درمیان میں ہو گا، لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے گزر رہے ہوں گے، کوئی اس پر پلک جھپکتے گزر جائے گا، کوئی اس پل سے بجلی کی طرح گزر جائے گا، کوئی ہوا

كَالرِّيْحِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَالْفَرَسِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَرِكَابِ الْإِبِلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْدُوْ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ شَيْئًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يَزْحَفُ وَيُخَطَّفُ، وَيُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ۔

کی طرح، کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح، کوئی اونٹ کی طرح، کوئی دوڑتا ہوا، کوئی چلتا ہوا، کوئی سرین کے بل گزر کرے گا اور کوئی جہنم میں گر جائے گا۔

وَالْجِسْرُ عَلَيْهِ كَلَالِيْبُ، تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمَنْ مَرَّ عَنِ الصِّرَاطِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَإِذَا عَبَرُوْا وَقِفُوْا عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقْتَصُّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، فَإِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔

پل صراط پر لوہے کے آنکڑے ہوں گے جو لوگوں کو ان کے اعمال کے اعتبار سے اپنی طرف کھینچیں گے، جو اس پل سے گزر جائے گا وہ جنت میں جائے گا، وہاں سے گزرنے کے بعد آگے ایک پل پر روک لیا جائے گا، جہاں ایک دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا، جب ان کا حساب چکتا ہو جائے گا اور وہ پاک صاف ہو جائیں گے پھر جنت میں جانے کی اجازت ملے گی۔

محمد ﷺ اور آپ کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے:

وَأَوَّلُ مَنْ يَسْتَفْتِحُ بَابَ الْجَنَّةِ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أُمَّتُهُ ﷺ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ

جنت کا دروازہ پہلے رسول اللہ محمد ﷺ کے لیے کھلے گا اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت جنت میں جائے گی۔ جنت اور جہنم دونوں پیدا

مَخْلُوْقَتَانِ الْيَوْمَ، بَاقِيَتَانِ، وَلَا يُفْنَى أَهْلُهُمَا، لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ فِيْ حَقِّ الْفَرِيْقَيْنِ ﴿خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا﴾ [النساء:۵۷]

شدہ ہیں، وہ آج بھی موجود ہیں، دونوں باقی رہیں گی ہمیشہ کے لیے۔ اور ان میں جانے والے کبھی فنا نہیں ہوں گے، کیوں کہ دونوں فریقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وہاں ہمیشہ ہمیش کے لیے رہیں گے۔''

جنت کہاں ہے؟

وَالْأَصَحُّ أَنَّ الْجَنَّةَ فِيْ السَّمَاءِ، وَجَهَنَّمُ فِيْ الْأَرْضِ، وَلَمْ يُصَرَّحْ

اور صحیح بات یہی ہے کہ جنت آسمان پر ہے اور جہنم زیرِ زمین [1]، اگرچہ دونوں کے تعیین

[1] جہنم کے مکان کی تعیین کے سلسلے میں دلائل کی بنیاد پر اہل علم کے مابین شدید اختلاف ہے، اور یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے، لہذا عوام کو اس مسئلہ میں الجھانا مناسب نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہی سوال جب ایک (دیہاتی) آدمی نے کیا کہ:
يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ جَنَّةً عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، فَأَيْنَ النَّارُ؟
اے محمد ﷺ! مجھے بتائیں کہ یہ جنت، جس کی عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟
تو اس کو آپ ﷺ نے بلاتفصیل ایک سوال کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ: ''أَرَأَيْتَ هَذَا اللَّيْلَ الَّذِي قَدْ كَانَ أَلْبَسَ عَلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ، أَيْنَ جُعِلَ؟'' جب ہر چیز پر رات آ کر تاریک کر دیتی ہے تو پھر دن کہاں جاتا ہے؟ تو اس نے کہا: اللّٰهُ أَعْلَمُ، یعنی دن وہیں ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہئے۔
اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''فَإِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ''. پھر جہنم بھی وہیں ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے۔
[صحیح ابن حبان: ۱۰۳، مستدرک الحاکم: ۱۰۳، مسند إسحاق بن راہویہ: ۴۳۷، مسند البزار: ۹۳۸۰، قال الألبانی: صحیح علی شرط مسلم، السلسلة الصحیحة: ۲۸۹۲]
البتہ اس مسئلہ میں سیر حاصل بحث ہمارے استاذ محترم فضیلۃ الشیخ سعود بن عید بن عمیر الصاعدی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مستقل رسالہ بنام ''تعیین مکان النار علی ضوء نصوص الوحیین والآثار'' میں کی ہے، جس کا مطالعہ اہل علم اور طلبہ کے لئے ان شاء اللہ نہایت مفید رہے گا۔ [سلفیؔ]

بِتَعْيِيْنِ مَكَانِهِمَا، بَلْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى۔

مکان کی تصریح نہیں آئی ہے، بلکہ جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے، وہاں یہ دونوں موجود ہیں۔

وَالْجَنَّةُ دَارُ أَوْلِيَائِهِ، وَالنَّارُ عِقَابُهُ لِأَعْدَائِهِ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا مُخَلَّدُوْنَ، وَالْمُجْرِمُوْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ: ﴿لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ﴾ [الزخرف:۷۵]

جنت اولیاء اللہ کا گھر ہے اور جہنم اعداء اللہ کا مکان ہے۔ اہلِ جنت بہشت میں اور مجرمین عذابِ نار میں ہمیشہ رہیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وہ ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اسی میں ناامید ہوں گے۔“

وَقَدْ خُلِقَتِ الْجَنَّةُ وَمَا فِيْهَا، وَخُلِقَتِ النَّارُ وَمَا فِيْهَا، خَلَقَهُمَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ الْقِيَامَةِ، وَخَلَقَ لِكُلِّ مِّنْهُمَا خَلْقًا، وَلَا يَفْنِيَانِ أَبَدًا۔

اور جنت اور اس کی نعمتوں کو نیز دوزخ اور اس کے عذاب کو پیدا کر دیا گیا ہے؛ اللہ نے ان دونوں کو پہلے ہی پیدا کر دیا ہے، ہر ایک کے لیے اللہ نے الگ الگ مخلوق بھی پیدا کی ہے، اور یہ دونوں کبھی فنا نہیں ہوں گے۔

فَإِنِ احْتَجَّ مُبْتَدِعٌ أَوْ زِنْدِيْقٌ، بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ [القصص:۸۸] أَوْ نَحْوِ هَذَا مِنْ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ قِيْلَ لَهُ: "كُلُّ شَيْءٍ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ وَالْهَلَاكُ هَالِكٌ،

اگر کوئی بدعتی یا زندیق اللہ تعالیٰ کے اس قول: ”ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے۔“ سے، یا اسی طرح قرآن کی دوسری متشابہ آیات سے استدلال کرے اور کہے کہ جنت اور دوزخ بھی فنا ہو جائیں گی، تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ فنا اور ہلاک ہر وہ

وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ خُلِقَتَا لِلْبَقَاءِ لَا لِلْفَنَاءِ وَالْهَلَاكِ، وَهُمَا مِنَ الْآخِرَةِ لَا مِنَ الدُّنْيَا، وَالْحُوْرُ الْعِيْنُ لَا يَمُتْنُ عِنْدَ قِيَامِ السَّاعَةِ، وَلَا عِنْدَ النَّفْخَةِ، وَلَا أَبَدًا، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَهُنَّ لِلْبَقَاءِ، لَا لِلْفَنَاءِ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْهِنَّ الْمَوْتُ، فَمَنْ قَالَ خِلَافَ هَذَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ، ضَلَّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔

چیز ہو گی جس کے لیے فنا ہونا مقدر ہو گا، اور جنت اور دوزخ باقی رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں نہ کہ فنا اور ہلاک ہونے کے لیے، اور ان دونوں کا تعلق آخرت سے ہے نہ کہ دنیا سے، اور حور العین کا تعلق نہ تو قیامت قائم ہونے کے وقت سے ہے اور نہ ہی صور پھونکنے کے وقت سے، اللہ نے انھیں فنا ہونے کے لیے نہیں، ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا کیا ہے، ان پر موت کبھی طاری نہیں ہو سکتی۔ اس بات کے خلاف جو کہے وہ بدعتی ہے اور راہِ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔

رویتِ باری تعالیٰ کا بیان

وَنُؤْمِنُ بِأَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَرَوْنَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَيَانًا بِأَبْصَارِهِمْ، كَمَا يَرَوْنَ الشَّمْسَ صَحْوًا، لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ، وَكَمَا يَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ، يَرَوْنَهُ سُبْحَانَهُ، وَهُمْ فِيْ عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَرَوْنَهُ بَعْدَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، كَمَا يَشَاءُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فَيُكْرِمُهُمْ، وَيَتَجَلّٰى لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَلَا يَرَاهُ الْكَافِرُوْنَ۔

ہمارا اس پر ایمان ہے کہ مومن لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے جس طرح وہ چاند کو یا سورج کو صاف دن میں دیکھتے ہیں، اور اس میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی ہے، اسی طرح وہ اللہ کو بھی دیکھیں گے حشر کے میدان میں۔ پھر جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی اسے دیکھا کریں گے جیسا اللہ چاہے گا۔ چنانچہ ان کی عزت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا، مگر کافروں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہوگا۔

قَالَ تَعَالَى: ﴿كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ [المطففين:١٥]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ہر گز نہیں، بے شک وہ اس دن یقیناً اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [القيامة:٢٢-٢٣]

مزید ارشاد فرمایا: ''اس دن کئی چہرے تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ

مزید ارشاد فرمایا: ''اور وہ تخت پر بیٹھ کر دیکھ

يَنظُرُونَ ﴾[المطففين:٣٥]

رہے ہوں گے۔“

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُواْ ٱلْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ﴾[يونس:٢٦]

نیز ارشاد فرمایا: ”جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے نہایت اچھا بدلہ اور کچھ زیادہ ہے۔“

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴾[ق:٣٥]

مزید ارشاد فرمایا: ”ان کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے اس میں ہو گا اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔“

وَهَذَا الْبَابُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ. مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ طَالِبًا الْهُدَى مِنْهُ تَبَيَّنَ لَهُ طَرِيْقُ الْحَقِّ. وَأَنَّ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ اللّٰهَ الرُّؤْيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَأَنَّهُ تَعَالَى: ﴿ تَجَلَّىٰ رَبُّهُۥ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُۥ دَكًّا ﴾ [الاعراف: ١٤٣] فَأَعْلَمَهُ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَرَاهُ فِيْ الدُّنْيَا بَلْ يَرَاهُ فِيْ الْآخِرَةِ.

اس بارے میں قرآنی دلائل بہت زیادہ ہیں، جو بھی قرآن میں غور وفکر کرے گا ہدایت کی خاطر اس کے لیے حق کا راستہ واضح ہو جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دنیا ہی میں اللہ کے دیدار کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنی تجلی بھی فرمائی جس سے پہاڑ چورا چورا ہو گیا، جس سے یہ سبق ملا کہ اللہ کو کوئی دنیا میں نہیں دیکھ سکتا، بلکہ آخرت میں اسے مومن بندے دیکھیں گے۔

وَمَا ذَكَرَ أَهْلُ الْكَلَامِ فِيْ مَسْأَلَةِ الرُّؤْيَةِ مِنْ نَفْيِ جِهَةٍ وَمُقَابَلَةٍ، وَاتِّصَالِ شُعَاعٍ، وَقُرْبٍ وَبُعْدٍ، وَمَا يَتَّصِلُ بِهَذَا، فَلَيْسَ فِيْ ذَلِكَ كُلِّهِ نَصٌّ مِنَ الشَّارِعِ، وَلَمْ يَتفَوَّهْ بِهِ

اہلِ کلام نے رویتِ باری تعالیٰ کے مسئلے میں جو جہت و مقابلہ، اتصالِ شعاع اور قرب و بعد وغیرہ کی نفی کا ذکر کیا ہے، اس میں شارع سے کوئی نص آئی ہے نہ سلفِ امت اور ائمۂ ملت میں سے کسی شخص نے اس کے بارے میں کلام

أَحَدٌ مِنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا، وَإِنَّمَا أَحْدَثَهُ الْمُتَكَلِّمُوْنَ الْمُتَخَبِّطُوْنَ فِيْ بَرَاهِيْنِ الْفَلَاسِفَةِ، فَمَنْ طَوَاهُ عَلَى غِرَّةٍ فَقَدْ أَحْسَنَ وَاتَّبَعَ، وَمَنْ خَاضَ فِيْهِ بِعَقْلِهِ النَّاقِصِ، فَقَدْ أَبْعَدَ وَابْتَدَعَ۔

کیا ہے، بلکہ کم عقل خبطی متکلمین نے یہ الفاظ و براہین فلاسفہ سے مستعار لیے ہیں۔سو جس نے بلا سوچے لپیٹ کر رکھ دیا اس نے اچھا کیا اور سنت کی اتباع کی، اور جس نے اپنی ناقص عقل کے ذریعے اس میں بحث کرنا شروع کر دیا وہ یقیناً سنت سے دور ہوا اور بدعتی بن گیا۔

قَالَ الشَّيْخُ وَلِيُّ اللّٰهِ الدِّهْلَوِيُّ: "وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِوَجْهَيْنِ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”قیامت کے روز مومنوں کو رویتِ باری دو وجہ سے حاصل ہوگی:

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَنْكَشِفَ عَلَيْهِمْ انْكِشَافًا تَامًّا بَلِيْغًا، أَكْثَرَ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهٖ عَقْلًا. فَكَأَنَّهُ الرُّؤْيَةُ بِالْبَصَرِ، إِلَّا أَنَّهُ مِنْ غَيْرِ مُوَازَنَةٍ وَمُقَابَلَةٍ وَجِهَةٍ وَلَوْنٍ وَشَكْلٍ۔[1]

پہلے یہ کہ عقلی طور پر تصدیق کرنے کے مقابلے ان پر کہیں زیادہ منکشف ہو جائے گا، گویا وہ رویتِ بصریہ ہوگا، مگر یہاں کوئی موازنہ، مقابلہ، جہت، رنگ اور شکل نہیں ہوگی۔

وَهَذَا الْوَجْهُ قَالَ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ وَغَيْرُهُمْ، وَهُوَ حَقٌّ۔ وَإِنَّمَا خَطَأُوهُمْ

یہ توجیہ معتزلہ وغیرہ کی ہے، اور یہ حق ہے۔ان کی غلطی صرف رویت کی تاویل میں ہے۔اور

---

① ان سطور میں مذکور الفاظ: مقابلہ اور جہت کی نفی کرنا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ جہت علو تو صریحاً نصوص میں ثابت ہے۔(ش۔ر)

فِيْ تَأْوِيْلِهِمُ الرُّؤْيَةِ بِهٰذَا الْمَعْنَى أَوْ حَصْرِهِمُ الرُّؤْيَةَ فِيْ هٰذَا الْمَعْنَى۔

اسی معنی میں اسے محصور کر دینے میں ہے۔

وَثَانِيْهِمَا: أَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُمْ بِصُوَرٍ كَثِيْرَةٍ، كَمَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ حَيْثُ قَالَ: ”رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ“ ، فَيَرَوْنَ هُنَالِكَ عَيَانًا مَا يَرَوْنَ فِي الدُّنْيَا مَنَامًا۔

اور دوسرے یہ کہ اللہ ان کے لیے بہت ساری شکلوں میں نظر آئے گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک خوبصورت شکل میں دیکھا ہے۔ [مجمع الزوائد: ۱/ ۲۳۷] اس طرح اسے مومنین آخرت میں اسی طرح دیکھیں گے جس طرح وہ دنیا میں اسے خواب میں دیکھتے ہیں۔

وَهٰذَانِ الْوَجْهَانِ نَفْهَمُهُمَا وَنَعْتَقِدُهُمَا، وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَرَادَ بِالرُّؤْيَةِ غَيْرَهَا فَنَحْنُ آمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهِ ﷺ وَإِنْ لَمْ نَعْلَمْهُ بِعَيْنِهِ" انتهى۔

ان دونوں وجوہات کو ہم سمجھ کر ان پر اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن اگر اللہ اور اس کے رسول نے رویت سے مراد کچھ اور لیا ہو تو ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں، اگر چہ ہم بعینہ اسے نہیں جانتے۔“ انتہی

فرشتوں کا تذکرہ اور ان کی ذمہ داری

وَلِلّٰهِ تَعَالىٰ مَلَائِكَةٌ، مُوَكَّلُوْنَ بِكِتَابَةِ الْأَعْمَالِ، وَحِفْظِ الْعِبَادِ عَنِ الْمَهَالِكِ وَالْمَهَاوِيْ، وَالدَّعْوَةِ إِلَى الْخَيْرَاتِ وَالْحَسَنَاتِ. وَيُلِمُّوْنَ لِلْعَبْدِ بِالْخَيْرِ وَالرُّشْدِ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ، لَا يَتَجَاوَزُ عَنْهُ، وَ ﴿لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم:٦]

اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو کتابتِ اعمال اور مصائب سے حفاظتِ عباد کی ذمے داری پر مقرر ہیں۔ وہ خیرات وحسنات کی طرف بلاتے ہیں اور بندے کو خیر و رشد پر برانگیخت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک حد معلوم ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتا، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں۔“

شیاطین:

وَمِنْ خَلْقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ الشَّيَاطِيْنُ، لَهُمْ لَمَّةٌ شَرٍّ لِابْنِ آدَمَ، وَتَصَرُّفٌ فِيْهِمْ، وَتَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق شیاطین ہیں۔ وہ بنی آدم کو شر پر ابھارتے ہیں، اور ان کے اندر چلتے پھرتے ہیں، اور وہ ان میں خون کی طرح رگوں میں دوڑتے ہیں۔

کبیرہ گناہ کا مرتکب مسلمان دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا

وَلاَ يَخْلُدُ صَاحِبُ الْكَبِيْرَةِ الْمُسْلِمُ فِيْ النَّارِ، وَالْعَفْوُ عَنِ الْكَبَائِرِ جَائِزٌ، وَكَذٰلِكَ الْعَفْوُ عَنْهَا عَمَّنْ مَاتَ بِلَا تَوْبَةٍ جَائِزٌ، مِنْ بَابِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ۔

کبیرہ گناہ کا مرتکب مسلمان دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا کبائر سے عفو اور در گزر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اس شخص سے بھی جو توبہ کیے بغیر مر گیا ہے، لیکن یہ بطور خرقِ عادت کے ہوگا۔

وَبِعْثَةُ الرُّسُلِ إِلَى الْخَلْقِ، وَتَكْلِيْفُ اللّٰهِ عِبَادَهُ بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ حَقٌّ، وَهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَمِنَ الْكَبَائِرِ مُطْلَقًا وَمِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ، يَعْصِمُهُمُ اللّٰهُ عَنْهَا۔

انبیاء کا مبعوث ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو رسولوں کی زبان پر امر و نہی کے ساتھ مکلف ٹھہرانا حق ہے۔ انبیاء کفر اور کبائر پر اصرار کرنے سے مطلق طور پر معصوم ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں محفوظ رکھتا ہے۔

وَدَعْوَةُ نَبِيِّنَا ﷺ عَامَّةٌ لِجَمِيْعِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ [الفرقان:۱] وَلِحَدِيْثِ مُسْلِمٍ: ''بُعِثْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً'' ، وَفِيْهِ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا لَا يَقْدِرُ قَدْرَهُ۔

ہمارے رسول ﷺ کی دعوت تمام جن و انس کی طرف عام ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔'' اور وہ حدیث جو صحیح مسلم [۵۲۱] میں منقول ہے: ''میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔'' اور اس لفظ ''خلق'' میں جو عموم ہے یہ

محدود نہیں ہوسکتا۔

وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ بِشَرْطِ أَنْ لَّا يُؤَدِّيَ إِلَى الْفِتْنَةِ وَأَنْ يُّظَنَّ قَبُوْلُهُ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ کسی فتنے میں مبتلا کرنے والا نہ ہو اور اس کے قبول کا گمان حاصل ہو۔

اہل السنہ کے بعض عمومی عقائد کا بیان:

وَالْخِلَافَةُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُرَيْشٍ، مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ، وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَنْ يُّنَازِعَهُمْ فِيْهَا، وَلَا يَخْرُجَ عَلَيْهِمْ وَلَا يُقِرَّ لِغَيْرِهِمْ بِهَا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت قریش میں ہے جب تک قریش کے دو آدمی بھی دنیا میں باقی ہوں۔ کوئی شخص خلافت کی بابت قریش سے منازعت اور جھگڑا نہ کرے، ان کے خلاف خروج نہ کرے اور قیامت تک غیر قریش کے لیے امامت کا اقرار نہ کرے۔

وَالْجِهَادُ مَاضٍ قَائِمٌ، مَعَ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ وَالْفُجَّارِ، مُنْذُ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ الْأُمَّةِ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ۔

جب سے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تب سے ائمۂ ابرار و فجار کے ساتھ مل کر جہاد کرنا جاری ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس امتِ اسلام کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے، کسی ظالم کا ظلم یا کسی عادل کا عدل جہاد کو باطل نہیں کرسکتا ہے۔

وَالْجُمُعَةُ، وَالْعِيْدَانِ، وَالْفِطْرُ،

جمعہ، عیدین اور حج حکام وملوک کے ہمراہ ادا

وَالْأَضْحَى، وَالْحَجُّ مَعَ السَّلَاطِيْنَ، وَمُلُوْكِ الْإِسْلَامِ، وَإِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا بَرَرَةً عَدُوْلًا أَتْقِيَاءَ۔ وَدَفْعُ الصَّدَقَاتِ، وَالْخِرَاجُ، وَالْأَعْشَارُ، وَالْفَيْئُ، وَالْغَنَائِمُ إِلَيْهِمْ عَدَلُوْا فِيْهَا أَوْ جَارُوْا۔

کرنا چاہیے، اگرچہ وہ نیک، انصاف پسند اور متقی نہ ہوں۔ صدقات، خراج، عشر، فے اور غنائم کو سلاطین کے حوالے کیا جائے گا، خواہ وہ ان میں عدل کریں یا ظلم۔

وَالْاِنْقِيَادُ لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمْرَ النَّاسِ، وَلَا يَنْزِعُ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِ وَلَا يَخْرُجُ عَلَيْهِ بِسَيْفٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا۔ وَلَا يَخْرُجُ عَلَى السُّلْطَانِ، يَسْمَعُ وَيُطِيْعُ، وَلَا يَنْكُثُ بَيْعَتَهُ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ، مُخَالِفٌ، مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ، وَلَا يَمْنَعُهُ حَقَّهُ۔

جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے معاملات کا حاکم بنایا ہے، یہ اس کا مطیع رہے، اس کی اطاعت سے ہاتھ کھینچے اور نہ تلوار لے کر اس کے خلاف خروج کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی راستہ پیدا کر دے۔ حکام کے خلاف خروج نہ کرے بلکہ ان کی سمع وطاعت کرے اور ان کی بیعت نہ توڑے۔ جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرے گا، وہ بدعتی، اہلِ سنت کا مخالف اور جماعت کو توڑنے والا ہوگا۔ اور اسی طرح حاکمِ وقت کے حق کو نہ روکے۔

وَالْإِمْسَاكُ فِيْ الْفِتْنَةِ سُنَّةٌ مَاضِيَةٌ، وَاجِبٌ لُزُوْمُهَا، فَإِنِ ابْتُلِيْتَ فَقَدِّمْ نَفْسَكَ دُوْنَ

فتنے کے وقت اپنے آپ کو روک کر رکھنا سنتِ ماضیہ ہے جس کا لزوم واجب ہے اور اگر اس میں مبتلا ہو جائے تو جان کو مقدم کرے نہ کہ دین

دِيْنِکَ، وَلَا تُعِنْ عَلَى الْفِتْنَةِ بِيَدٍ وَلَا لِسَانٍ، وَلٰكِنِ اكْفُفْ يَدَکَ وَلِسَانَکَ وَهَوَاکَ۔

وایمان کو۔ اور فتنے پر ہاتھ وزبان سے مددگار نہ بنے، بلکہ ہاتھ، زبان اور اپنی خواہشات کو روک کر رکھے۔

وَمَنْ وَلِيَ الْخِلَافَةَ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ، وَرَضُوْا بِهِ، وَ غَلَبَهُمْ بِسَيْفِهِ، حَتّٰى صَارَ خَلِيْفَةً، وَسُمِّيَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَجَبَتْ طَاعَتُهُ، وَحَرُمَتْ مُخَالَفَتُهُ فِيْمَا لَيْسَ بِمَعْصِيَةٍ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَيَحْرُمُ الْخُرُوْجُ عَلَيْهِ، وَشَقُّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ۔

جو شخص خلافت کا والی بنا، لوگوں نے اس پر اجتماع کیا، اس سے راضی ہوئے، یا اس نے لوگوں پر تلوار سے غلبہ حاصل کرلیا، یہاں تک کہ خلیفہ ہوگیا اور اسے لوگ امیر المومنین کہنے لگے تو اس کی اطاعت واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے، مگر اللہ ورسول ﷺ کی معصیت میں اس کی طاعت روا نہیں۔ اس پر خروج کرنا اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا حرام ہے۔

وَإِنْ أَمَرَکَ السُّلْطَانُ بِأَمْرٍ هُوَ لِلّٰهِ مَعْصِيَةٌ، فَلَيْسَ لَکَ أَنْ تُطِيْعَهُ أَلْبَتَّةَ، وَلَيْسَ لَکَ أَنْ تَخْرُجَ عَلَيْهِ۔

سلطان جب معصیت کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرے، مگر اس پر خروج بھی نہ کرے۔

ایمان میں استثناء:

وَالْاِسْتِثْنَاءُ فِيْ الْإِيْمَانِ جَائِزٌ غَيْرَ أَنْ لَا يَكُوْنَ لِلشَّكِّ، بَلْ هِيَ سُنَّةٌ

ایمان میں استثناء (أَنَا مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ کہنا) جائز ہے۔ یہ استثناء کسی شک کی بنا

مَاضِيَةٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ، وَلَوْ سُئِلَ الرَّجُلُ: أَمُؤْمِنٌ أَنْتَ؟ فَإِنَّهُ يَقُوْلُ: أَنَا مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى، أَوْ مُؤْمِنٌ أَرْجُو اللّٰهَ، أَوْ يَقُوْلُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ۔

پر نہیں ہوتا ہے، چنانچہ سلف اسی طریقے پر تھے، سو اگر آدمی سے پوچھا جائے: کیا تم مومن ہو؟ تو وہ کہے کہ ان شاء اللہ میں مومن ہوں، یا یہ کہے کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ میں مومن ہوں یا یہ کہے کہ میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔

رُوِيَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَلْقَمَةَ ابْنِ قَيْسٍ، وَأَسْوَدَ بْنِ يَزِيْدَ وَأَبِي وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ وَمَسْرُوْقِ بْنِ الْأَجْدَعِ وَمَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَإِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَمُغِيْرَةَ بْنِ مِقْسَمِ الضَّبِّيِّ وَفُضَيْلِ بْنِ عَيَاضٍ وَغَيْرِهِمْ۔

یہی قول ابن مسعود، علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، ابووائل شقیق بن سلمہ، مسروق بن اجدع، منصور بن معتمر، ابراہیم نخعی، مغیرہ بن مقسم ضبی اور فضیل بن عیاض وغیرہ کا ہے۔

وَهٰذَا اسْتِثْنَاءٌ عَلَى يَقِيْنٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿لَتَدْخُلُنَّ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ﴾ [الفتح:۲۷]

یہ استثناء یقینی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ بھی ہے: ”تم مسجدِ حرام میں ضرور بالضرور داخل ہوگے، اگر اللہ نے چاہا، امن کی حالت میں۔“

تنازع کی صورت میں اہلِ حدیث کا رویہ

وَيُنْكِرُوْنَ الْجِدَالَ وَالْمِرَاءَ فِيْ الدِّيْنِ، وَالْخُصُوْمَةَ فِيْ الْقَدرِ، وَالْمُنَاظَرَةَ فِيْمَا يَتَنَاظَرُ فِيْهِ أَهْلُ الْجَدَلِ، وَيَتَنَازَعُوْنَ فِيْهِ مِنْ دِيْنِهِمْ، بِالتَّسْلِيْمِ لِلرِّوَايَاتِ الصَّحِيْحَةِ، وَبِمَا جَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ الَّتِيْ رَوَاهَا الثِّقَاتُ، عَدْلًا عَنْ عَدْلٍ، حَتَّى يَنْتَهِيَ ذٰلِکَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يَقُوْلُوْنَ: كَيْفَ وَلِمَ، لِأَنَّ ذٰلِکَ بِدْعَةٌ۔

اہلِ حدیث دین اور قدر میں بحث و جدل اور خصومت و مکابرت کے منکر ہیں، اہلِ جدل کی طرح وہ مناظرہ نہیں کرتے، اور نہ ہی اپنے دین کے بارے میں جھگڑتے ہیں، بلکہ وہ ثقات و عدول کی روایاتِ صحیحہ اور آثارِ مرویہ کو تسلیم کرتے ہیں، جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ تک متصل سند کے ساتھ عادل راویوں کے ذریعے پہنچ جائیں۔ وہ کیسے اور کیوں نہیں کہتے، کیونکہ یہ بدعت ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ لَمْ يَأْمُرْ بِالشَّرِّ، بَلْ نَهَى عَنْهُ، وَأَمَرَ بِالْخَيْرِ، وَلَمْ يَرْضَ بِالشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ، وَإِنْ كَانَ مُرِيْدًا لَهُ۔

وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے شر کا حکم نہیں دیا، بلکہ خیر کا حکم کیا ہے۔ وہ شرک، کفر اور معاصی سے ناراض ہے، اگرچہ یہ امور اسی کے ارادے سے ہوتے ہیں۔

وَيُصَدِّقُوْنَ بِالْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ جَاءَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا،

اور اہلِ حدیث رب تعالیٰ کے نزول والی حدیث کی تصدیق کرتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانِ

فَيَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، كَمَا جَاءَ، وَيَأْخُذُوْنَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:۵۹]

دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں، جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ اور یہ اہلِ حدیث کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔''

وَيَرَوْنَ اتِّبَاعَ مَنْ سَلَفَ مِنْ أَئِمَّةِ الدِّيْنِ فِيْمَا يُوَافِقُ الْقُرْآنَ وَالْحَدِيْثَ لَا فِيْ غَيْرِهِ۔ وَلَا يَبْتَغُوْنَ فِيْ دِيْنِهِمْ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔

ہاں وہ اتباعِ سلف اور ائمۂ دین کی اقتدا کو ان امور میں جائز سمجھتے ہیں جو صرف کتاب وسنت کے موافق ہیں۔ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے اذن نہیں دیا ہے اپنے دین میں وہ اس کی اتباع نہیں کرتے۔

وَيُقِرُّوْنَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَمَا قَالَ: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ وَٱلۡمَلَكُ صَفّٗا صَفّٗا﴾ [الفجر:۲۲]

وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''اور تمہارا رب اور فرشتے صف باندھ کر آئیں گے۔''

وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَقْرُبُ مِنْ خَلْقِهِ كَيْفَ يَشَاءُ، كَمَا قَالَ: ﴿وَنَحۡنُ

اور اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے گا اپنی مخلوق سے قریب ہوگا، جیسے اس کا ارشاد ہے: ''اور ہم اس

أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ ٱلۡوَرِيدِ﴾ [ق:١٦]

کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔"

وَيَرَوْنَ الْعِيْدَ وَالْجُمْعَةَ وَالْجَمَاعَةَ خَلْفَ كُلِّ إِمَامٍ سُنِّيٍّ، بَرٍّ وَفَاجِرٍ۔

اہلِ حدیث ہر سنی حاکم، خواہ وہ نیک ہو یا بد، کے پیچھے عید، جمعہ اور جماعات کو جائز رکھتے ہیں۔

موزوں پر مسح تواتر سے ثابت ہے:

وَيُثْبِتُوْنَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ سُنَّةً. وَيَرَوْنَهُ فِيْ السَّفَرِ وَالْحَضْرِ۔

اور وہ سفر وحضر میں موزوں پر مسح کرنے کو سنت اور جائز سمجھتے ہیں۔

جہاد کی مشروعیت وفرضیت:

وَيُثْبِتُوْنَ فَرْضَ الْجِهَادِ لِلْمُشْرِكِيْنَ، مَنْ كَانُوْا، وَأَيْنَمَا كَانُوْا، مُنْذُ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ بِالْحَقِّ وَالصِّدْقِ إِلَى آخِرِ عِصَابَةٍ تُقَاتِلُ الدَّجَّالَ۔

اور اہل سنت مشرکین کے خلاف (شرعی اصول وضوابط کی بنیاد پر)[1] جہاد کرنے کو فرض جانتے ہیں، وہ مشرکین خواہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔ جب سے اللہ نے اپنے رسول کو حق اور سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے یہاں تک کہ آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

---

[1] جو جہاد مسلم حکمران کی ماتحتی اور سرپرستی میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہو اور دشمنانِ اسلام کے ظالمانہ برتاؤ کی دفاع کے لئے ہو اسے ہی شرعی جہاد کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی جہاد کے نام پر علم بلند کیے جاتے ہیں وہ فتنہ وفساد کا باعث بنتے ہیں اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں (سلفی)۔

وَبَعْدَ ذَلِكَ يَرَوْنَ الدُّعَاءَ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ بِالصَّلَاحِ وَالسَدَادِ وَالنَّصِيْحَةَ لَهُمْ وَلِعَامَّتِهِمْ وَلَا يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ بِالسَّيْفِ۔ وَأَنْ لَّا يُقَاتِلُوْا فِيْ الْفِتْنَةِ، وَأَنَّ الدُّعَاءَ لِمَوْتَى الْمُسْلِمِيْنَ، وَالصَّدَقَةَ عَلَيْهِمْ، بَعْدَ مَوْتِهِمْ تَصِلُ إِلَيْهِمْ۔

وہ ائمہ مسلمین اور عوام مومنین کے لیے صلاح توفیق کی دعا کرتے ہیں اور نصیحت کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور تلوار سے ان پر خروج نہیں کرتے ہیں۔وہ فتنے میں باہم لڑائی کرنے سے روکتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے فوت شدگان کو موت کے بعد دعا اور صدقہ پہنچتا ہے۔

وَيُصَدِّقُوْنَ بِأَنَّ فِيْ الدُّنْيَا سَحَرَةً، وَأَنَّ السَّاحِرَ كَافِرٌ، وَأَنَّ السَّحَرَ كَائِنٌ مَوْجُوْدٌ فِيْ الدُّنْيَا۔

اور وہ یہ تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا میں جادوگر پائے جاتے ہیں، اور یہ کہ جادوگر کافر ہے، اور جادو بھی دنیا میں موجود ہے۔

وَيَرَوْنَ الصَّلَاةَ عَلَى كُلِّ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ مُؤْمِنِهِمْ وَفَاجِرِهِمْ۔

اہلِ حدیث کا یہ اعتقاد ہے کہ اہلِ قبلہ کی نمازِ جنازہ درست ہے، خواہ وہ مومن ہوں یا فاجر۔

وَيُقِرُّوْنَ أَنَّ الْأَرْزَاقَ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ يَرْزُقُهَا عِبَادَهُ حَلَالًا كَانَتْ أَوْ حَرَامًا، وَأَنَّ الشَّيْطَانَ يُوَسْوِسُ لِلْإِنْسَانِ وَيُشَكِّكُهُ وَيُخْبِطُهُ۔ وَأَنَّ الصَّالِحِيْنَ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَخُصَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِآيَاتٍ تَظْهَرُ عَلَيْهِمْ۔

وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، خواہ حلال ہو یا حرام۔ وہ کہتے ہیں کہ شیطان انسان کے دل میں وسوسہ اور شک ڈالتا ہے اور اسے خبطی بنا دیتا ہے۔ اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ عزوجل بعض صالحین کو بعض آیات کے ساتھ خاص کر دے جو ان کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوں۔

وَأَنَّ الْأَطْفَالَ أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ فَعَلَ بِهِمْ مَا أَرَادَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا يَعْمَلُ الْعِبَادُ، وَكَتَبَ أَنَّ ذَلِکَ يَكُوْنُ، وَأَنَّ الْأَمْرَ بِيَدِ اللّٰهِ۔

اور یہ کہ بچوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، چاہے انھیں بخشے، چاہے عذاب دے۔ یہ اس کے علم وارادے پر موقوف ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اطفال کا حال دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا علم ہے۔ اس نے پہلے ہی سے یہ لکھ رکھا ہے کہ بندہ یہ کام کرے گا۔ غرض کہ ہر امر میں اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔

وَيَرَوْنَ الصَّبْرَ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ، وَالْأَخْذَ بِمَا أَمَرَ اللّٰهُ، وَالْاِنْتِهَاءَ عَمَّا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ، وَإِخْلَاصَ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةَ لِلْمُسْلِمِيْنَ۔

اہلِ حدیث کا اعتقاد ہے کہ اللہ جل وعلا کے حکم پر صبر کرنا، اس کے امر و نہی کو بجا لانا، عمل میں اخلاص رکھنا، مسلمانوں کا خیر خواہ رہنا واجب ہے۔

وَيَدِيْنُوْنَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ فِيْ الْعَابِدِيْنَ وَالنَّصِيْحَةِ لِجَمَاعَةِ الْإِسْلَامِ وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ عبادت میں اتباع کرنا، جماعتِ مسلمین کا ناصح ہونا، ہر مسلمان کو نصیحت کرنا۔

وَاجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ، وَالزِّنَى، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَالسَرِقَةِ، وَقَوْلِ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةِ الزُّوْرِ، وَالْمَعْصِيَةِ، وَالْفَخْرِ،

اور کبیرہ گناہوں سے بچنا واجب ہے، جیسے: زنا، شراب، چوری، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، معصیت، فخر، تکبر، خود پسندی، نسب پر فخر اور کسی

وَالْكِبْرِ، وَالْإِزْدِرَاءِ عَلَى النَّاسِ، وَالْعُجْبِ، وَالتَّفَاخُرِ بِالْأَنْسَابِ، وَالطَّعْنِ فِيْ الْأَحْسَابِ۔

کے حسب میں طعن کرنا ہیں۔

وَيَرَوْنَ مُجَانَبَةَ كُلِّ دَاعٍ إِلَى بِدْعَةٍ، وَالتَّشَاغُلَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، مَعَ التَّدَبُّرِ وَالْإِمْعَانِ، وَكِتَابَةِ الْآثَارِ، وَدَرْسِ الْأَحَادِيْثِ، وَالتَّمَسُّكَ بِهَا فِيْ كُلِّ حَالٍ مِنَ السَّخَطِ وَالرِّضَا، وَالنَّظْرَ فِيْ السُّنَّةِ، مَعَ التَّوَاضُعِ وَالْاِسْتِكَانَةِ، وَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَبَذْلِ الْمَعْرُوْفِ، وَكَفِّ الْأَذَى، وَتَرْكِ الْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر بدعت کے داعی سے بچا جائے، اور معانیِ قرآن کی قراءت و تدبر، کتابتِ آثار اور درسِ سنن میں مشغول رہے۔ غضب و رضا ہر حال میں متبع قرآن و حدیث ہو۔ سنت میں تواضع اور حسنِ اخلاق کے ساتھ غور وفکر کرے۔ نیکی کی اشاعت، دوسروں کو تکلیف دینے سے باز رہے، اورغیبت و نمیمہ سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے۔

وَيَرَوْنَ السَّعْيَ، وَتَفَقُّدَ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ، عَلَى وَجْهِ الْحَلَالِ، وَمَنْ حَرَّمَ الْمَكَاسِبَ وَالتِّجَارَاتِ وَطِيْبَ الْمَالِ مِنْ وَجْهِهِ فَقَدْ جَهِلَ وَأَخْطَأَ وَخَالَفَ، بَلِ الْمَكَاسِبُ مِنْ وَجْهِهَا حَلَالٌ، وَقَدْ أَحَلَّهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَالرَّجُلُ يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَسْعَى عَلَى

ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ خود کمائی کرے، اور اشیائے خور و نوش کو حلال طرف سے حاصل کرے۔ پیشوں، تجارات اور مالِ طیب کو حرام کہنے والا جاہل اور غلط کار اور سنت کا مخالف ہے، بلکہ حلال ذریعے سے سارے پیشے جائز ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاسب کو حلال کیا ہے، لہٰذا وہ اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال

نَفْسِهِ وَعِيَالِهِ، مِنْ فَضْلِ رَبِّهِ، فَإِنْ تَرَكَ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَرَى الْاِكْتِسَابَ فَهُوَ مُخَالِفٌ۔

وَالدِّيْنُ: إِنَّمَا هُوَ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَآثَارٌ، وَسُنَنٌ وَ رِوَايَاتٌ صِحَاحٌ، وَأَخْبَارٌ صَحِيْحَةٌ، عَنِ الثِّقَاتِ، بِالرِّوَايَةِ الْقَوِيَّةِ الْمَعْرُوْفَةِ الصَّحِيْحَةِ، يُصَدِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حَتَّى يَنْتَهِيَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ الْمُقْتَدَى بِهِمُ الْمُتَمَسِّكِيْنَ بِالسُّنَّةِ وَالْمُتَعَلِّقِيْنَ بِالْآثَارِ لَا يُعْرَفُوْنَ بِبِدْعَةٍ وَلَا يُطْعَنُ فِيْهِمْ بِكَذِبٍ وَلَا يُرْمَوْنَ بِخِلَافِ أَهْلِ الْحَقِّ مَعَ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى مَنْ لَهُ أَدْنَى تَمْيِيْزٍ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى وَاضِحَاتِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَيُقَلِّدَ فِيْمَا

کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و رزق کو تلاش کرے، عدمِ جواز کے خیال سے کسب کا ترک کرنا سنت کے خلاف ہے۔

دین: کتاب، آثار، سنن، روایاتِ صحاح اور اخبارِ صحیحہ سے عبارت ہے جو ثقات کے ذریعے آئی ہیں۔ بعض احادیث بعض کی تصدیق کرتی ہیں، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین اور ائمۂ سلف صالحین کی طرف پہنچ جاتی ہیں جو سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے والے اور آثار سے جڑے رہنے والے تھے، وہ ائمہ کرام بدعت و تجریح اور انکارِ حق سے عاری تھے۔ جس شخص میں ادنیٰ درجے کی بھی تمیز ہے اس پر کتاب اللہ کے واضح نصوص اور سنت صریحہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ اور شریعت میں جو امور اس پر مخفی ہوں ان میں بقدرِ ضرورت علماء سے پوچھے اور عمل کرے۔

خَفِيَ عَلَيْهِ بِقَدْرِ الضُّرُوْرَةِ۔

وَقَدْ يَمْلَأُ أَحَدُهُمُ الْأَرْضَ بِتَصَانِيْفِهِ، وَلَوْ فِيْ خِدْمَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالشَّرْحِ لَهُمَا، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ جَاثِمٌ عَلَى مَا اتَّفَقَ لَهُ مِنَ التَّقْلِيْدِ، سَاعٍ فِيْ نُصْرَةِ مَذْهَبِ إِمَامِهِ، وَلَوْ بِالتَّعَسُّفِ، مُطْرِحٌ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، مُؤَثِّرٌ لِمَا وَجَدَ عَلَيْهِ سَلَفَهُ، وَلَا يُنْكِرُ هَذَا إِلَّا مَغْمُوْرٌ فِيْ الْغَفْلَةِ وَالْجَهْلِ، أَوْ مُعَانِدٌ لَا يُطْلَبُ مِنْهُ الْمُحَاكَمَةُ إِلَّا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَلَوْ هَابَ كِتَابَ اللّٰهِ، أَوْ حُظِّيَ بِلَمْعَةٍ مِنَ الْإِيْمَانِ الصَّادِقِ، أَوْ شُمَّةٍ مِنَ الْإِخْلَاصِ، أَوْ مَذْقَةٍ مِنَ الْخَوْفِ، لَعَرَفَ وَأَنْصَفَ۔

کبھی ایک شخص کی تصنیف سے ساری دنیا بھر جاتی ہے اور ظاہر میں وہ تالیف علومِ سنت وکتاب اوران کی تفسیر وشرح پر مشتمل ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ شخص رجال کی جامد تقلید پر قائم ہوتا ہے، اپنے مذہب کے امام کی نصرت وتائید میں رہتا ہے، گوتعسف وتعصب کے ساتھ ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قول وحکم کو گرارا ہو، اپنے سلف کو جس پر پاتا ہے اسی بات کو اختیار کرتا ہے، پس ایسا شخص غفلت و جہل میں مغمور ہے یا معاندِ حق ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا محاکمہ ہوگا۔ اگر کتاب اللہ کا خوف، اخلاص کی ذراسی بھی چمک یا خوفِ آخرت کا ذرہ اسے نصیب ہوتا تو وہ انصاف کرتا اور عارفِ حق ہو جاتا۔

أَخْرَجَ أَهْلُ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيْدِ وَالْمَعَاجِمِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ

اہلِ سنن اور دیگر محدثین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سورہ براءت کی آیت: ”انھوں

فِيْ سُوْرَةِ الْبَرَاءَةَ ﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾، فَقَالَ: "أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا شَيْئًا أَحَلُّوْهُ وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ".

نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو معبود بنالیا ہے۔" پڑھتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ لوگ ان کی عبادت نہ کرتے تھے، لیکن جب وہ لوگ کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تھے تو وہ لوگ اسے حلال جان لیتے تھے، اور جب وہ لوگ ان کے لیے کسی چیز کو حرام ٹھہرا دیتے تو وہ لوگ اسے حرام جان لیتے تھے۔"

[سنن الترمذی: ۳۰۹۵ وحسنہ الألبانی]

وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ لَيْسَ سَوَاءً إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ، وَالْاِطْمِئْنَانُ إِلَيْهِمْ، وَالْاِسْتِغْنَاءُ بِكَلَامِهِمْ عَنْ كَلَامِ اللّٰهِ وَكَلَامِ رُسُلِهِ، وَقَالُوْا: هُمْ أَخَصُّ مِنَّا وَأَرْسَخُ بِهِ۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے ان پر اطمینان کر لیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کے کلام سے بے نیاز ہو کر ان کے کلام پر بھروسا کر لیا جائے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مقابلے میں وہ خاص لوگ ہیں اور علم میں زیادہ رسوخ رکھتے ہیں۔

وَتَعَصَّبَ كُلٌّ لِمَتْبُوْعِهِ، وَصَارُوْا فِرَقًا مُتَفَرِّقَةً، وَأَحْزَابًا مُتَحَزِّبَةً۔ وَسَلَكَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ مَسْلَكَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ۔

اس طرح ہر ایک مقلد اپنے امام کے لیے تعصب رکھنے لگا اور مختلف فرقوں میں لوگ بٹنے لگے اور جماعت در جماعت پیدا ہو گئے، اس طرح یہ امت بھی پچھلی امتوں کے نقشِ قدم پر

چل پڑی۔

وَقَدْ تَوَاتَرَتْ أَحَادِيْثُ الْاِفْتِرَاقِ تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا وَهُوَ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ النَّبَوِيَّةِ وَلَمْ يَحْمِلْ عَلَى هَذَا فِيْ الْأُمَمِ الْخَالِيَةِ وَفِيْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا حُبُّ الدُّنْيَا مِنَ الْجَاهِ، وَجَمْعُ الْحُطَامِ، وَإِسْعَافُ الْمَرَامِ، وَإِنْجَاحُ الْحَاجَاتِ، وَطِيْبُ الْعَيْشِ، وَالْمَرَافِقِ الدُّنْيَوِيَّةِ، وَأَهْوَاءِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ۔

حدیثِ افتراق معنوی اعتبار سے تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے شمار ہوتی ہے، اور اس اختلاف اور تقلید پر پچھلی امتوں کو اور اس امت کو اسی بات نے مجبور کیا کہ لوگ دنیا داری، جاہ طلبی اور مال و زر کے جمع کرنے میں لگ گئے، اپنی اپنی مرضی کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور دنیاوی حاجات کے حاصل کرنے میں مقابلہ کرنے لگے اور اس طرح نفسِ امارہ کے غلام بن گئے۔

وَقَدْ رَأَيْنَا ذَلِكَ، وَجَرَّبْنَاهُ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْأَحْيَاءِ، يَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، وَيَسْلُكُوْنَ الطَّرِيْقَةَ الْمُوْصِلَةَ إِلَى مَا يَنْفَقُ عِنْدَ النَّاسِ وَيَدَعُوْنَ مَا يُوْصِلُ إِلَى حَقَائِقِ الْحَقِّ۔ فَإِيَّاكَ أَنْ تَعْدِلَ الْخَلْقَ بِرَبِّكَ وَتُؤَثِّرَهُمْ عَلَيْهِ۔

ہم نے اسے دیکھا ہے اور بہت سارے علاقوں میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ لوگ کیسے حق کو باطل کے ساتھ ملتبس کرتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں، اس حال میں کہ وہ اسے جان رہے ہوتے ہیں، اور ایسا طریقہ اپناتے ہیں جو لوگوں کو حق سے دور رکھ کر باطل تک پہنچانے والا ہو، پس تم مخلوق کو رب پر ترجیح دینے سے بچے رہو۔

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ الْخَالِصِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّيْنَ، غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ، سِلْمًا لِأَوْلِيَائِكَ، وَحَرْبًا لِأَعْدَائِكَ، نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ، وَنُعَادِيْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ، وَأَجِرْنَا مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔ آمين يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اہلِ بدعت سے دور رہنے کا بیان

وَمِنَ السُّنَّةِ هُجْرَانُ أَهْلِ الْبِدَعِ، وَمُبَايَنَتُهُمْ، وَتَرْكُ الْجِدَالِ وَالْخُصُوْمَاتِ فِيْ الدِّيْنِ وَالسُّنَّةِ، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ فِيْ الدِّيْنِ بِدْعَةٌ، وَتَرْكُ النَّظْرِ فِيْ كُتُبِ الْمُبْتَدِعَةِ، وَالْإِصْغَاءُ إِلَى كَلَامِهِمْ، فِيْ أُصُوْلِ الدِّيْنِ وَفُرُوْعِهِ، كَالرَّافِضَةِ وَالْخَوَارِجِ وَالْجَهْمِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ، وَالْمُرْجِئَةِ، وَالْكُرَّامِيَّةِ، وَالْمُعْتَزِلَةِ، فَهٰذِهِ فِرَقُ الضَّلَالَةِ وَطَرَائِقُ الْبِدَعِ۔

اہلِ بدعت سے دور رہنا اور ان سے دین وسنت میں بحث مباحثہ ترک کرنا سنت ہے۔ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے، لہٰذا بندۂ مومن اہلِ بدعت کی کتابوں کو مت دیکھے اور اصول وفروع میں ان کی بات نہ سنے، جیسے: رافضی، خارجی، جہمی، قدری، مرجیہ، کرامی اور معتزلی ہیں، کیونکہ یہ سب فرقے گمراہ اور بدعتی ہیں۔

کیا اختلاف رحمت ہے؟

وَالْاِخْتِلَافُ فِيْ الْفُرُوْعِ شَائِعٌ، كَمَا فِيْ الطَّوَائِفِ الْأَرْبَعِ، وَالْمُخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ مَحْمُوْدُوْنَ مُتَابِعُوْنَ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ، مَا لَمْ

فروعِ مذہب میں ان کا اختلاف عام ہے، جیسا کہ مذاہبِ اربعہ میں پایا جاتا ہے، فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے لائق تعریف اور اجتہاد کی بنیاد پر لائق اتباع ہیں جب تک کہ

يُخَالِفِ النَّصُوْصَ، وَاخْتِلَافُهُمْ رَحْمَةٌ وَاسِعَةٌ، إِذَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى أَدِلَّةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَاخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِيمَا بَيْنَهُمْ، وَهُمْ أُسْوَةُ الْأُمَّةِ وَاتِّفَاقُهُمْ حُجَّةٌ عِنْدَ قَوْمٍ۔

نص کے مخالف نہ ہو، اور ان کا یہ اختلاف ایک بڑی رحمت ہے، جب وہ اختلاف کتاب وسنت کی دلیلوں کی بنیاد پر ہو جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم مختلف ہو جاتے تھے، جبکہ وہی اس امت کے لیے نمونہ ہیں اور ان کا اجماع ایک قوم کے نزدیک حجت ہے۔

ثُمَّ مِنْ طَرِيْقِهِمْ اِتِّبَاعُ آثَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَاطِنًا وَظَاهِرًا، وَالْمَشْيُ عَلَى ظَاهِرِ السُّنَّةِ وَ وَاضِحِهَا، وَاتِّبَاعُ سُبُلِ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَاتِّبَاعُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ قَالَ: ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ“ إِلَى قَوْلِهِ: ”وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“۔

پھر اہل سنت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ظاہراً اور باطناً ہر قول، فعل، عمل اور حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کا اتباع کرتے ہیں۔ ظاہر سنت اور واضح کتاب پر چلتے ہیں۔ وہ سابقین اولین مہاجرین انصار کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ وہ رسولِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی اتباع کرتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”میری سنت اور ہدایت یافتہ اور نیک خلیفوں کی سنت کو لازم پکڑو، اسے دانتوں کے ساتھ خوب مضبوطی سے تھام لو اور بدعات سے بچو، بلاشبہ ہر بدعت گمراہی ہے۔“ [سنن أبي داود: ۴۶۰۷]

وَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ أَصْدَقَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا قَالَ تَعَالَى:

اہلِ حدیث یہ بات بھی جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا کلام ہی سب سے زیادہ راست اور سچا ہے،

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلًا﴾ [النساء:١٢٢]، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ هَدْيِ كُلِّ أَحَدٍ سِوَاهُ، وَلِهَذَا سُمُّوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَهْلَ الْحَدِيْثِ وَالْآثَارِ۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اللہ سے زیادہ بات میں کون سچا ہے۔“ اور سب سے بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے، اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے؛ اسی لیے انھیں اہلِ کتاب والسنہ اور اہلِ اثر اور اہلِ حدیث کہتے ہیں۔

اجماع کی حقیقت:

وَالْإِجْمَاعُ مَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ، مِنْ أَقْوَالٍ وَأَعْمَالٍ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً، مِمَّا لَهُ تَعَلُّقٌ بِالدِّيْنِ، وَالْإِجْمَاعُ الَّذِيْ يَنْضَبِطُ هُوَ مَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ، وَبَعْدَهُمْ كَثُرَ الْاِخْتِلَافُ، وَلَمْ يُوْجَدْ إِجْمَاعٌ عَلَى حَدِّهِ، وَلِهَذَا أَنْكَرَهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ، وَغَيْرُهُ، مِنْ أَهْلِ التَّحْقِيْقِ۔

اجماع یہ ہے کہ اہلِ علم کے اقوال و اعمال ظاہرہ و باطنہ کا کسی امرِ دین پر اتفاق ہو، اس اتفاق کو ”اجماع“ کہتے ہیں۔ اجماعِ منضبط وہ کہلاتا ہے جس پر سلف صالحین گامزن تھے، سلف کے بعد بہت سا اختلاف رونما ہوا، اس طرح کا اجماع نہ پایا گیا، اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محققین نے اجماع کے وجود کا انکار کیا ہے۔

اہلِ سنت کے کچھ دیگر اصول کا بیان:

وَهُمْ مَعَ هَذِهِ الْأُصُوْلِ، يَأْمُرُوْنَ

اہلِ حدیث ان اصول کے باوجود شریعت

بِالْمَعْرُوْفِ، وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، عَلَى مَا تُوْجِبُهُ الشَّرِيْعَةُ، وَيُحَافِظُوْنَ عَلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُمُعَةِ، وَيَدِيْنُوْنَ بِالنَّصِيْحَةِ لِلْأُمَّةِ، وَلِوُلَاةِ الْأَمْرِ، وَيَعْتَقِدُوْنَ مَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ: "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ۔

کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عامل ہیں اور جمعہ و جماعات کی مکمل پابندی کرتے ہیں۔ وہ امراء اور امت کی خیر خواہی کا اعتقاد رکھتے ہیں اور حدیثِ ذیل کے معتقد ہیں: ''مومن، مومن کے لیے ایک عمارت ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔'' [صحیح البخاری:۴۸۱]

وَقَوْلِهِ ﷺ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ".

وہ اس حدیث کے بھی قائل ہیں: ''مومن بندوں کی مثال ان کی آپس میں محبت اور اتحاد وشفقت میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کے سارے جسم کو نیند نہیں آتی اور بخار اور شب بیداری میں اس کا شریک ہوتا ہے۔'' [صحیح مسلم:۲۵۸۶]

وَيَأْمُرُوْنَ بِالصَّبْرِ عِنْدَ الْبَلَاءِ، وَالشُّكْرِ عِنْدَ الرَّخَاءِ، وَالرِّضَا بِمُرِّ الْقَضَاءِ، وَيَدْعُوْنَ إِلَى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَمَحَاسِنِ الْأَعْمَالِ،

وہ مصیبت پر صبر کرنے، خوش حالی پر شکر کرنے، تلخی پر راضی ہونے کا حکم دیتے ہیں، مکارمِ اخلاق اور محاسن اعمال کی طرف دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سب سے کامل ایمان والا

وَيَقُوْلُوْنَ: "أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" كَمَا جَاءَ فِيْ الْحَدِيْثِ۔	مسلمان وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ [سنن الترمذی: ۱۱۶۲]
وَيَنْدُبُوْنَ إِلَى أَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَيَأْمُرُوْنَ بِبِرِّ الْوَالِدَيْنِ، وَصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ، وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوْكِ۔	وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کریں۔ نہ دینے والے کو دیں، ظالم کو معاف کر دیں، والدین کے ساتھ نیکو کار ہوں۔ صلہ ارحام، حسنِ جوار کا مظاہرہ کریں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ احسان کریں، اور غلام کے ساتھ رفق و نرمی سے پیش آئیں۔
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْفَخْرِ وَالْخُيَلَاءِ، وَالْبَغْيِ، وَالْاِسْتِطَالَةِ عَلَى الْخَلْقِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَيَأْمُرُوْنَ بِمَعَالِيْ الْأَخْلَاقِ، وَيَنْهَوْنَ عَنْ سَفَلِهَا۔ وَكُلُّ مَا يَقُوْلُوْنَهُ وَيَفْعَلُوْنَهُ مِنْ هَذَا وَغَيْرِهِ فَإِنَّمَا هُمْ فِيْهِ مُتَّبِعُوْنَ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔	فخر و تکبر، ظلم اور مخلوق پر ناحق دست درازی کرنے اور کسی کو ناحق ستانے سے روکتے ہیں، اعلیٰ اخلاق کا حکم کرتے ہیں اور گندی عادات سے منع کرتے ہیں، ان سب میں اور ان کے علاوہ دیگر امور میں یہ کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں۔
وَطَرِيْقُهُمْ هُوَ دِيْنُ الْإِسْلَامِ، الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ	اہلِ حدیث کا طریقہ وہی دین اسلام ہے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تھے،

لَكِنْ لَمَّا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ أُمَّتَهُ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔

لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے یہ خبر دی کہ آپ کی امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، سارے فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے، جسے ''الجماعۃ'' کہتے ہیں۔

وَفِيْ حَدِيْثٍ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: ''هُمْ مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِيْ''.

اور ایک دوسری روایت میں اس فرقے کی پہچان بتلاتے ہوئے فرمایا: ''وہ اسی طریقے پر ہوں گے جس طریقے پر آج میں اور میرے صحابہ کرام گامزن ہیں۔''

[المعجم الصغیر للطبرانی: ۷۲۴، سنن الترمذی: ۲۶۴۳]

صَارَ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِالْإِسْلَامِ الْمَحْضِ الْخَالِصِ عَنِ الشَّوْبِ، هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَفِيْهِمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ، وَمِنْهُمْ أَعْلَامُ الْهُدَى، وَمَصَابِيْحُ الدُّجَى، أُوْلُوْ الْمَنَاقِبِ الْمَأْثُوْرَةِ، وَالْفَضَائِلِ الْمَذْكُوْرَةِ، وَفِيْهِمْ أَئِمَّةُ الدِّيْنِ، الَّذِيْنَ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى هِدَايَتِهِمْ۔

تو یہی خالص اسلام اور ملاوٹ سے پاک ایمان کو مضبوطی سے تھامنے والے اہلِ سنت والجماعت ٹھہرے، انھی میں صدیقین، شہداء اور صالحین ہوئے ہیں۔ یہ ہدایت کی نشانی، تاریکیوں میں روشن چراغ، اصحابِ مناقب ماثورہ اور فضائل مذکورہ ہیں۔ انھیں میں ائمہ دین ہیں جن کی ہدایت پر امت کا اجماع ہے۔

وَهُمُ الطَّائِفَةُ الْمَنْصُوْرَةُ، الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَا

یہی طائفہ منصورہ ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''میری امت کا

تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرَةً عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلَا مَنَ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ".	ایک گروہ حق پر باقی رہے گا، قیامت تک انھیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا اور نہ ہی انھیں کوئی رسوا کر سکے گا۔" [صحیح مسلم: ۱۹۲۳]

فَصْلٌ فِيْ الْاِعْتِقَادِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کی اتباع کا بیان

عَنْ مَالِكٍ رحمۃ اللہ علیہ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ ﷺ".

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جب تک انھیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت ہے۔" [الموطأ: ۸۹۹]

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِيْ أَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا" أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے گویا وہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے، اور دوسری میری "عترت" یعنی میرے اہلِ بیت ہیں، یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے، تو تم دیکھ لو کہ ان دونوں کے سلسلے میں تم

میری کیسی جانشینی کر رہے ہو۔“

[سنن الترمذی: ۳۷۸۸ صححہ الالبانی]

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: "صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَ وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا۔ قَالَ: ”أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“ أَخْرَجَهُ أَبُوْ

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں دل موہ لینے والی نصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں، اور دل کانپ گئے، پھر ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ تو کسی رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں کیا وصیت فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقۂ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات

دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

[سنن أبي داود: ۴۶۰۷ صححه الألباني]

وَمَعْنَى ”عَضُّوْا عَلَيْهَا“ أَيْ: تَمَسَّكُوْا بِهَا كَمَا يَتَمَسَّكُ الْعَاضُّ بِجَمِيْعِ أَضْرَاسِهِ۔

''دانتوں سے مضبوط پکڑ لینے'' کا مطلب یہ ہے کہ ڈاڑھ کے تمام دانتوں کے ساتھ شے کو مضبوطی سے تھام لے۔

وعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”أَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيثُ عَنِّي وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ، فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ، وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ“ أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار رہو! قریب ہے کہ کوئی آدمی اپنے آراستہ تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور وہ کہے: ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلے کی چیز) بس اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں جو چیز ہم حلال پائیں گے پس اسی کو حلال سمجھیں گے، اور اس میں جو چیز حرام پائیں گے بس اسی کو ہم حرام جانیں گے، یاد رکھو! بلا شک وشبہہ رسول اللہ ﷺ نے جو چیز حرام قرار دے دی ہے وہ ویسے ہی حرام ہے جیسے کہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیز۔''

[سنن أبي داود: ۴۶۰۴، سنن الترمذي: ۲۶۶۴]

وَزَادَ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ أَوَّلِهِ: ”أَلَا إِنِّيْ أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ“

اور ابو داود نے شروع میں یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! مجھے کتاب دی گئی

وَذَكَرَهُ بِمَعْنَاهُ۔
وَالْأَرِيْكَةُ: اَلسَّرِيْرُ فِيْ الْجُمْلَةِ، وَقِيْلَ: هُوَ كُلُّ مَا اتُّكِئَ عَلَيْهِ۔

ہے اور اسی کے مثل ایک چیز اور بھی۔" پھر باقی حدیث اسی مفہوم کی بیان کی ہے۔ اور "اریکہ" چارپائی کو کہتے ہیں، اور اس سے ہر وہ چیز بھی مراد لی جاتی ہے جس پر ٹیک لگائی جائے۔

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ، كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا،

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے۔ بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں۔ اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑتا ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں، نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اگاتے ہیں تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور اسے نفع دے، وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا

وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ" رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

گیا ہوں۔ اس نے علمِ دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا (توجہ نہیں کی) اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔

[صحیح البخاری:۷۹، صحیح مسلم:۲۲۸۲]

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: "إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَإِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيْ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے اچھی بات کتاب اللہ اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آ کر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

[صحیح البخاری:۷۲۷۷]

وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَأَبُو دَاوُدَ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ".

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہمارے دین میں وہ بات نکالے جو اس میں نہ ہو (یعنی بغیر دلیل کے) وہ ردّ ہے۔" [صحیح مسلم:۱۷۱۸] اور سنن ابو داود [۴۶۰۶] میں یہ اضافہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے طریقے کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔"

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: "مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ، ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيْهِ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِيْ الدُّنْيَا، وَوَقَاهُ سُوْءَ الْحِسَابِ فِيْ الْآخِرَةِ".

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما نے کہا: جس نے کتاب اللہ کو سیکھا، پھر اس کی پیروی کی تو اللہ اسے دنیا میں گمراہی سے اور آخرت میں برے حساب سے بچائے گا۔ [المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۴۶۶، وضعفہ الألبانی]

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: "تُرِكْتُم عَلَى الْوَاضِحَةِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، كُوْنُوْا عَلَى دِيْنِ الْأَعْرَابِ وَالْغِلْمَانِ فِيْ الْكُتَّابِ"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم روشن راہ پر چھوڑے گئے ہو، جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے، تم دیہاتیوں اور طفلانِ مکتب کے دین پر رہو۔“ [جامع الأصول: ۸۳]

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: "تُرِكْتُمْ عَلَى الْجَادَّةِ: مَنْهَجٌ عَلَيْهِ أُمُّ الْكِتَابِ" أَخْرَجَهَا رَزِيْنٌ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم سیدھی راہ پر چھوڑے گئے ہو، ایسا منہج اور طریقہ جس پر ام الکتاب ہے۔“ اسے رزین نے نقل کیا ہے۔

[جامع الأصول: ۸۳]

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، كَانُوْا أَفْضَلَ هَذِهِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص راہِ راست پر چلنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے راستے پر چلے اور ان کی اقتدا اور پیروی کرے جو اس جہاں سے گزر گئے، کیونکہ زندوں کے بارے میں یہ اندیشہ موجود ہے کہ

الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوْبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهِ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلَى أَثَرِهِمْ، وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ" أَخْرَجَهُ رَزِيْنٌ۔

وہ دین میں کسی فتنے اور ابتلا میں مبتلا ہو جائیں اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں، یہ حضرات امت میں سب سے زیادہ افضل ہیں، ساری امت میں سب سے زیادہ ان کے دل نیکو کار ہیں، ان کا علم سب سے زیادہ گہرا ہے، ان کے اعمال تکلف سے خالی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت وصحبت اور اقامتِ دین کے لیے چنا ہے، تو ان کا فضل و کمال پہچانو، اور ان کے آثار وطریقوں کی پیروی کرو اور حتی الوسع ان کے اخلاق اور ان کی سیرت و رَوش اختیار کرو کہ بے شک یہ لوگ ہدایتِ مستقیم پر قائم تھے۔

[جامع بیان العلم: ۲/ ۹۷]

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبَى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین اجنبی حالت میں آیا اور وہ پھر اجنبی حالت میں جائے گا، خوشخبری اور مبارک بادی ہے ایسے گمنام مصلحین کے لیے جو میرے بعد میری سنت میں لوگوں کی پیدا کردہ خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح

کرتے ہیں۔“[سنن الترمذی:۲۶۳۰فیہ ضعف]

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”اخیر زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذاب (جھوٹ بولنے والے) پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی تو بچے رہنا ان سے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔“[صحیح مسلم:۷]

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ أُمَّتِهِ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ، يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے

جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں۔ (یعنی اگر دل سے بھی برا نہ جانے تو اس میں ذرّہ برابر بھی ایمان نہیں)۔" [صحیح مسلم:۵۰]

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور ہدایت پر چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا اور چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔" [صحیح مسلم:۱۶]

وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيْكَتِهِ، يَأْتِيْهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِيْ، مِمَّا

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہرگز اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرے احکام اور فیصلوں میں سے

أَمَرْتُ بِهِ، أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِيْ، مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ "دَلَائِلِ النُّبُوَّة".

کوئی حکم آئے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جن سے روکا ہے اور وہ یہ کہے: یہ ہم نہیں جانتے، ہم نے تو اللہ کی کتاب میں جو کچھ پایا بس اسی کی پیروی کی ہے۔"

[سنن أبي داود: ۴۶۰۵ صححہ الألباني]

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ" رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ أَرْبَعِيْنِهِ: "هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ" ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے موافق نہ ہو جائے۔" [شرح السنہ: ۱۰۴] امام نووی نے "اربعین" میں کہا کہ یہ صحیح حدیث ہے جسے ہم نے "کتاب الحجۃ" میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَازِنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ، فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ

سیدنا بلال بن حارث مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جس پر لوگوں نے میرے بعد عمل کرنا چھوڑ دیا، تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، یہ ان کے اجروں میں سے کچھ

شَيْئًا، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِ النَّاسِ شَيْئًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ۔

بھی کمی نہیں کرے گا، اور جس نے گمراہی کی کوئی نئی بدعت نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی وخوش نہیں، تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، اس کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔"

[سنن الترمذی: ۲۶۷۷، صحیح لغیرہ]

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَسَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِيْ النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً"، قَالُوْا: مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَال ﷺ: "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے۔" صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر ہوں گے۔" [سنن الترمذی: ۲۶۴۲ وحسنہ الألبانی]

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ، فَلَهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں بگاڑ کے وقت جو میری سنت کو مضبوطی سے تھام کر

أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ" رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ لَهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما۔

رکھے گا اسے سو شہید کا اجر ملے گا۔"

[الترغیب للمنذری: ۱/۸۰]

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا أُمِرَ بِهِ هَلَكَ، ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا أُمِرَ بِهِ نَجَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کہ جو اس کا دسواں حصہ چھوڑ دے جس کا اسے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہو جائے گا، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ تم میں سے جو اس کے دسویں حصے پر عمل کرے جس کا اسے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پا جائے گا۔" [سنن الترمذی: ۲۲۶۷ وصححہ الألبانی]

وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ، فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ" رواه أحمد۔

سیدنا غضیف بن حارث ثمالی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو قوم بدعت کو ایجاد کرے گی، اس سے اس بدعت کے بقدر سنت اٹھا لی جائے گی، پس سنت کو تھام لینا بدعت کو ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔"

[مسند أحمد: ۴/۱۰۵، ۱۶۹۷۰ وضعفہ الألبانی]

وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ وَقَّرَ

ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی بدعتی کی

صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدَمِ الْإِسْلَامِ" رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مُرْسَلًا۔

تعظیم کی اس نے دین اسلام کے گرانے اور منہدم کرنے میں ساتھ دیا۔" [مشکاۃ المصابیح:۱۸۹] امام بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مرسل بیان کیا ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا" رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض لازم فرمائے ہیں تو انھیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزیں حرام کی ہیں تو ان کی حرمت نہ توڑو، کچھ حدیں مقرر کی ہیں تو ان سے آگے نہ بڑھو اور تم پر رحمت فرماتے ہوئے کچھ چیزوں سے بغیر بھولے سکوت فرمایا ہے تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو۔" [سنن الدارقطنی: ۴/ ۱۸۴]

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: "بَلَغَنِيْ أَنَّ أَوَّلَ ذَهَابِ الدِّيْنِ تَرْكُ السُّنَّةِ، يَذْهَبُ الدِّيْنُ سُنَّةً سُنَّةً كَمَا يَذْهَبُ الْحَبَلُ قُوَّةً قُوَّةً" رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

عبداللہ الدیلمی نے کہا ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ پہلے پہل دین کا اٹھنا سنت کے چھوڑنے کی وجہ سے ہوگا، دین ایک ایک سنت کے بدلے اٹھ جائے گا جس طرح رسی کی ایک ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ [سنن الدارمی:۹۸]

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: "مَا سَأَلْتُمُوْنَا عَنْ شَيْءٍ مِنْ كِتَابِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جس چیز کے بارے میں تم

اللّٰهِ نَعْلَمُهُ أَخْبَرْنَاكُمْ بِهِ، أَوْ سُنَّةٍ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ أَخْبَرْنَاكُمْ بِهِ، وَلَا طَاقَةَ لَنَا بِمَا أَحْدَثْتُمْ" رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

نے سوال کیا اور اللہ کی کتاب میں سے ہمیں اس کا علم ہوا تو ہم نے تمھیں اس کی اطلاع دے دی یا نبی کریم ﷺ کی سنت میں جو چیز ہمیں ملی تمھیں بتا دی اور جو تم نے نئی باتیں ایجاد کر لیں ان کا فتویٰ دینے کی ہم میں طاقت نہیں۔"

[سنن الدارمی: ۱۰۲]

قُلْتُ: هَذِهِ جُمْلَةٌ مُخْتَصَرَةٌ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَآثَارِ السَّلَفِ فَالْزَمْهَا وَمَا كَانَ مِثْلَهَا مِمَّا صَحَّ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَصَالِحِ سَلَفِ الْأُمَّةِ بِمَا حصل مِنَ الْاِتِّفَاقِ عَلَيْهِ مِنْ خِيَارِ الْأُمَّةِ، وَدَعْ أَقْوَالَ مَنْ عَدَاهُمْ مَحْقُوْرًا مَهْجُوْرًا، مُبْعَدًا مَدْحُوْرًا، مَذْمُوْمًا مَلُوْمًا، وَإِنِ اغْتَرَّ كَثِيْرٌ مِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ بِأَقْوَالِهِمْ وَجَنَحُوْا إِلَى اتِّبَاعِهِمْ فَلَا تَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ أَهْلِ الْبَاطِلِ فَقَدْ قَالَ تَعَالَى: ﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ ٱلشَّكُورُ﴾ [سباء: ۱۳] وَقَالَ رَسُوْلُ

میں کہتا ہوں: کتاب وسنت اور آثارِ سلف سے ماخوذ یہ چند مختصر باتیں تھیں، انھیں لازم پکڑ لو، اسی طرح ان باتوں کو بھی لازم پکڑ لو جو اسی طرح مزید اللہ، اس کے رسول اور سلف امت سے صحیح وارد ہوئی ہوں اور جن پر خیرِ امت کا اتفاق ہو چکا ہو، ان کے علاوہ دوسروں کی باتوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دو، اگرچہ متاخرین میں بہتوں کو ان کے اقوال سے دھوکا ہوا اور وہ ان کی اتباع کر بیٹھے، سو آپ اہلِ باطل کی کثرت سے دھوکا نہ کھائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔" اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اسلام شروع ہوا غربت سے (اجنبی کی

اللّٰهِ ﷺ: ”بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبَى لِلْغُرَبَاءِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔	حیثیت سے) اور پھر ایسے ہی لوٹ آئے گا، جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غریبوں (اجنبیوں) کے لیے۔“ [صحیح مسلم:۱۴۵]
وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ: ؎	اور کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے:
إِنَّ الْقُلُوْبَ يَدُ الْبَارِيْ تُقَلِّبُهَا وَإِنْ هُدِيْتَ فَبِالْأَخْبَارِ أُنْبِيْتَا فَلْتَسْأَلِ اللّٰهَ تَوْفِيْقًا وَتَثْبِيْتًا فَهَذِهِ غُرْبَةُ الْإِسْلَامِ أَنْتَ بِهَا مَن يُضْلِلِ اللّٰهُ لَا تَهْدِيْهِ مَوْعِظَةٌ فَكُنْ صَبُوْرًا وَلَوْ فِيْ اللّٰهِ أُوْذِيْتَا	”دلوں کو رب تعالیٰ ہی الٹتا پلٹتا ہے، اس لیے توفیق اور ثابت قدمی کی دعا اللہ ہی سے مانگیں۔ جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی نصیحت راہ نہیں دکھا سکتی۔ یہی اسلام کی اجنبیت ہے جس سے آپ گزر رہے ہیں، سو آپ صبر سے کام لیں اگرچہ اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچائی جائیں۔“

طلبہ کو چند وصیتیں:

فَهَذِهِ الْأَقَاوِيْلُ الَّتِيْ وُصِفَتْ، مَذَاهِبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْأَثَرِ، وَأَصْحَابِ الرِّوَايَةِ، وَحَمَلَةِ الْعِلْمِ النَّبَوِيِّ، فَمَنْ خَالَفَ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ، أَوْ طَعَنَ فِيْهِمْ، أَوْ عَابَ قَائِلَهَا، فَهُوَ مُخَالِفٌ مُبْتَدِعٌ، خَارِجٌ عَنِ الْجَمَاعَةِ، زَائِلٌ عَنْ	یہ سارے اقوال اہلِ سنت، اہلِ اثر، اصحابِ روایت اور علمِ رسالت کے حاملین کے ہیں، جو ان میں سے کسی چیز کی بھی مخالفت کرے، یا ان میں سے کسی پر طعن کرے یا ان کی عیب جوئی کرے وہ سنت کا مخالف بدعتی ہے، وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج اور منہجِ سنت نیز جادۂ حق سے ہٹا ہوا ہے۔

مَنْهَجِ السُّنَّةِ، وَسَبِيْلِ الْحَقِّ۔

وَمَا ذَكَرْتُهُ مِنَ الْعَقَائِدِ، يَنْبَغِيْ أَنْ يُقَدَّمَ إِلَى الصَّبِيِّ فِيْ أَوَّلِ نَشْأَتِهِ، لِيَحْفَظَهُ، ثُمَّ لَا يَزَالُ يَنْكَشِفُ لَهُ مَعْنَاهُ فِيْ كِبْرِهِ، شَيْئًا فَشَيْئًا، وَمِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَى قَلْبِ الْإِنْسَانِ أَنَّ شَرْحَهُ فِيْ أَوَّلِ نَشْأَتِهِ لِلْإِيْمَانِ، مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ، فَلَا بُدَّ مِنْ إِثْبَاتِهِ فِيْ نَفْسِ الصَّبِيِّ، وَالْعَامِيْ، حَتَّى يَتَرَسَّخَ وَلَا يَتَزَلْزَلَ۔

یہ ہیں وہ عقائد، جنھیں میں نے بیان کیا ہے، مناسب ہے کہ بچوں کو شروع ہی میں ان عقائد سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ انھیں یاد کر لیں، پھر آہستہ آہستہ بڑا ہونے پر ایک ایک کر کے ایمان کے معنی ومفہوم ان پر منکشف ہوتے جائیں گے، اور انسانی عقل پر اللہ کا یہ فضل ہے کہ ایمان کی تشریح بچپن ہی میں ہو جائے اور اسے کسی حجت اور دلیل کی ضرورت نہ پڑے؛ اس لیے ضروری ہے کہ ایک بچے اور ایک عامی کے دل میں اسے اس قدر راسخ کر دیا جائے کہ وہ کبھی متزلزل نہ ہو سکے۔

وَلَيْسَ الطَّرِيْقُ فِيْ تَقْوِيَتِهِ وَإِثْبَاتِهِ، أَنْ يُعَلَّمَ صِفَةُ الْكَلَامِ وَالْجِدَالِ، بَلْ يَشْتَغِلُ بِتَلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَقِرَاءَةِ الْحَدِيْثِ، وَمَعَانِيْهِ، وَيَشْتَغِلُ بِوَظَائِفِ الْعِبَادَاتِ، فَلَا يَزَالُ اعْتِقَادُهُ يَزْدَادُ رُسُوْخًا بِمَا يَقْرَعُ سَمْعَهُ

ایمان کو مضبوط اور اسے راسخ کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ اس کے لیے علمِ کلام اور جدل و مباحثے کی جانکاری حاصل کی جائے بلکہ ضروری ہے کہ وہ تلاوت قرآن اور حدیث کے پڑھنے میں مشغول رہے، کتاب وسنت کے معنی پر غور کرے اور عبادات میں لگا رہے۔ اس سے اس کے اعتقاد میں اضافہ ہوگا جب وہ قرآن کی

مِنْ أَدِلَّةِ الْقُرْآنِ وَحُجَجِهِ، وَبِمَا يَرِدُ عَلَيْهِ مِنْ شَوَاهِدِ الْأَحَادِيْثِ وَفَوَائِدِهَا، وَبِمَا يَسْطَعُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْوَارِ الْعِبَادَةِ وَوَظَائِفِهَا۔

دلیلوں اور اس کی حجتوں کو سنے گا اور حدیث کے شواہد اور فوائد اس کے دل تک پہنچیں گے اور عبادات و وظائف کے انوار سے اس کا دل منور ہو گا۔

وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَحْرُسَ سَمْعَهُ مِنَ الْجِدَالِ وَالْكَلَامِ غَايَةَ الْحِرَاسَةِ، فَإِنَّ مَا يُشَوِّشُهُ الْجَدَلُ أَكْثَرَ مِمَّا يُمَهِّدُهُ، وَمَا يُفْسِدُهُ الْكَلَامُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُهُ، وَقَدْ كَتَبْنَا فِيْ ذَمِّ الْكَلَامِ رِسَالَةً، سَمَّيْنَاهَا "قصد السبيل في ذم الكلام والتأويل"۔

اور مناسب ہے کہ وہ اپنے کان کو جدل اور کلام سے حد درجہ محفوظ رکھے، کیونکہ یہ جدل و کلام اسے فائدے سے زیادہ تشویش میں مبتلا کریں گے، اصلاح سے زیادہ بگاڑ پیدا کریں گے، اور ہم نے علمِ کلام کی مذمت میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ”قصد السبیل فی ذم الکلام والتاویل“ ہے۔

وَنَاهِيْكَ بَالْعَيَانِ بُرْهَانًا فَقِسْ عَقِيْدَةَ أَهْلِ الصِّلَاحِ وَالتُّقَى مِنْ عَوَامِ النَّاسِ بِعَقِيْدَةِ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَالْمُجَادِلِيْنَ، تَرَى اعْتِقَادَ الْعَامِي فِيْ الثُّبَاتِ كَالطَّوْدِ الشَّامِخِ، لَا تُحَرِّكُهُ الدَّوَاهِيْ وَالصَّوَاعِقُ۔

آپ کے سامنے عینی دلیل پیش کرتا ہوں، آپ ایک عام آدمی کے عقیدے کو متکلمین کے عقیدے سے موازنہ کریں، اس عامی کے عقیدے کو ایک مضبوط پہاڑ کی طرح ثابت وراسخ پائیں گے جسے کوئی بھی طوفان اور بجلی ہلا نہیں سکتی۔

وَعَقِيْدَةُ الْمُتَكَلِّمِ الْحَائِرِ بَيْنَ اعْتِقَادِ وَتَقْسِيْمَاتِ الْجَدَلِ

جبکہ اہلِ کلام کا عقیدہ جدل وکلام کی تقسیمات میں اس طرح الجھا ہوا ہو گا جیسے ہوا میں چھوڑا

كَخَيْطٍ مُرْسَلٍ فِي الْهَوَاءِ، تُقَلِّبُهُ الرِّيَاحُ مَرَّةً هَكَذَا، وَمَرَّةً هَكَذَا۔

ہوا دھاگا الجھا ہوا ہوتا ہے، جسے ہوائیں کبھی ادھر تو کبھی ادھر الٹتی پلٹتی رہتی ہیں۔

ثُمَّ الصَّبِيُّ إِذَا نَشَأَ عَلَى هَذِهِ الْعَقِيْدَةِ إِنِ اشْتَغَلَ بِكَسْبِ الدُّنْيَا لَمْ يَتَّضِحْ لَهُ غَيْرُهَا وَلَكِنَّهُ يَسْلَمُ فِي الْآخِرَةِ بِاعْتِقَادِ أَهْلِ الْحَقِّ إِذَ لَمْ يُكَلِّفِ الشَّرْعُ أَجْلَافَ الْعَرَبِ أَكْثَرَ مِنَ التَّصْدِيْقِ الْجَازِمِ بِظَاهِرِ هَذِهِ الْعَقَائِدِ۔

پھر ایک بچہ جب اس عقیدے پر پروان چڑھے گا اور اس کے بعد وہ کسبِ معاش کے لیے کہیں بھی جائے گا تو اس کے سوا کوئی دوسرا عقیدہ اس پر واضح نہیں ہوگا، اور وہ آخرت میں بھی اہلِ حق کے اس اعتقاد کے ساتھ محفوظ رہے گا، کیونکہ شریعت نے سخت دل عربوں کو ان عقائد کے ظاہر کو یقین کے ساتھ مان لینے کے سوا کسی زائد امر کا مکلف نہیں بنایا تھا۔

فَأَمَّا الْبَحْثُ وَالتَّفْتِيْشُ وَتَكَلُّفُ نَظْمِ الْأَدِلَّةِ فَلَمْ يُكَلَّفُوْا بِهِ أَصْلًا۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ سَالِكِيْ طَرِيْقِ الْآخِرَةِ وَسَاعَدَهُ التَّوْفِيْقُ حَتَّى اشْتَغَلَ بِالْعَمَلِ وَلَازَمَ التَّقْوَى وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى وَاشْتَغَلَ بِالرِّيَاضَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ انْفَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابٌ مِنَ الْهِدَايَةِ تَكْشِفُ عَنْ حَقَائِقِ

چنانچہ انھیں بحث و تفتیش اور دلیلوں کو ترتیب دینے کا مکلف نہیں بنایا، اگر کوئی راہِ آخرت پر چلنا چاہتا ہے اور اسے توفیق مل چکی ہے یہاں تک کہ اس نے عمل و تقویٰ کو حرزِ جان بنالیا ہے، نفس کو خواہشات سے روک رکھا ہے اور خود کو ریاضت و مجاہدے میں لگا دیا ہے تو اس کے لیے ہدایت کے دروازے کھل جاتے ہیں، عقیدے کے حقائق منکشف ہو جاتے ہیں اور ریاضت و مجاہدے کے سبب اس کے دل

هَذِهِ الْعَقِيْدَةِ وَتَنَوُّرٌ إِلَهِيٌّ يُقْذَفُ فِيْ قَلْبِهِ بِسَبَبِ الْمُجَاهَدَةِ تَحْقِيْقًا لِوَعْدِهِ عَزَّ وَجَلَّ حَيْثُ قَالَ: ﴿وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ﴾ [العنكبوت:٦٩]

میں نورِ الٰہی ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے: ”اور وہ لوگ جنھوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی ہم ضرور ہی انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بلاشبہہ اللہ یقینا نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

خاتمة الرسالة

قَدْ زَعَمْتُ فِيْ هَذِهِ الْمَسَائِلِ وَالْأَبْحَاثِ، الَّتِيْ ذَكَرْتُهَا فِيْ هَذِهِ الرِّسَالَةِ، وَفِيْ رَسَائِلِ أُخْرى أَنِّيْ لَاحَظْتُ الْحَقَّ وَنُصْرَتَهُ بِجُهْدِيْ، وَتَابَعْتُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، بِحَسْبِ فَهْمِيْ، وَغَايَةِ مَا عِنْدِيْ۔

یہ مسائل اور ابحاث جن کا ذکر میں نے اس رسالے میں اور اسی طرح دوسرے رسالوں میں کیا ہے ان میں میں نے حق کا لحاظ کیا ہے اور اپنی محنت، کوشش اور بساط کے مطابق کتاب وسنت کی پیروی کی ہے۔

وَأَضْرَبْتُ عَنِ الْمُقَاوَلَاتِ وَالْمُرَاجَعَاتِ، وَطَوَيْتُ الْكَشْحَ عَنْ دَفْعِ الْاِعْتِرَاضَاتِ الْبَاطِلَاتِ، مَعَ أَنِّيْ قَصِيْرُ الْبَاعِ، قَلِيْلُ الْاِطِّلَاعِ، فَمَا أَخْطَأْتُ فِيْهِ مِنْ كَلَامِيْ، وَخَالَفْتُ فِيْهِ وَاضِحَ الْكِتَابِ وَصَرِيْحَ السُّنَّةِ فَعَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ رَدُّهُ، وَالْاِجْتِنَابُ عَنْهُ، وَمُتَابَعَةُ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ وَالسُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ دُوْنَهُ۔

اختلافی اقوال اور مسائل کو چھوڑ دیا ہے، اور باطل اعتراضات کے صفحات کو بند کر دیا ہے۔ باوجودیکہ میری کوئی بساط نہیں ہے، پھر بھی اگر اس رسالے میں میری طرف سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو اور کتاب وسنت کے صریح نصوص کی مخالفت ہوئی ہو تو ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ وہ اسے رد کر دے، اس سے اجتناب کرے اور اسے ترک کر کے وہ صرف کتابِ عزیز اور سنتِ مطہرہ کی پیروی کرے۔

فَإِنَّمَا قَصْدِيْ نُصْرَتُهُمَا، لَا

کیونکہ میرا مقصد کتاب وسنت کی نصرت وتائید

مُخَالَفَتُهُمَا، فَمَا أَصَبْتُ فِيْهِ فَمِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَلَهُ فِيْهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَالشُّكْرُ وَالثَّنَاءُ، وَمَا أَخْطَأْتُ فِيْهِ، فَالذَّنْبُ فِيْهِ مِنِّيْ، وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَعَلَيَّ فِيْهِ الْبَرَاءَةُ مِنْهُ وَالتَّوْبَةُ عَنْهُ، وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالتَّحْذِيْرُ۔

وَأَشَدُّ الْكَرَاهَةِ أَنْ أُفَرِّقَ بَيْنَ كَرَاهَةِ مَا صَدَرَ مِنِّيْ مِنَ الْبِدَعِ وَالْخِلَافِ، وَمَا صَدَرَ مِنْ غَيْرِيْ بِنَاءً عَلَى عَدَمِ الْإِنْصَافِ وَرُكُوْبِ الْاِعْتِسَافِ بَلْ يَجِبُ أَنْ أَكُوْنَ أَشَدَّ كَرَاهَةً لِمَا صَدَرَ مِنِّيْ لِأَنَّهُ ذَنْبٌ يَضُرُّنِيْ، وَ أُؤَاخَذُ بِسَبَبِهِ، وَذَنْبُ غَيْرِيْ، لَا يَضُرُّنِيْ وَلَا أُؤَاخَذُ بِهِ۔

کرنا ہے نہ کہ ان کی مخالفت کرنا، سو میں نے اس رسالے میں جو درست لکھا وہ اللہ کی توفیق سے ہے، اس پر اس کا بے پایاں شکر و احسان ہے، اور اگر کہیں غلطی ہوئی ہو تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے، میں اس سے براءت کا اظہار اور توبہ و استغفار کرتا ہوں، نیز اس سے خبر دار بھی کرتا ہوں۔

اور سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ میں اپنی طرف سے صادر ہونے والے اختلافات اور بدعت نیز دوسرے کی طرف سے صادر ہونے والے اختلافات اور بدعات کے مابین فرق کروں، کیونکہ ایسا کرنا عدمِ انصاف اور تعصب و ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ میں سب سے زیادہ کراہت ان اختلافات سے کروں جو میری طرف سے صادر ہوئے ہیں، کیونکہ یہ گناہ میرے لیے نقصان دہ ہے، اس کے باعث میری پکڑ ہو گی، جبکہ دوسرے کا گناہ میرے لیے نہ تو نقصان دہ ہے اور نہ ہی اس پر میری پکڑ ہو گی۔

وَاللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَسْأَلُ أَنْ يُسَلِّمَنِيْ مِنَ الْبِدَعِ وَالذُّنُوْبِ، وَيَغْفِرَ لِيْ مَا أَخْطَأْتُ فِيْهِ مِنَ الْأُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ، إِنَّهُ وَاسِعُ الْغُفْرَانِ وَالرَّحْمَةِ، وَهُوَ حَسْبِيْ وَكَفَى فِيْ الْآخِرَةِ وَالْأُوْلَى۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بدعات اور گناہوں سے محفوظ رکھے، اور میری ان تمام غلطیوں کو معاف فرمادے جو مجھ سے اصول وفروع میں سرزد ہوئی ہیں، یقینا وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت رحم والا ہے، دنیا وآخرت ہر جگہ وہی میرے لیے کافی ہے۔

وَالْمُحَامِي عَنِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ، وَالْكِتَابِ الْعَزِيْزِ، وَالذَّابُّ عَنْهُمَا، كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَرُوْحُ الْقُدُسِ مَعَ مَنْ ذَبَّ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ وَنَافَحَ عَنْهُمَا مِنْ بَعْدِهِ إِيْمَانًا وَحُبًّا وَنُصْحًا لَهُ رَجَاءَ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْخَلَفِ الصَّالِحِ، وَالَّذِيْنَ قَالَ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ، وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ“.

سنتِ مطہرہ اور کتابِ عزیز کا وکیل اور دفاع کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور روح القدس ہر اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ کے دین اور اس کے نبی کی سنت کا ایمان، محبت اور خیر خواہی کے جذبے سے دفاع کرتا ہے۔ اس امید میں کہ وہ خلف صالح میں شامل ہو جائے، اور جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”عادل اور ثقہ لوگ اس علم کو حاصل کریں گے جو غلو پسندوں کی تحریف، باطل پرست لوگوں کے غلط استدلال اور جاہلوں کی تاویلات کو اس دینی علم سے دور کریں گے۔“ [مسند أحمد: ۲/ ۱۶۱]

وَالْجِهَادُ بِاللِّسَانِ أَحَدُ أَنْوَاعِ

زبان کے ذریعے جہاد کرنا بھی جہاد کی ایک قسم

الْجِهَادِ وَسُبُلِهِ، وَمَا الْمُرَادُ إِلَّا بَيَانُ الْحَقِّ وَانْتِصَارُ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ النَّاسَ عَلَيْهَا كَمَا تُطَابِقُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ الْكَرِيْمُ وَالسُّنَّةُ الْغَرَّاءُ.

اور اس کا ایک راستہ ہے، اور اس سے مراد یہ ہے کہ حق کو واضح کیا جائے اور اس فطرت کی تائید کی جائے جس پر اللہ نے انسانوں کی تخلیق کی ہے اور قرآن وسنت جس کی موافقت کرتے ہیں۔

وَلَا أُعَيِّبُ عَلَى مَنْ خَالَفَنِيْ فِيْ شَيْئٍ، وَلَا يُعَابُ التَّقْصِيْرُ فِيْهِ عَلَيَّ، لِأَنِّيْ مُقِرٌّ بِهِ، وَأَهْلِهِ، وَمَحَلِّهِ، مَعَ الدُّعَاءِ وَاللَّجَأِ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يَّهْدِيَنِيْ لِلْهُدَى، وَيُيَسِّرُ الْهُدَى لِيْ وَقَدْ وَعَدَ بِهِ فِيْ كِتَابِهِ الْحَكِيْمِ مُؤَكِّدًا بِمُؤَكَّدَاتٍ فَقَالَ: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ﴾ [الليل: ١٢]

اور میں اس کی عیب جوئی نہیں کرتا جو کسی بھی چیز میں میری مخالفت کرے، اور میرے خلاف کوئی غلطی عیب جوئی کے لائق بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ مجھے خود اس کا اقرار ہے، اور ساتھ ہی اللہ سے دعا اور التجا بھی کرتا ہوں کہ مجھے ہدایت پر قائم رکھے اور ہدایت کو میرے لیے آسان بنا دے، جیسا کہ اپنی کتابِ حکیم کے اندر کئی تاکیدوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے: ''یقیناً ہدایت دینا البتہ میری ذمہ داری ہے۔''

وَقَالَ: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ قَصْدُ ٱلسَّبِيلِ﴾ [النحل: ٩] هَذَا لِلْخَلْقِ عُمُوْمًا، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ خُصُوْصًا ﴿وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ﴾ [التغابن: ١١]

مزید ارشاد فرمایا: ''اور صحیح راہ کی راہنمائی کرنا اللہ ہی کی ذمے داری ہے۔'' یہ عمومی طور پر تمام مخلوق کے لیے ہے، جبکہ مومنوں کے لیے خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر

قائم رکھتا ہے۔“

وَإِنَّمَا يَضِلُّ أَكْثَرُ الْخَلَفِ مِنْ تَرْكِهِمُ الْعَمَلَ بِآيَاتِ اللّٰهِ الْبَيِّنَاتِ وَالسُّنَّةِ وَتَطَلُّبِهِمْ غَيْرَهَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: ﴿كَمْ ءَاتَيْنَٰهُم مِّنْ ءَايَةٍۭ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ﴾ [البقرة:٢١١]

اور اکثر خلف اس لیے گمراہ ہو گئے کہ انھوں نے اللہ کی واضح آیتوں اور سنت پر عمل کرنا ترک کر دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”ہم نے انھیں کتنی واضح نشانیاں دیں اور جو شخص اللہ کی نعمت کو بدل دے اس کے بعد کہ اس کے پاس آ چکی ہو تو یقینا اللہ بہت سخت سزا والا ہے۔“

فَلْيَحْذَرْ مِنْ ذٰلِكَ كُلَّ الْحَذَرِ، أَيْ: مِنْ عَدَمِ الْقُنُوْعِ بِمَا قَنَعَ بِهِ السَّلَفُ مِنْ حُجَجِ اللّٰهِ. فَيَا لَهُ مِنْ تَخْوِيْفٍ شَدِيْدٍ، وَ وَعِيْدٍ عَظِيْمٍ۔

چنانچہ جو ان دلیلوں پر قانع نہ ہو جن پر سلف قانع ہو گئے تو اس سے پوری طرح تحذیر کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس پر سخت ترین تخویف اور عظیم وعید وارد ہوئی ہے۔

وَإِنَّمَا يُعْرَفُ الْحَقُّ مِنْ جَمْعِ خَمْسَةِ أَوْصَافٍ، مَعْظَمُهَا الْإِخْلَاصُ، وَالْفَهْمُ، وَالْإِنْصَافُ، وَرَابِعُهَا وَهُوَ أَقَلُّهَا وُجُوْدًا وَأَكْثَرُهَا فُقْدَانًا: اَلْحِرْصُ عَلَى مَعْرِفَةِ الْحَقِّ، وَشِدَّةُ الدَّعْوَةِ إِلَى ذٰلِكَ۔

اور حق کو وہی پہچانے گا جس کے اندر پانچ اوصاف پائے جائیں ان میں سب سے عظیم اخلاص ہے، دوسرا فہم، تیسرا انصاف اور چوتھا جو سب سے کم پایا جاتا ہے، وہ معرفتِ حق کا حریص ہونا اور اس کی طرف دعوت دینا ہے۔

وَالْبِدَعُ قَدْ كَثُرَتْ، وَالْمُحْدَثَاتُ قَدْ عَمَّتِ الْبَلْوَى بِالْإِشْرَاكِ بِهَا وَكَثُرَ الدُّعَاءُ إِلَيْهَا، وَالتَّعْوِيْلُ عَلَيْهَا. وَطُلَّابُ الْحَقِّ الْيَوْمَ شِبْهُ طُلَّابِهِ فِيْ أَيَّامِ الْفَتْرَةِ وَهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَزَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَأَضْرَابُهُمَا، فَإِنَّهُمْ قُدْوَةٌ لِطَالِبِ الْحَقِّ وَفِيْهِمْ لَهُ أَعْظَمُ أُسْوَةٍ لِمَا حَرَصُوْا عَلَى الْحَقِّ وَبَذَلُوْا الْجُهْدَ فِيْ طَلَبِهِ حَتَّى بَلَّغَهُمُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَأَوْقَفَهُمْ عَلَيْهِ وَفَازُوْا مِنْ بَيْنِ الْعَوَالِمِ الْجُمَّةِ۔

بدعات اور گمراہیوں کی کثرت ہے اوران میں ملوث ہونے والوں اور اس کی طرف بلانے والوں اوراس پر بھروسا کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جبکہ حق کے طلب گاروں کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ فترت کے ایام میں متلاشیانِ حق تھے، اور وہ سلمان فارسی اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ ہیں، یہ حق کے طلب گاروں کے لیے اسوہ ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو حق کے بہت زیادہ حریص ہیں اور اس کی طلب میں محنت صرف کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حق تک پہنچا دیتا ہے اور اس پر ثابت کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ ایک بڑی بھیڑ کے اندر سے کامیابی کی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔

فَكَمْ أَدْرَكَ الْحَقَّ طَالِبُهُ فِيْ زَمَنِ الْفَتْرَةِ وَكَمْ عُمِيَ عَنْهُ مِنْ طَلَبِهِ فِيْ زَمَنِ النُّبُوَّةِ، فَاعْتَبِرْ بِذَلِكَ، وَاقْتَدِ بِأُوْلَئِكَ الْكِرَامِ، فَإِنَّ الْحَقَّ مَا زَالَ مَصُوْنًا عَزِيْزًا نَفِيْسًا كَرِيْمًا، لَا يَنَالُ مَعَ الْإِضْرَابِ عَنْ طَلَبِهِ،

کتنے ایسے تھے جنھوں نے فترت کے زمانے میں بھی حق کو حاصل کر لیا اور کتنے ایسے گزرے ہیں جو نبوت کے زمانے میں بھی حق سے محروم رہ گئے، سو اس سے نصیحت پکڑیں، اور اللہ کے نیک بندوں کو نمونہ بنائیں؛ کیونکہ حق ہمیشہ محفوظ، عزیز، نفیس اور کریم رہا ہے، بے پروائی اور عدمِ

وَعَدَمِ التَّشَوُّقِ وَالْإِشْرَافِ إِلَى سَبَبِهِ، وَلَا يَهْجِمُ عَلَى الْبَطَّالِيْنَ الْمُعْرِضِيْنَ وَلَا يُنَاجِيْ أَشْبَاهَ الْأَنْعَامِ الضَّالِّيْنَ۔

شوق سے اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا، باطل پرست اعراض کرنے والے حق تک نہیں پہنچتے، اور یہ حق نہ ہی گمراہوں کے قریب پھٹکتا ہے۔

مَا أَعْظَمَ الْمُصَابَ بِالْغَفْلَةِ، وَالْاِغْتِرَارِ بِطُوْلِ الْمُهْلَةِ، فَلْيَعْرِفْ مُرِيْدُ الْحَقِّ قَدْرَ مَا هُوَ طَالِبُهُ، فَإِنَّهُ طَالِبٌ لِأَعْلَى الْمَرَاتِبِ ﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ [الاسراء: ١٩]، ﴿خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ﴾ [البقرة: ٦٣]

غفلت اور مہلت سے دھوکا کھانا بہت بڑی مصیبت ہے، اس لیے طالبِ حق کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اعلیٰ مراتب کا طلب گار ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی، جو اس کے لائق کوشش ہے، جب کہ وہ مومن ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”پکڑو قوت کے ساتھ جو ہم نے تمھیں دیا ہے اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو۔“

فَلَيْسَ فِيْ الْوُجُوْدِ بِأَسْرِهِ أَعَزُّ مِنَ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالَىٰ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، وَمُتَابَعَتِهِمْ، وَمَعْرِفَةِ مَا جَاءُوْا بِهِ، وَلَا تَطْلُبْ ذٰلِكَ أَهْوَنَ الطَّلَبِ فَإِنَّ طَلَبَةَ الدُّنْيَا وَزَخَارِفِهَا الْفَانِيَةِ، يَرْتَكِبُوْنَ الْأَخْطَارَ وَالْمَتَالِفَ الْكِبَارَ،

اس وجودِ کائنات میں اللہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے، ان کی متابعت کرنے اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی معرفت حاصل کرنے سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہے، اور اس کا طلب کرنا آسان بھی بہت ہے، جبکہ فانی دنیا کے طلب گار بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرتے ہیں اور اس کے حصول

وَيُنْفِقُ أَحَدُهُمْ غَضَارَةَ عُمُرِهِ، وَنَضَارَةَ شَبَابِهِ، وَإِبَّانَ أَيَّامِهِ فِيْهَا، وَهِيَ لَا تَحْصُلُ لَهُمْ عَلَى حَسْبِ الْمُرَادِ، فَكَيْفَ بِمَا هُوَ أَبْقَى وَخَيْرٌ مِنْهَا؟ وَلَمْ يَرْفَعُوْا لَهُ رَأْسًا وَلَمْ يَبْنُوْا لَهُ أَسَاسًا۔

میں اپنی قیمتی عمر اور جوانی کو مٹا دیتے ہیں، مگر پھر بھی اپنی خواہش کے مطابق اپنی مراد نہیں پاتے، پھر اس زندگی کا کیا ہوگا جو اس دنیا سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے؟ مگر اس کے لیے انھوں نے ذرا بھی کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کے لیے کوئی بنیاد رکھی۔

وَإِنَّمَا أَطَلْنَا الْقَوْلَ لِأَنِّيْ أَعْلَمُ بِالضُّرُوْرَةِ فِيْ نَفْسِيْ وَغَيْرِيْ: أَنَّ جَهْلَ الْحَقَائِقِ أَكْثَرُهَا إِنَّمَا سَبَبُهُ عَدَمُ الْاِهْتِمَامِ بِمَعْرِفَتِهَا عَلَى الْإِنْصَافِ، وَتَرْكِ الْاِعْتِسَافِ، لَا عَدَمَ الْفَهْمِ وَالْإِدْرَاكِ، فَإِنَّ مَنْ اِهْتَمَّ بِشَيْءٍ أَدْرَكَهُ، فَكَيْفَ لَا يَفْهَمُ طَالِبُ الْحَقِّ مَقَاصِدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ، مَعَ الْاِهْتِمَامِ فِيْهِ، وَبَذْلِ الْجُهْدِ فِيْهِ، وَحُسْنِ الْقَصْدِ وَلُطْفِ أَرْحَمِ الرَّاحِمِيْنَ؟

میں نے بات کو طول دے دیا اس لیے کہ مجھے اپنے اور دوسروں کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہے کہ حقائق سے لاعلمی کی اصل وجہ انصاف کے ساتھ حقائق کی معرفت کا اہتمام نہ کرنا ہے، نہ کہ فہم وادراک کا نہ ہونا، کیونکہ جب کوئی کسی چیز کا اہتمام کرتا ہے تو اس کا ادراک بھی حاصل کرتا ہے، پھر ایک طالبِ حق انبیاء ورسل اور سلف صالح کے مقاصد کو کیسے نہیں سمجھ سکتا ہے جو اس کا اہتمام کرے، اس کے لیے محنت صرف کرے، مقصد بھی نیک ہو اور ارحم الراحمین کا لطف وکرم بھی شامل حال ہو؟!

وَلَا يَنْبَغِيْ لِطَالِبِ الْحَقِّ

طالبِ حق کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسے

وَالصَّوَابِ أَنْ يَّصْغَى إِلَى مَنْ يَصُدُّهُ عَنْ كُتُبِ اللّٰهِ، وَمَا أُنْزِلَ فِيْهَا مِنَ الْهُدَى وَالنُّوْرِ، وَالرَّحْمَةِ لُطْفًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَنِعْمَةً لِلشَّاكِرِيْنَ، وَلْيَحْذَرْ كُلَّ الْحَذْرِ مِنْ زُخْرُفَتِهِمْ وَتَشْكِيْكِهِمْ، وَلْيَعْتَبِرْ بِقَوْلِ اللّٰهِ لِرَسُوْلِهِ الْمَعْصُوْمِ ﴿وَإِن كَادُواْ لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ ٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ﴾ [الاسراء:٧٣]

شخص کی باتوں پر کان دھرے جو اسے اللہ کی کتاب اور اس میں اتاری گئی ہدایت، نور اور رحمت سے روکے، اسی میں مومنوں کے لیے مہربانی اور شکر گزار بندوں کے لیے نعمت ہے، اور چاہیے کہ وہ ان کی ملمع سازیوں اور مشکوک باتوں سے پوری طرح آگاہ رہے، اور رسولِ معصوم ﷺ کے تئیں اللہ کے اس قول سے عبرت حاصل کرے: ”یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے بہکانا چاہتے ہیں۔“

وَيَا لَهَا مِنْ مَوْعِظَةٍ مُوْقِظَةٍ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ وَلَا يَسْتَوْحِشُ مَنْ ظَفَرَ بِالْحَقِّ بِكَثْرَةِ الْمُخَالِفِيْنَ، وَلْيُوَطِّنْ نَفْسَهُ عَلَى الصَّبْرِ وَالْيَقِيْنِ۔

کس قدر عظیم اور بیدار کرنے والی یہ نصیحت ہے اس صاحب دل کے لیے جو حاضر قلبی کے ساتھ کان دھرے۔ اور ایک صاحب حق کبھی مخالفین کی کثرت سے وحشت محسوس نہ کرے، بلکہ صبر ویقین کے ساتھ مطمئن رہے۔

نَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالىٰ أَنْ يَرْحَمَ غُرْبَتَنَا فِيْ الْحَقِّ وَيَهْدِي ضَالَّنَا وَلَا يَرُدَّنَا عَنْ أَبْوَابِ رَجَائِهِ وَدُعَائِهِ وَطَلَبِهِ وَرَحْمَتِهِ مَحْرُوْمِيْنَ۔

وَخَامِسُهَا وَهُوَ أَصْعَبُهَا الْمُشَارَكَةُ فِيْ الْعِلْمِ وَالتَّمْيِيْزِ

اور پانچواں جو سب سے مشکل ہے وہ یہ کہ علم وتمیز اور فہم و درایت میں بھرپور حصہ لے یہاں

وَالْفَهْمِ وَالدِّرَايَةِ حَتَّى يَتَمَكَّنَ مِنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ وَمِقْدَارِ مَا يَقِفُ عَلَيْهِ فَيَرْغَبُ فِيْهِ مِنْ غَيْرِ تَقْلِيْدٍ، لِأَنَّهُ لَا يَعْرِفُ الْمَقَادِيْرَ إِلَّا ذُوْ بَصَرٍ نَافِذٍ، وَفَهْمٍ مَاضٍ، فَإِنْ عَرَضَتْ لَهُ مِحْنَةٌ، لَمْ يَتَطَيَّرْ بِطَلَبِ الْحَقِّ، فَيَكُوْنُ مِمَّنْ يَعْبُدُ اللّٰهُ عَلَى حَرْفٍ، وَلْيَثِقْ بِمَوَاعِيْدِ اللّٰهِ وَقُرْبِ الْفَرَجِ قَالَ تَعَالىٰ ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى ٱلْحَقِّ ٱلْمُبِينِ﴾ [النمل:۷۹]، ﴿فَٱصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ ٱلَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ﴾ [الروم:۶۰]	تک کہ وہ معرفت حق اور جس قدر واقف ہے اس پر قادر ہو جائے تاکہ بغیر تقلید کے اسے اس میں رغبت پیدا ہو جائے، کیونکہ ان مقادیر کی پہچان وہی رکھتا ہے جو صاحب فہم و بصیرت ہو، اگر آزمائش سے دوچار ہو تو طلب حق سے وہ بدشگونی نہیں لیتا ہے کہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اللہ کی عبادت شک کی بنیاد پر کرتے ہیں، سو ضروری ہے کہ وہ اللہ کے وعدوں اور کشادگی کی قربت پر بھروسا رکھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”پس اللہ پر بھروسا کرو، یقینا تم واضح حق پر ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”پس آپ صبر کریں یقینا اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں جو یقین نہیں رکھتے۔“
وَلْيَعْلَمْ يَقِيْنًا أَنَّهُ تَعَالىٰ مَعَ الصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْمُحْسِنِيْنَ، وَأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ نَاصِرُ مَنْ يَنْصُرُهُ، وَذَاكِرُ مَنْ يَذْكُرُهُ، وَإِنَّ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هَذِهِ الْأُمُوْرِ عَائِدٌ عَلَى مُتَّبِعِيْهِ،	اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں، سچوں اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اللہ مدد کرتا ہے ہر اس شخص کی جو اس کی مدد کرے اور یاد رکھتا ہے ہر اس شخص کو جو اسے یاد کرے۔ اور ان امور میں رسول اللہ ﷺ کا راز آپ کے پیروکاروں کی طرف

وَنَصْرُ اللّٰهِ شَامِلٌ لِنَاصِرِيْهِ.

لوٹتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آپ کے معاونین کو شامل ہے۔

وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِالْمُعَاوَنَةِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى. وَصَحَّ التَّرْغِيْبُ فِيْ الدُّعَاءِ إِلَى الْحَقِّ وَالْخَيْرِ، وَأَنَّ الدَّاعِيَ إِلَى ذَلِكَ يُؤْتَى مِثْلَ أُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ.

اور اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر آپسی تعاون کا حکم دیا ہے، اور حق اور خیر کی طرف دعوت دینے کی ترغیب بھی وارد ہوئی ہے، اور یہ کہ جو خیر کی طرف بلاتا ہے اسے خیر کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملتا ہے۔

وَمَنْ أَحْيَا نَفْسًا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا، وَمَنْ أَمَرَ بِالصَّلَاحِ وَالْإِصْلَاحِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ يُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا.

اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو زندہ کیا، اور جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر اصلاح وبھلائی کا حکم دیا اسے اللہ اجرِ عظیم سے نوازے گا۔

وَفِيْ سُوْرَةِ الْعَصْرِ قَصْرُ السَّلَامَةِ مِنَ الْخُسْرِ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ، وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ، وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ، ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ﴾ [فصلت:۳۳]

سورۃ العصر میں خسارے سے سلامتی انہیں لوگوں کے ساتھ محدود کر دیا گیا ہے جو مومن ہیں، نیک اعمال کرتے ہیں اور حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ’’اور بات کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔‘‘

وَأَنَا أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَأَسْأَلُهُ

میں اللہ سے مغفرت اور معافی کا طلب گار ہوں

التَّجَاوُزَ عَنِّيْ وَالْمُسَامَحَةَ فِيْ كُلِّ مَا أَخْطَأْتُ فَإِنِّيْ مَحَلُّ الْخَطَأِ وَالْغَلَطِ وَأَهْلُهُ۔	کہ اللہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر کردے، کیونکہ میں خطاؤں کا پتلا ہوں۔
وَهُوَ سُبْحَانَهُ أَهْلُ التَّقْوَى وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَالسَّعَةِ وَالْمُسَامَحَةِ وَالْغِنَى الْأَعْظَمِ وَالْكَرَمِ الْأَكْبَرِ عَنْ مُضَايَقَةِ الْمَسَاكِيْنِ وَالْجَاهِلِيْنَ إِذَا كَانَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى غَنِيًّا عَنْ عِرْفَانِ الْعَارِفِيْنَ غَيْرَ مُتَضَرِّرٍ بِجَهْلِ الْجَاهِلِيْنَ۔	جبکہ اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ، اہلِ مغفرت، غلطیوں کو معاف کرنے والا اور ہر چیز سے بے نیاز ہے، جاہلوں اور مسکینوں کے ہاں کی تنگی سے کہیں زیادہ کرم کرنے والا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ عارفوں کے عرفان سے بے نیاز اور جاہلوں کی جہالت سے بے پرواہے۔
وَآخِرُ كَلَامِيْ كَأَوَّلِهِ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنَ۔	میرا آخری کلام وہی ہے جو آغاز میں تھا کہ ساری تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے سزا وار ہیں، اور درود وسلام ہوں محمد سید المرسلین، خاتم النبیین اور شفیع المذنبین پر اور آپ ﷺ کے پاک آل اطہار پر اور آپ ﷺ کے ہدایت یافتہ اصحاب پر قیامت تک کے لیے۔
هَذَا وَكَانَ الْفَرَاغُ مِنْ زَبْرِهَا غَدَاةَ يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ مِنْ شَهْرِ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ تِسْعٍ وَثَمَانِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ	اس مسودے سے میری فراغت بوقت صبح بروز بدھ، ذی القعدہ ۱۲۸۹ھ شہر بھوپال میں ہوئی ہے، اللہ اس شہر اور اہالیانِ شہر کو تمام مصائب

فِيْ بَلْدَةِ بھوبال اَلْمَحْمِيَّةُ، صَانَهَا اللّٰهُ تَعَالىٰ وَأَهْلَهَا عَنْ جَمِيْعِ الْبَلِيَّةِ وَالرَّزِيَّةِ.

وآلام سے محفوظ رکھے۔

وَأَنَا الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ إِلَى اللّٰهِ، اَلْغَنِيُّ بِهِ عَمَّنْ سِوَاهُ، أبو الطيب صديق بن حسن بن علي الحسين القنَّوجي، غَفَرَ اللّٰهُ زُلَلَهُ، وَأَصْلَحَ خَلَلَهُ، وَتَقَبَّلَ عَمَلَهُ، وَبَلَّغَهُ أَمَلَهُ۔

اور میں ہر شے سے بے نیاز رب العالمین کا فقیر بندہ ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی ہوں، اللہ میری لغزشوں کو معاف کرے اور نیک اعمال کو قبول فرمائے۔

وَقَدْ جَمَعَهَا تَعْلِيْمًا لِفَلْذَةِ كَبِدِهِ، وَأَصْغَرِ وَلَدِهِ، وَثَمْرَةِ فُؤَادِهِ، السَّيِّد علي بن صديق بن حسن۔ فَسَّحَ اللّٰهُ فِيْ عِلْمِهِ وَعُمُرِهِ، وَعَمَلِهِ وَأَمَدِهِ، وَبَارَكَ لَهُ وَفِيْهِ، وَكَانَ مُدَى الْأَزْمَانِ فِيْ مَدَدِهِ، وَسَمَّيْتُهَا: "قطف الثمر في بيان عقيدة أهل الأثر" وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَّآخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔

اس رسالے کو مؤلف نے اپنے لختِ جگر چھوٹے صاحبزادے سید علی بن صدیق بن حسن کے لیے تحریر فرمایا تھا، اللہ ان کے علم و عمر اور عمل و زندگی میں برکت عطا فرمائے، اس کتاب کا نام میں نے ”قطف الثمر فی بیان عقیدۃ أہل الأثر“ رکھا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَّآخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔

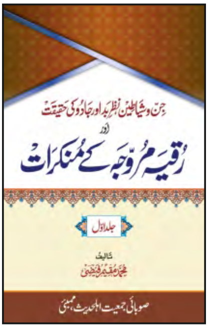
إِنِّيْ سَأَلْتُکَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَضَعَتْ
لَهُ السَّمَاوَاتُ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْبَارِيُّ
إِذَا تَأَمَّلْتَ فَاسْتَغْفِرْ لِجَامِعِهِ
لَعَلَّ جَامِعَهُ يَنْجُوْ مِنَ النَّارِ

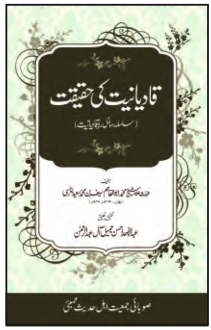
”میں اس اللہ کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں جس کے لیے سارے آسمان تابع ہیں اور وہی تنہا خالق ہے۔ جب بھی تم اس کتاب کو پڑھو اور اس میں غور کرو تو اس کے جمع کرنے والے مولف کے لیے دعائے مغفرت کر لیا کرو، شاید اسے دوزخ سے نجات مل جائے۔“

يَا رَبِّ إِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِي كَثْرَةً
فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَکَ أَعْظَمُ
إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوْکَ إِلَّا مُحْسِنٌ
فَبِمَنْ يَّلُوْذُ وَ يَسْتَجِيْرُ الْمُجْرِمُ
مَا لِيْ إِلَيْکَ وَسِيْلَةٌ إِلَّا الرَّجَا
لِعَظِيْمِ عَفْوِکَ ثُمَّ إِنِّيْ مُسْلِمٌ

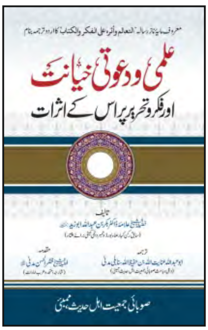
”اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، لیکن مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو و کرم بھی بہت عظیم ہے۔ ایک نیک انسان تیرے سوا کسی سے امید نہیں لگاتا ہے، تو پھر ایک مجرم کس کی پناہ میں جائے گا؟ میں تجھ سے تیرے عظیم عفو و کرم کا وسیلہ مانگتا ہوں اور میں تجھ پر ایمان لانے والا ایک مسلمان بندہ ہوں۔“

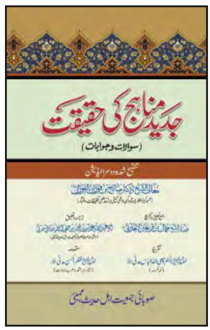
ہماری اہم مطبوعات



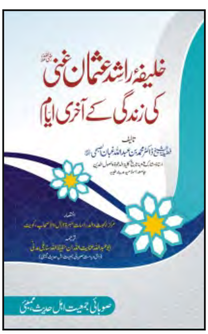


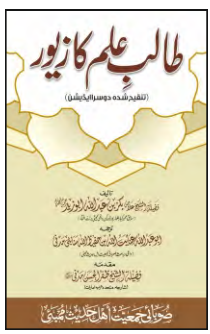


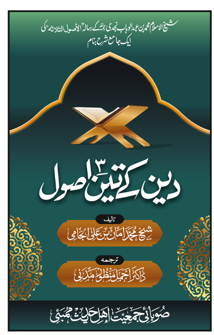












صوبائی جمعیت أهل حدیث ممبئی

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot,
L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

9892255244
9892555244
ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum
SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
majallahaljamaah@gmail.com
www.ahlehadeesmumbai.com